

الحمد للہ کتاب برکات نصاب مسیسی تمام تاریخی

حياة الموات في بيان سماع الاموات

جسین سارٹھے چار سو نصوص سے تمام اموات کا زائرون کو دیکھنا پچاننا ان کے
کلام سننا سمجھنا اولیائے کرام کا مزارات عالیہ سے تصرفات و فیض و امداد و مشککات
و حاجت روائی فرمادو و نزدیک است انھیں نہ ان سے طلب و دعا ہائے ہونا آفتاب روشن
کی طرح منجی کیا اور ان کے علاوہ پچاس سے زائد ولیوں شاہدوں جو ابوق اور شہو
سے زائد قاہر اعتراضوں سے منکر ان سماع موتی کے شبہات کو رنگ بطلان دیا
متضمن بتیل اہم اجل و اعظم مسیسی تمام تاریخی

۱۳

۱۶

الوقایع المتین بنی سماع الدین و جواب الیقین

جسین دوبارہ سماع موتی مسئلہ میں و کلام مشائخ حنفیین لسی قاہر و باہر و سب سے کیا جس کا
نظیر نظر آسمان سے نہ گزرا بہت لاکل قاطع اور خود انھیں مشائخ و کلمات ساطعہ و سیرین
کر دیا کہ ہرگز نہ گزرا اس مسئلے اور اس کلام مشائخ کا کوئی حوت اصلاً مخالف کے موافق نہیں
ہر دو از تصنیف امام المسند قانع بہت ناصر ملت مجدد مائتہ حاضرہ و مرید ملت
طاہرہ اعلم حضرت مولنا مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب

قادری برکاتی متع اللہ المسلمین بطول بقاہ

مولنا مولوی حکیم ابو العلاء امجد علی حصا اعظمی قادری ضوی زائنے اہتمام سے چھپا کر
شائع کیا

مطبع مطبع المسند جماعت واقع بریلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خلق الإنسان : علمه البيان : وأعطاه سماعاً وبصراً وعلماً
 فقلان : وجعله مظهر الصفات الرحمن : ولم يجعله معدوماً بقاء الأبدان
 والصلاة والسلام الأتمان الأكملان : على السميع البصير العليّ العجيب
 الملك المستعان : المولى الكريم الرؤوف الرحيم العظيم الشأن : سيدي
 ومولانا محمد النافذ حكمه في عوالم الأمكان : وعلى آلِهِ وصحبه وأئمة
 الغوث الباهر السلطان : الحق المنعم في القبر المكرم بفضل المنان :
 واشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له شهادة يحيي بها وجه
 الديان : واشهد أن محمداً عبده ورسوله شهادة تورثنا موارد الدنوان :
 فصلي الله وسلم وبارك وانعم على هذا الحبيب القريب الملقى البعيد الملقى
 الرفيع المكان : وعلى آلِهِ وصحبه وعياله وخزينة أوى العلم والعرفان : وعلىنا
 معهم وبهم ولهم يا جليل الإحسان : وجميل الامتنان آمين آمين الحق
 آمين أما بعد : به معدود سطرين بين يانضود سلكين يتقيح سماء علم وسماع موتى وطلب
 وما يشاهد أوليا سنيين جنين افقر الفقر الحق المصطفى احمد رضا محمد سني حقي قادر محلي
 ربليوى اصلي الله عليه وسلم حقق امله في اوائل ماه رجب سنة احرى سني خلد تاريخون من
 ركب تحريره يداد ربنا تاريخ حياة الموت في بيان سماع الاموات

۱۳۵۰
 سے سہمی کیا اس سے پہلے کہ فقیر غفرلہ نے چند کلمے سہمی بہ اکاھلال بفیض اکاھل یا بعد الوصال
 جمع کیے تھے انکے اکثر مطالب و مضامین بھی اس رسالہ کے بعض انواع و فصول میں مندرج
 ہوئے اب یہ عجالہ نہ صرف علم و سماع موتی کا ثبوت دیگا بلکہ بحول اللہ تعالیٰ خوب واضح کریگا کہ حضرت
 اولیا بعد الوصال زندہ اور انکی تصرف و کرامات پائندہ اور انکے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں
 خادموں محبتوں معقودہ کے ساتھ وہی امداد و اعانت و یاری و التحدیدہ التقدید الیاری -

پیر سالہ حق سے متصل باطل سے منفصل مقدمہ و سہ مقصد و خاتمہ پر مشتمل و حسبنا اللہ
 و نعم الوکیل ھو مولانا و علیہ التعویلی مقدمہ باعث تالیف میں نسخ جمادی الاخرہ ۱۳۵۰
 کو ایک مسئلہ بغیر محل تصدیق و اطہار ادعای طلب تحقیق فقیر کے پاس آیا صورت سوال یہ تھی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - چیمبر فائیند علمای دین و مقتیان شرع متین درین باب گویا یک
 بزرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا او سوقت یہ کلمہ زبان سے نکلا کہ ای بزرگ
 برگزیدہ درگاہ کبریائی آپ اللہ پاک سے میرے واسطے دعا کیجیے کہ حاجت میری غلامی برآوے
 کیونکہ آپ بزرگ میں طفیل رسول مقبول واسطے اللہ کے حاجت برآوے بعد کو کچھ فاتحہ و

درود شریف پڑھا اور پیشتر میں پڑھا یوں مزار گاہ میں جانا اور دعا مانگنا اور زیارت کرنا جائز نہایت
 یا نہیں زیادہ والسلام فقط انت علی بلفظہ آسپر بعض اجلہ خواجہ کا جواب مزین بہرود و تحفظ
 تھا جس میں صاف صاف صورت مذکورہ کو شرک اور ادنی درجہ شائبہ شرک قرار دیا اور قول میں
 ایک نئے طور پر اصحاب قبور کے انکار سماع بلکہ استحالہ و امتناع سے کام لیا تحریر شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اس میں شک نہیں کہ زیارت قبور مؤمنین خاصہ بزرگان دین اور
 درود شریف اور سورہ فاتحہ وغیرہ کا اور ثواب خیرات اموات کو بخشنا مذہب و مسنون ہے
 جسپر حدیث شریف جناب سید الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت نفیتم عن زیارت القبور
 فخر و ہانص صریح ناظر لیکن بزرگان اہل قبور کو خطاب طلب دعا سے حاجت روائی خود کرنا
 خالی از شائبہ و شبہ شرک نہیں کیونکہ جب درمیان زائر اور مقبور کے جوہر عبیدہ سمیع و بصیر حائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشریح بقصود
بالذات پر کر یہ
سوال انقض
اجمالی ہے ورنہ
ہمارے نزدیک
یہ صرف امتناعی
و غیر مطعون تھا
اوشا سمع و بصر
مطلق ۱۲
نہ

محسنہ و تعالیٰ اور اگر فرمائیے نہ تو جبکہ سائل بلا حصول علم مرکب سوال ہوتے ہیں آپ کے طور پر
 گویا اہل بیوت کو معطی و قیہ علی الاطلاق قرار دیتے ہیں یا نہیں بر تقدیر اول واجب ہوا
 کہ سوال شرک نہ ہو تو ادنیٰ درجہ شائبہ و شبہ شرک ضرور ہو حالانکہ بہت اکابر اولیا و علمائے
 وقت حاجت او سپر اقدام فرمایا ہے حضرت ابو سعید خدری قدس سرہ العزیز جنکی عظمت عرفان
 و جلالت شان آفتاب نیمروز سے اظہر من کماہ فاقہ پھیلاتا اور فیما اللہ فرماتے یومین
 سید الطائفہ جنید بغدادی کے استاد حضرت ابو حفص حداد و حضرت ابراہیم اہم و امام سفیان
 ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے وقت ضرورت شرعیہ سوال منقول نقل کل اللہ
 العلامة المناوی فی التیسیر کتب فقہیہ شاہد عدل کہ بعض صور میں علمائے کرام نے
 سوال فرض بتایا ہے معاذ اللہ یہ آپ کے طور پر شرک یا شائبہ شرک کا فرض ہونا ہو گا بقیہ
 ثانی زائر بجاہ بلا حصول علم سوال کرنے پر کیون ان الفاظ کا مصداق ہوا۔ سوال
 (۵) جو شخص ایکٹ خاص پر ہو کہ وہاں جا کر جو وقت بات کیجئے سن لے اس قدر سے
 اسے سمیع علی الاطلاق کہا جائیگا یا نہیں اگر کہیے ہاں تو اپنے نفس نفیس کو سمیع علی الاطلاق
 مانے ہمنے تو ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ دولتانہ پر جا کر جب کسینے بات کی ہر آپ کے کان تک
 پہونچی ہے اور فرمائیے نہ تو مزار پر جا کر کلام کرنے سے سمیع علی الاطلاق جانتا کیونکہ گنج گابا
 سوال (۶) زمانہ وجود مخاطب کے استغراق ازمنہ باوصف خصوص مکان کو جناب نے
 مثبت سمع علی الاطلاق ٹھہرایا تو استغراق ازمنہ وجود و اکثہ دنیا بدرجہ اولیٰ موجب ہو گا اب کہا
 جواب ہے اوس حدیث سے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی و عقیلی و ابن الجارود ابن عساکر
 و ابوالقاسم اصہبانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنان اللہ تعالیٰ ملک اعطاء اسماع الخلائق
 (زاد الطبرانی کلہما) قائم علی قبری (زاد الی یوم القیمۃ) فما من احد یصلی علی صلاۃ
 الا ابغنیہا بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے تمام جہان کی بات سن لینی

تعالیٰ علیہ وسلم
 سن سال میں
 فقہ حنا ناکل
 سب

ایک فرشتہ تمام عالم کی بات سن لینی

خط کی ہر وہ قیامت تک میری قبر حاضر ہو مجھ پر درود بھیجتا رہے مجھے عرض کرتا ہر علامہ زرقانی شرح مواہب اور
 علامہ عرب الروت شرح جامع صغیر میں اعطاء اسماء الخلاق کی شرح میں یون فرماؤ میں ای قوت
 یقیناً مرہا علی اسماء الخلاق ہر ایک مخلوق میں انس و جن وغیرہما (نہاد المناوی) فی
 ای موضع کان یعنی اللہ تعالیٰ نے اوس فرشتے کو ایسی قوت دی کہ انسان جن وغیرہما
 تمام مخلوق الہی کی زبان سے جو کچھ نکلے اوس کے سننے کی طاقت ہے چاہے کہین کی آواز ہو اور طبیعی
 منہ الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر الصلاۃ علی فان اللہ تعالیٰ وکل لی ملکاً عند قبری فاذا
 صلی علی جمل من امتی قال لی ذلک الملائک یا محمد ان فلان بن فلان یرضی
 علیک الساعة تجھ پر درود بہت بھیجے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ متین فرمایا
 ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلان بن فلان
 نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجا ہے اللھم صل وبارک علی ہذا الجنب المجتبی
 والشفیع المرجی وعلی الدوحی واولیاء امته وعلما ملتہ اجمعین صلاۃ
 قدومہ ودمک وبقی بقیاتک کما ہو اھل لہ وکما انت اھل لہ امین امین الہ
 الحق امین ۵ جان میدہم درآرزوای قاصد آخر باز گو بہ در مجلس آن نازنین حرفی گزارا
 میرودہ بھلا ارشاد ہوا اولیاء کرام تو خاص حاضران مزار کی بات سننے پر سمیع علی الاطلاق
 ہوئے جاتے ہیں یہ بندہ خدا کہ بارگاہ عرش جاہ سلطانی صلوات اللہ وسلامہ علیہ
 جہانمیں ہوتا اور وہیں کھڑے کھڑے ایک وقت میں شرقاً غرباً جنوباً شمالاً تمام دنیا کی
 آوازیں سننا ہر اسے کیا قرار دیا جائیگا آپ کو تو کیا کہوں مگر ان نجدی شرک فروشوں نے
 نہ خدا کی قدرت دیکھی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کیا کیا عطا فرما سکتا ہے نہ اوسکی عظمت صفات
 سمجھی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر شرک کا ماتھا ٹھنکتا ہے ما قدرہ واللہ حق قدرہ سوال
 (۷) کیا بات سننے کے لیے صورت دیکھنی بھی ضرور جب تو واجب کہ تمام اندھو بہرے ہوں

اور فرشتہ مذکور آئے کہ طور پر بصیر علی الاطلاق کلاس سے بھی کچھ زائد ورنہ فقط خطاب کر فیہ بصیر ماننا
 کیونکہ مفہوم ہوا عموم و اطلاق تو بالائے طاق۔ سوال (۸) فرض لزوم سماع کلام کو
 مطلق بصور کارہوریت مخاطب سے حاصل یا بصیر مطلق علی الاول ملازمت باطل و علی الثانی
 لازم کہ تمام مخلوق الہی بہرہی اور سی بات کا سننا کسی غیر خدا کے لیے ماننا مطلقاً مستلزم شرک ہو تو
 سب مشرک ہیں یا ہر ذی سمع بصیر علی الاطلاق تو اُفت اشعہ و العیاذ باللہ۔ سوال (۹) اون
 اولیا کی زیادت اور اک اگر سے مستلزم نہیں کہ ہر کلام زائر سن لین تو اسے بھی نہیں کہ سب کو نہ سنیں
 آپ خود عدم استلزام فرماتے ہیں نہ استلزام عدم تو دونوں صورت میں محمل پر ہیں پھر ایک امر
 محمل پر جزم شرک کیونکہ ہو سکتا ہے غایت یہ کہ بے دلیل ہو تو غلط ہی کیا ہر غلط بات شرک
 ہوتی ہے۔ سوال (۱۰) مجھے نہیں معلوم کہ قرآن عظیم میں ایک جگہ بھی بیان فرمایا ہو کہ
 مزارات پر جا کر کلام و خطاب کرنا شرک یا حرام ہے یا اتنا ہی ارشاد ہوا ہو جو ایسا کرتا ہی گویا جا
 قبور کو سمیع یا بصیر علی الاطلاق ماننا ہے اور حضرت کی صحت استدلال انھیں امور پر مبنی آپ
 فرماتے ہیں فرقان حمید میں بمقامات متعدده اسکا بیان تصریح تام موجود میں مقامات متعدده
 کی تکلیف نہیں دیتا ایک ہی آیت فرمادیجے جس میں صاف صاف صاف صاف مذکور ہو۔
 بینوا تو جروا۔ سوال (۱۱) سورہ یوسف کی آیہ کہ یہ کہ تلاوت فرمائی اوسکا ترجمہ و مطلب
 میں کیون عرض کروں مولوی اسماعیل سے سنئے تقویۃ الایمان میں لکھا نہیں مسلمان ہیں
 اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں اتنی
 خدا لا سمین مزارات اولیا پر جانے یا اوس کلام و خطاب کرینا کو نہ سارح و استغفر اللہ نام لکھو نہیں
 تصریح نام تو بڑی چیز ہے پھر اوس آیت نے جناب کو نہ سادہ ثوابت کیا یا حضار مزار کو کیا الزام دیا
 اگر ایسی ہی بڑی علاقہ استناد کا نام تصریح تام تو ہر شخص اپنے دعویٰ پر قرآن عظیم کی آیت پیش کر سکتا ہے مثلاً فلسفی
 کہے تو سیط عقول حق ہو ورنہ لازم آئے کہ تمام اشیاء شکرہ اوس واحد حقیقی ہی بالذات صادر ہوئی ہو
 اور یہ ضد لغو و جل پر انفرقان الواحد لا یصدق عنہ الا الواحد اور اللہ تعالیٰ پر اقترام قطعی

سید شاہ
مہمان کوئی نصیب
کتاب صاحب
عند کون باریست
ماتود وادی صلا
چہ ہر سلطان
تخصیض غفر

قرآن مجید میں بمقامات متعددہ اسکایان تھیں کہ تام موجودہ از انجملہ سورہ انعام میں ان الذین یفنون
على الله الکذب لا یفلحون ہ یا نصرانی کہے انکار تثلیث گناہ عظیم ہ کہ تثلیث آیت انجیل معروف ہ
ثابت اور آیت الہیہ کی تکذیب جب عذاب شدیدیہ فرقان حمید میں بمقامات متعددہ اسکایان تصدیق
تام موجودہ از انجملہ سورہ عنکبوت میں وما یصلح بائنا الا الظلمون ہ ارشاد فرمایا ہے کیا
ان تقریرون سے اونکی استدلال تام ہو گئی اور اور اونکے جھوٹے دعوے معاذ اللہ قرآن عظیم کی
ثابت کر دیے حاشا للہ واستغفر للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ میں نہیں چاہتا کہ عیاذ باللہ
فلان ہمان کی طرح آیات الہیہ کو اونکے محل و موقع سے بیگانہ کر کے بزور زبان دوسری طرف پھیرا
جائے ورنہ حضرات متکبرین کو مقابل آیہ کریمہ کما یشک الکفار من اصحاب القبور ہ بہت اچھی طرح
پیش ہو سکتی ہو اور وہ اوس آیت کی نسبت جو آپؐ تلاوت کی ہزار درجہ زیادہ محل وقوع سے تعلق رکھتی ہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہ اہل قبور کی کافر لوگ نامید ہو بیٹھے اب غور کر لیا جا کہ کون لوگ اہل قبور کی امید رکھتے ہیں
اور کون یاس کر سکتھوں اس توڑے بیٹھے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون

صنف آخر من ہذا النوع

یہاں ناول کا بخاندان عزیزی کو بعض اقوال رنگ تحریر فرمائیے جنھوں نے بے حصول علم از کتاب سوال
جائز رکھا اور مولوی عینا کو طور پر شرک خالص یا ہاری درجہ شائبہ شرک میں گرفتار ہوئے سوال (۱۳)
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں حدیث نفس کا علاج بتلازمین ہمارا دل طیبہ مشایخ متوجہ شود و برای ایشان فاتحہ خواند
یا نیز قرآن ایشان رودہ از انجا انجانب یوزہ کند اقوال انجانب کے نزدیک مزاہات اولیا سے بھیک مانگنے کا
کیا حکم ہر افسوس وہاں تو اونے دعا مانگو انا شرک ہوا جاتا تھا یہاں خود اونیو بھیک مانگی جاتی ہ
مثانیا کسی سے بھیک مانگنی یوہین معقول کہ وہ اوسکی غرض سے اور اوسکی طرف توجہ کرے ورنہ
دیواروں پتھروں سے کیا بھیک مانگن مگر آپؐ فرما چکے کہ توجہ خاص کا انکشاف حال خارج از علم
زائد و بیکر اختیار پروردگار عالم ہے اب جو یہ بھیک مانگنے والا شاہ صاحب کے حکم سے حصول علم تکبر
سوال کا ہے اوستے گو یا اہل قبور کو سمیع و بصیر علی الاطلاق مستر دیا یا انھیں اور شاہ صاحب نے

دینی اہل ان متوجہ ہو کر ان کو
ادوات بر حاکم و کرام

یہ شرک خالص یا شاہدہ شرک تعلیم کیا یا نہیں اور ایسی چیز کا سکھانے والا کافر یا مشرک یا بدعتی
 بد مذہب ہو یا یا نہیں بنو اتوجروا۔ ثالثاً انھوں نے مزار پر جا کر گدائی تو پیچھے بتائی پہاڑ کی
 بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کر رہے ہیں اب تو اطلاق کا پانی سر سے گزر گیا سوال
 (۱۳) انھیں شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی ہے آنکہ نادان سہمی جستنہ بالجو
 انوار قدم پوسندہ فیض قدس از سمت ایشان میخونہ دروازہ فیض قدس ایشان بہتند۔ اولیٰ قوت
 شرح رباعیات میں خود اسکی شرح یوں کی یعنی توجہ بارواح طیبہ شلیخ در تہذیب روح
 و سر فہم بلوغ دارد اقول کیا اچھا فہم بلوغ ہو کہ بلا حصول علم اچھی ہمت سے فیض چاہ کر شر
 ہو گئے سوال (۱۴) یہی شاہ صاحب قول الجیل میں لکھتے ہیں۔ اُنکی عبارت عربی لاکر
 ترجمہ کروں اس سے یہی بہتر کہ لوہی خرم علی صاحب بلہوری مصنف نصیحتہ المسلمین کا ترجمہ
 نقل کروں یہ صاحب بھی علامہ گبرائے حضرات منکرین سے ہیں شفا العلیل میں کہتے ہیں شلیخ
 چشتیہ نے فرمایا قبرستان میں میت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دیکر بیٹھے گیارہ بار سورۃ
 فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو پھر کہو یا روح اور یا روح الروح کی دلیل ضرب کر
 یہاں تک کہ کشائش نور پائے پھر منتظر رہے اسکا جب کا فیضان صاحب قبر سے ہو اسکا
 دلیرہ ملخصاً اقول اولاً اس نداء سے یا روح کا حکم ارشاد ہوتا ہے یا ایسا ملان فیض جو
 بتقریر و تسلیم و اذاعت تعلیم شاہ صاحب مقرر جم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سنا
 یا روح یا روح کرنے اور فیض مانگے بیٹھے گئے آپکے طور پر اہل قبور کو سمیع و بصیر معطی
 و فیض علی الاطلاق مانگا اور ماتن و مترجم بتا جاتا کہ شرک ہو یا نہیں سوال (۱۵)
 شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں ہیں جہاں انھوں نے بعض خواص اولیاء کو
 ایسی زیادت اور انک ملنی لکھی ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا
 یتماہند و ارباب حاجات و مطالب حل شکلات خود از انہا میطلبند و مٹی یا بند کہیے زیادت
 اور انک مسلم مگر توجہ خاص کا انکشاف حال تو خارج از علم طالب مجیز اختیار پروردگار عالم ہے

یہ شرک خالص یا شاہدہ شرک تعلیم کیا یا نہیں اور ایسی چیز کا سکھانے والا کافر یا مشرک یا بدعتی بد مذہب ہو یا یا نہیں بنو اتوجروا۔ ثالثاً انھوں نے مزار پر جا کر گدائی تو پیچھے بتائی پہاڑ کی بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کر رہے ہیں اب تو اطلاق کا پانی سر سے گزر گیا سوال (۱۳) انھیں شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی ہے آنکہ نادان سہمی جستنہ بالجو انوار قدم پوسندہ فیض قدس از سمت ایشان میخونہ دروازہ فیض قدس ایشان بہتند۔ اولیٰ قوت شرح رباعیات میں خود اسکی شرح یوں کی یعنی توجہ بارواح طیبہ شلیخ در تہذیب روح و سر فہم بلوغ دارد اقول کیا اچھا فہم بلوغ ہو کہ بلا حصول علم اچھی ہمت سے فیض چاہ کر شر ہو گئے سوال (۱۴) یہی شاہ صاحب قول الجیل میں لکھتے ہیں۔ اُنکی عبارت عربی لاکر ترجمہ کروں اس سے یہی بہتر کہ لوہی خرم علی صاحب بلہوری مصنف نصیحتہ المسلمین کا ترجمہ نقل کروں یہ صاحب بھی علامہ گبرائے حضرات منکرین سے ہیں شفا العلیل میں کہتے ہیں شلیخ چشتیہ نے فرمایا قبرستان میں میت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دیکر بیٹھے گیارہ بار سورۃ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو پھر کہو یا روح اور یا روح الروح کی دلیل ضرب کر یہاں تک کہ کشائش نور پائے پھر منتظر رہے اسکا جب کا فیضان صاحب قبر سے ہو اسکا دلیرہ ملخصاً اقول اولاً اس نداء سے یا روح کا حکم ارشاد ہوتا ہے یا ایسا ملان فیض جو بتقریر و تسلیم و اذاعت تعلیم شاہ صاحب مقرر جم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سنا یا روح یا روح کرنے اور فیض مانگے بیٹھے گئے آپکے طور پر اہل قبور کو سمیع و بصیر معطی و فیض علی الاطلاق مانگا اور ماتن و مترجم بتا جاتا کہ شرک ہو یا نہیں سوال (۱۵) شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں ہیں جہاں انھوں نے بعض خواص اولیاء کو ایسی زیادت اور انک ملنی لکھی ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا یتماہند و ارباب حاجات و مطالب حل شکلات خود از انہا میطلبند و مٹی یا بند کہیے زیادت اور انک مسلم مگر توجہ خاص کا انکشاف حال تو خارج از علم طالب مجیز اختیار پروردگار عالم ہے

یہ شرک خالص یا شاہدہ شرک تعلیم کیا یا نہیں اور ایسی چیز کا سکھانے والا کافر یا مشرک یا بدعتی بد مذہب ہو یا یا نہیں بنو اتوجروا۔ ثالثاً انھوں نے مزار پر جا کر گدائی تو پیچھے بتائی پہاڑ کی بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کر رہے ہیں اب تو اطلاق کا پانی سر سے گزر گیا سوال (۱۳) انھیں شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی ہے آنکہ نادان سہمی جستنہ بالجو انوار قدم پوسندہ فیض قدس از سمت ایشان میخونہ دروازہ فیض قدس ایشان بہتند۔ اولیٰ قوت شرح رباعیات میں خود اسکی شرح یوں کی یعنی توجہ بارواح طیبہ شلیخ در تہذیب روح و سر فہم بلوغ دارد اقول کیا اچھا فہم بلوغ ہو کہ بلا حصول علم اچھی ہمت سے فیض چاہ کر شر ہو گئے سوال (۱۴) یہی شاہ صاحب قول الجیل میں لکھتے ہیں۔ اُنکی عبارت عربی لاکر ترجمہ کروں اس سے یہی بہتر کہ لوہی خرم علی صاحب بلہوری مصنف نصیحتہ المسلمین کا ترجمہ نقل کروں یہ صاحب بھی علامہ گبرائے حضرات منکرین سے ہیں شفا العلیل میں کہتے ہیں شلیخ چشتیہ نے فرمایا قبرستان میں میت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دیکر بیٹھے گیارہ بار سورۃ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو پھر کہو یا روح اور یا روح الروح کی دلیل ضرب کر یہاں تک کہ کشائش نور پائے پھر منتظر رہے اسکا جب کا فیضان صاحب قبر سے ہو اسکا دلیرہ ملخصاً اقول اولاً اس نداء سے یا روح کا حکم ارشاد ہوتا ہے یا ایسا ملان فیض جو بتقریر و تسلیم و اذاعت تعلیم شاہ صاحب مقرر جم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سنا یا روح یا روح کرنے اور فیض مانگے بیٹھے گئے آپکے طور پر اہل قبور کو سمیع و بصیر معطی و فیض علی الاطلاق مانگا اور ماتن و مترجم بتا جاتا کہ شرک ہو یا نہیں سوال (۱۵) شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں ہیں جہاں انھوں نے بعض خواص اولیاء کو ایسی زیادت اور انک ملنی لکھی ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا یتماہند و ارباب حاجات و مطالب حل شکلات خود از انہا میطلبند و مٹی یا بند کہیے زیادت اور انک مسلم مگر توجہ خاص کا انکشاف حال تو خارج از علم طالب مجیز اختیار پروردگار عالم ہے

یہ شرک خالص یا شاہدہ شرک تعلیم کیا یا نہیں اور ایسی چیز کا سکھانے والا کافر یا مشرک یا بدعتی بد مذہب ہو یا یا نہیں بنو اتوجروا۔ ثالثاً انھوں نے مزار پر جا کر گدائی تو پیچھے بتائی پہاڑ کی بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کر رہے ہیں اب تو اطلاق کا پانی سر سے گزر گیا سوال (۱۳) انھیں شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی ہے آنکہ نادان سہمی جستنہ بالجو انوار قدم پوسندہ فیض قدس از سمت ایشان میخونہ دروازہ فیض قدس ایشان بہتند۔ اولیٰ قوت شرح رباعیات میں خود اسکی شرح یوں کی یعنی توجہ بارواح طیبہ شلیخ در تہذیب روح و سر فہم بلوغ دارد اقول کیا اچھا فہم بلوغ ہو کہ بلا حصول علم اچھی ہمت سے فیض چاہ کر شر ہو گئے سوال (۱۴) یہی شاہ صاحب قول الجیل میں لکھتے ہیں۔ اُنکی عبارت عربی لاکر ترجمہ کروں اس سے یہی بہتر کہ لوہی خرم علی صاحب بلہوری مصنف نصیحتہ المسلمین کا ترجمہ نقل کروں یہ صاحب بھی علامہ گبرائے حضرات منکرین سے ہیں شفا العلیل میں کہتے ہیں شلیخ چشتیہ نے فرمایا قبرستان میں میت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دیکر بیٹھے گیارہ بار سورۃ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو پھر کہو یا روح اور یا روح الروح کی دلیل ضرب کر یہاں تک کہ کشائش نور پائے پھر منتظر رہے اسکا جب کا فیضان صاحب قبر سے ہو اسکا دلیرہ ملخصاً اقول اولاً اس نداء سے یا روح کا حکم ارشاد ہوتا ہے یا ایسا ملان فیض جو بتقریر و تسلیم و اذاعت تعلیم شاہ صاحب مقرر جم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سنا یا روح یا روح کرنے اور فیض مانگے بیٹھے گئے آپکے طور پر اہل قبور کو سمیع و بصیر معطی و فیض علی الاطلاق مانگا اور ماتن و مترجم بتا جاتا کہ شرک ہو یا نہیں سوال (۱۵) شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں ہیں جہاں انھوں نے بعض خواص اولیاء کو ایسی زیادت اور انک ملنی لکھی ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا یتماہند و ارباب حاجات و مطالب حل شکلات خود از انہا میطلبند و مٹی یا بند کہیے زیادت اور انک مسلم مگر توجہ خاص کا انکشاف حال تو خارج از علم طالب مجیز اختیار پروردگار عالم ہے

پھر ایسی لوگ جو بلا حصول علم مرکب استفادہ ہوتے ہیں کیونکہ مصداق اوں لفظوں کے
 نہوئے اور ایسی نسبت کہ معاذ اللہ بذریعہ شرک ملتی ہو کیونکہ صحیح و مقبول ٹھہری ہی شاہ صاحب
 اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب کے ناقل ادیست کی نسبت قوی اور صحیح ہر شیخ ابوعلی فاریدی
 کو ابو الحسن خرقانی سے روحی فیض ہوا اور انکو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور انکو امام
 جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے اھ نقدہ البصوری فی شفاء العلیل ثانیاً
 ذرا شاہ صاحب کے پچھلے لفظ کہ اہل حاجت اپنی مشکوں کا حل اونسے مانگتے اور پاتے ہیں
 طوطا خاطر ہیں کس دھوم دھام سے ارواح اولیا کو حاجت روا شکلا بتایا ہے اللہ
 کہنا ہے اگرچہ ایمان ناوقف عن الناس اعداء لما جہلوا ۵ فوٹ اعظم من میسر و
 سامان مدد قبلہ دین مدد گمبہ ایمان مددی۔ سوال (۱۶) اوسی تفسیر عزیز ہیں
 دفن کو نعمت الہی ٹھہر کر اوسکے منافع و فوائد میں لکھتے ہیں از اولیا مدفونین انتفاع و شفا
 جاریست اقول انتفاع تک خیر تھی کہ بے قصد متوقع بھی ممکن استفادہ نے غضب کر دیا
 کہ وہ نہیں مگر طلب فائدہ پھر کیا اچھا نفع دفن میں کیا اگر تہکان خدا بے حصول علم مرکب
 سوال ہو کر معاذ اللہ شرک ہوتے ہیں ثانیاً لفظ جاریست پر طوطا ہے کہ اس سے مراد
 نہیں مگر مسلمانوں میں جاری ہونا اور جو مسلمانوں میں جاری ہرگز شرک نہیں کہ جن میں شرک جاری
 ہرگز مسلمان نہیں سوال (۱۷) مرزا مظہر جانجانا صاحب جنھیں شاہ ولی اللہ صاحب
 اپنے مکاتیب میں قیم طریقہ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات و نوید پر
 انھیں شاہ صاحب کے اونی نسبت منقول ہند و عرب ولایت میں ایسا متبع کتاب سنت نہیں
 بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے اھ ملخصاً مترجمایہ مرزا صاحب اپنے لفظوں میں فرماتی
 ہیں نسبت باجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ میرسد و فقیرا نیازی خامن باجناب
 ثابت است در وقت عروض عارضہ جمالی توجہ بانحضرت واقع میشود و سبب حصول شفا
 میگردد سوال (۱۸) آگے فرماتے ہیں کیا نصیحت کہ مطلقاً نیست ۵ فروغ چشم

انکا ہی امیر المومنین حیدر بن زانکشت ید اللہ امیر المومنین حیدر بن جناب ایشان عرض نمود
 نواز شہا فرمودند اھ اقول اولاً جب جناب مرزا صاحب امراض میں بارگاہ مشککاشانی کی طرف
 توجہ کرتے تھے انھیں کیا خبر تھی کہ حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الہی اس وقت میری طرف توجہ
 میں یا میری طرف توجہ سے التفات فرمائینگے تا نیا یوہین جب قصیدہ عرض کرنے بیٹھ گیا
 جانتے تھے کہ حضرت والا اس وقت سن لینگے تو ان سب اوقات میں ہر حصول علم مرکب عرض توجہ
 ہو کر انھوں نے جناب اسد اللہی کو سمیع و بصیر علی الاطلاق ٹھہرایا اور حضرت کے طور پر وہ بڑا مقرب
 پایا یا نہیں مثالاً مزار پر جا کر کلام و خطاب تو وہ آفت تھا مرزا صاحب جو بے حضور مزار ہی تو حیدر
 کرتے قصیدہ سناتی ہیں انکے یہ حکم کچھ زیادہ سخت ہو گیا یا نہیں راجحاً اس نیازی خاص پر بھی
 نظر ہے کہ یہاں کچھ کر گیا اور نہ جہاں کے وہم کا جو لفظ نیا کر کو خاص جناب بے نیاز ملتے اور اسی بنا پر
 فاتحہ فاتحہ حضرات اولیا کو نیاز کہنا شرک و حرام جانتے ہیں خامساً یہ بڑی گزارش تو باقی ہی تھی
 کہ دفع امراض کیلئے ارواح طیبہ کی طرف توجہ استمداد بالغیر تو نہیں اور جناب کے نزدیک بھلا ایسا
 شخص اتباع شریعت میں یکتا و بی نظیر جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا تھا بالائے طاق
 سرے سے شیعہ سنت بلکہ از روئے ایمان تقویۃ الایمان راستا موحہ و مسلم کہا جائیگا یا نہیں
 سوال (۱۹) شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبد الرحیم صاحب کی نسبت کیا حکم ہو وہ بھی
 اس شرک عالمگیر سے محفوظ رہے شاہ ولی اللہ صاحب قول الجلیل میں لکھتے ہیں و ایضاً مآداب
 شیخنا عبد الرحیم علی روح جدہ کلامہ الشیخ رفیع الدین محمد شفاء العلیل میں اس کا ترجمہ
 یوں کیا اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبد الرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین کی
 روح کو اور حاشا فیض یوں تھا کہ اوہر سے بے طلب آیا ہو بلکہ یہی جا کر قبر پر متوجہ ہو کر تے خود
 شاہ ولی اللہ اپنے والد ماجد سے انفاس العارفین میں ناقل میفرمودند مراد مبارک حال بزار
 شیخ رفیع الدین الفتنہ پیدا شدہ انجا میر تم و بقبر شان متوجہ میشدم المیار جب مولوی اسماعیل کے
 اساتذہ و مشائخ سب گرفتار شرک تھے یہ کہ انھیں کے خوشہ چین انھیں کے نام لیوا اور نگر مصالح

اونکے متعلقہ کیونکر مومن موحّد ہے مع وحسن نبات الارض من کوہ البذر۔

صنف آخر من بذل النوع

اسمیں وہ سوالات مذکور ہونگے جو مولوی صاحب کے استدلال دوم یعنی تسک بحدیث من حلف الخ سے متعلق ہیں سوال (۲۰) حدیث من حلف بغیر اللہ فقد اشرک کی جو عمدہ شرح افادہ فرمائی ذرا کتب الکتب الحدیث وفقہ پر نظر کر کے ارشاد ہو جائے کہ کلمات علما سے کہا تک موافق ہے فقیر بہت ممنون احسان ہو گا اگر ایک عالم معتمد کی تحریر سے بھی آپ نے اپنا بیان مطابق کر دکھایا الفاظ شریفہ پیش نظر میں کہ اس حدیث کا سبب سوا اسکے نہیں الخ سوال (۲۱) اعتقاد نفع و ضرر قسم کی دلالت کس قسم کی دلالت آیا لفظ او سکے معنی سے یہ امر مفہوم یا عقلاً خواہ عرفاً لازم و ملزوم کہ آدمی کو یہ قسم کھائے جس سے نفع و ضرر کی امید رکھے صدر اسلام میں جو صحابہ کرام کعبہ معظمہ کی قسم کھاؤ کہما رواہ النسائی وغیرہ اس وقت وہ کعبہ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے تھے مینو اتوجروا سوال (۲۲) غیر خدا کو اس بیطرح نافع یا ضار جانتا مطلقاً شرک ہے یا خاص اوس صورت میں کہ او سے نفع و ضرر میں مستقل بالذات مانے بر تقدیر اول یہ وہ شرک ہے جس سے عالم میں کوئی محفوظ نہیں جہاں شہد کو نافع زہر کو مضر جانتا ہے سچے دوست سے نفع کی امید پر دشمن سے ضرر کا خوف رکھتا ہے عالم کی خدمت حاکم کی اطاعت اسی لیے کرتی ہیں کہ دینی یا دنیوی نفع کی توقع ہے مخالف مذہب سے احتیاط سامنے و احتراز اسی سے رکھتے ہیں کہ روحانی یا جسمانی ضرر کا اندیشہ ہو خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا جہاد و کم و ابناؤ کم لا تدرو ان ایہم اقرب لکم نفعاً تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے اوہ میں کون تمہیں نفع دینے میں زیادہ نزدیک ہے اور فرماتا ہو ماہر بشارین بہ من احسن الا باذن اللہ وہ اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچائیں گے جو حکم خدا کے نصیحت شریف میں جاہل نبی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلیذفعہ تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع دے سکے وہ نفع دے امام احمد والبوداد و

نفع نہ ہو
بشرک کو ضرر
منہی عن حلف
ہے ۱۲

جو خدا کو نفع دے

و فریدی و نسائی و ابن ماجہ بسند حسن مالک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ربوی حضور پر نور علیہ السلام
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من ضار ضار اللہ بہ و من شاق شاق اللہ علیہ جو
 کسی کو ضرر دیگا اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائیگا اور جو کسی پر سختی کریگا اللہ تعالیٰ اسے سختی
 میں ڈالے گا حاکم کی حدیث میں ہے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے حجر اسود کی نسبت فرمایا بلی یا امیر المومنین یضرہ ینفع کیونکہ نہیں اسے
 امیر المومنین یہ پتھر نقصان دیگا اور نفع پہنچائیگا حدیث بر تقدیر تانی واقع نفس الامر اس گمان کے
 خلاف پر شاہ عدل لاکھون آدمی اپنے یا اپنے محبوب کے سرو یا آنکھوں یا جان کی قسم کھاتے ہیں اور
 ہرگز اس کے خواب میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ چیزیں بالاستقلال ہمارے نفع و ضرر کی مالک ہیں
 نہ ہرگز سامع کا ذہن اس طرف جاتا ہے بھلا حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ کو اس قول کو کیا سننے
 میں **۵** عمری و ما عمری علی بعینہ یہ نقد نطق بطلان علی الاقارح اور جناب کے نزدیک
 اس سے کیا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر و ام المومنین صدیقہ وغیرہما پیشوا
 دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اپنے باپ اور اپنی جان کی قسم کھاتی مروی کہ خادم خدا
 معنی نہیں سوال (۲۳) خیر قسم غیر سے تو بچے نزدیک یہ صرف ظاہری ہوتا تھا کہ وہ اپنی
 عقیدہ میں غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رسان جانتا ہے گمان جناب اتنی ہی بات پر شرع مطہر میں بنا
 تحریم ہوئی حالانکہ اس کے دل کا حال خدا جاننے اب انکی نسبت حکم ارشاد ہو جو صاف صاف بالتصریح
 غیر خدا کو نہ فقط نفع و ضرر رسان بلکہ مالک نفع و ضرر بتائیں اور وہ بھی کہے اس شقی کو جو مدعی التوہ
 رہا ہو اور برسوں خزان یعقل نے اسے پوچھا ہو وہ کون فرعون بے عون نسأل اللہ
 عن حالہ الصون شاہ عبدالغزیز صاحب اسرار کے ثبوت میں کہ سامری والون کی گوسالہ
 پرستی قبطیوں کی فرعون پرستی سے بدتر تھی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں تعظیم بادشاہ صاحب
 آئندہ کہ مالک نفع و ضرر باشند فی الجملہ وہ معقولیت دارد گوسالہ یا یعقل کہ در بلاد و حق ضرب
 ستیج و جہ شایان تعظیم نیست سوال (۲۴) یہ تو آتشہ عرض کرو گناہ کا طلب دعا کو

اعتقاد نفع و ضرر سے کتنا تعلق۔ بالفعل او سے یوہین فرض کر کے گذرنا کہ دعا مانگا
 میں تو وہ اعتقاد نفع و ضرر نکالا جو معنی شرک حالانکہ وہ خود انکے کسی حاجت کی خواہش کا راجی نہیں
 پھر (۱) ان کے مہلکات عظمت البرکات پر حاضر ہو کر خود او نے بھیک مانگنا (۲) یا روح یا روح
 پکار کر او کے فیض کا منتظر رہنا (۳) اپنی مشکوٰۃ کا اول سے حل چاہنا (۴) بیمار پڑیں تو شفا
 ملنے کو او کی طرف توجہ کرنا کہ ابھی صنف سابق میں منقول ہوئے انہیں کتنا اعتقاد نفع و ضرر ثابت
 ہوتا ہے اور (۵) لفظ انتفاع و استمداد تو خود مجھے نفع یافتن و فائدہ خواستن اس کا قصد
 براعتقاد نفع کس عاقل سے منقول بآں بان انصاف کیجے تو دعا طلبی سے درپورہ گری و حجت
 خواہی کہیں زیادہ ہے اس میں صرف نیت سائل پر مدار تفرقہ ہے اگر سبب ظاہری و منظر ہون باری
 جانا تو خالص حق اور معاذ اللہ مستقل مانا تو نہ شرک بجلالت طلب دعا کہ وہاں نفس کلام مطلوب
 منہ کی غلامی و بندگی اور حضرت غنی جل جلالہ کی طرف محتاجی پر دلیل واضح یہاں تک کہ تو ہم استقلال
 سے اس کا اجتماع محال کہلا بخفی علی اولی النہی باینہما اگر یہ شرک ہو تو اس کے لیے تو مجھے
 کوئی لفظ شرک سے بدتر ملتا بھی نہیں جس کا مصداق او سے ٹھہراؤن ع ضاق عن و صقم
 نطاق البیان سوال (۲۵) اگر مان بھی لین کہ غیر خدا کی قسم اسی لیے حرام ہوئی تو اس کو
 مسئلہ دائرہ سے کیا علاقہ کیا کسی سے دعا کیلئے کہنے میں بھی اوی طرح کو نفع و ضرر کا اعتقاد
 ظاہر ہوتا ہے جو معنی شرک ہو (۱) خود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین
 عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا چاہی وہ کہ معظّمہ جاتے تھے ارشاد فرمایا لا تنسنا
 یا اخی من دعاک اخی بھائی اپنی دعائیں ہمیں نہ بھول جانا رواہ ابوداؤد عنہ رضی اللہ عنہ
 احمد وابن ماجہ کی روایت میں ہے فرمایا اشکرک یا اخی فی صالح دعاک ولا تنسنا بھائی اپنی نیک
 دعائیں ہمیں بھی شریک کر لینا اور بھول نہ جانا (۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت
 کہ یہ تھی جب دفن میت سے فارغ ہوتا تو قبر پر ٹھہر کر مجاہدہ کرنا کہ ہم سے ارشاد فرمایا استغفروا لکم و لکم
 التّشیت فانہ کان یسال اپنی بھائی کیلئے استغفار کرو اور اس کے ثابت رہی کہ دعا مانگو کہ اب اس سے

سوال ہو گا رواہ ابو داود والحاکم والبیہقی بسند حسن عن عثمان الغنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ (م) امام احمد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذ لقیت الحاج فسلمہ علیہ صافحہ وصر ان
یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ بہک حاجی سے ملے سلام و صافحہ
کر اور قبل اسکے کہ وہ اپنے گھر میں جائے اپنی مغفرت کی دعا اس سے منگو کہ وہ بخشا ہوا
(م) حضور نے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر کے صحابہ کو حکم دیا من لقیہ منکم
فلیامرہ فلیستغفر لہ ثم ینبجوا ویت پایا اپنے آپ ان سے دعا کے بخشش کر اے
اخرجہ مسلم والبیہقی عن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت میں ہر حضرت
فاروق کا ہاتھ میں بھی حکم ہوا وہ اپنے دعا کرنا کہ وہ اللہ کے حضور عزت والا ہے اخرجہ
وابن عساکر (ھ) صاحب حکم امیر المومنین نے اپنے دعا پڑھی اخرجہ ابن سعد
والحاکم والبیہقی والروای والبیہقی فی الذکر کی ابو نعیم فی الحلیۃ کلہم من طریق
اسیر بن جابر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) ایک روایت میں ہے امیر المومنین فاروق
واسیر بن مزیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات اویس طلب دعا کا حکم تھا دونوں
صحابیوں نے اپنے لیے دعا کر لی اخرجہ ابن عساکر (م) امام ابو بکر بن ابی شیبہ ستاد امام
بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوة کی جلد یازدہم میں بسند صحیح بطریق ابو نعیم
عن لامعش عن ابی صالح عن مالک النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں قال
اسابغنا فی خطبہ من عمر بن الخطاب فجاہز علی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ استسوا اللہ کامتہ فاعلموا قد منکروا فانا ہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی المنام فقال انت عمر فاروق السامی واخبرہم ان ہم سیدسقون الحدیث
یعنی عہد حدیث مہر فاروقی میں ایک بار خط پڑا ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزی
صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزار اقدس حضور مجاہد سیکان مٹی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر

عرض کی یا رسول اللہؐ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اون صحابی کی خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ہمارے پاس جا کر اس سے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ اب پانی آیا جا رہا ہے شاہ ولی اللہ قرۃ العینینؒ میں یہ حدیث نقل کر کے کہتے ہیں (رواہ ابو عمرؒ لا مستحباب) (تنبیہ غیبیہ) یہ چند حدیثیں ہیں احیائے حقیقی سے طلب دعائیں اور اموات کے طلب کی قدر سے بحث کہ اصل مسئلہ مسئلہ سائل پر انشا اللہ تعالیٰ مقصد سوم میں مذکور ہوگی۔ یہاں ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات و اشواج و ملک غیر ہم تمام مخلوق الہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا تو امور شرک میں حیات و موت سے تفرقہ جیسا کہ اس طائفہ جدید کا شیوہ قدیمہ ہر دائرہ عقل و شرع دونوں سے خروج کیا زندہ خدا کے شرک ہو سکتے ہیں صرف شرک اموات ہی ممنوع ہے مولوی صاحب اپنی مقیاس علیہ یعنی قسم غیر ہی کو ملاحظہ کریں کہ حلال نہیں تو مردے زندہ سے کسی کی حلال نہیں ہو ہیں اگر طلب دعائیں شرک ہو تو ہرگز یہ حکم فقط اموات سے خاص نہ ہوگا بلکہ یقیناً احیاء سے دعا کرنا بھی حرام ٹھہریگی کہ خدا کا شریک نہ ہو سکے میں زندہ سے مردے سے ایک سے دیکھنا شیوخ علماء الہند مولانا و برکتنا سیدی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا اگر ان معنی کہ درامداد و استمداد ذکر کر دیم موجب شرک و توجہ ہا سوا سے حق باشد چنانکہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود تو تسل و طلب دعا از صاحبان و دوستان خدا و در حالت حیات نیز و این ممنوع نیست بلکہ مستحب و متمسک است باتفاق و شائع است در دین عزیزان یہ نکتہ بہت بجا آئند ہے اور اکثر اہل بام و شبہات کا رد فاضل تحفظ و تحفظی من الرشدا وافی حفظ نوع دوم مخالفت مولوی صاحب ہم مذہبان مولوی صاحب میں۔ یہاں اس امر کا ثبوت ہوگا کہ مولوی صاحب کی تحریر مذہب نگارین سے بھی موافق نہیں ہو جوہ عریض و امول و فروع طائفہ جدیدہ سے صریح مخالفت اور مذہب مہذب

جہاں زندہ کے ساتھ شرک نہیں ہو دین کا ساتھ بھی نہیں

اہل حق سے بعض باتوں میں گونہ موافقت فرمائی ہر چیز میں نہیں کہ صرف ہم مذہبوں ہی سے
 خلاف ہو اور خود مولوی صاحب ان مخالفت کا جو پیشی التزام فرمالین نہیں بلکہ بہت وہ بھی
 ہیں جو نادانستہ سرزد ہو گئیں کہ ظاہر ہوئے پر خود بھی آپکو گوارا نہوں اور اگر تسلیم فرمالین تو
 اس سے کیا بہتر دیکھتے تو ہمیں کہتے مسائل نزاعیہ طے ہوئے جاتے ہیں مخالفت
 (۱) مولوی صاحب فرماتے ہیں زیارت قبور مومنین خاصۃً بزرگان دین مندوب و
 مسنون ہجریہ خصوصیت ہمارے طور پر پیشکش حق مگر صاحب ہاتھ مسائل کے بالکل خلاف
 انھوں نے جو قسم زیارت شرعاً اگر بہت جائز مالی اہمین فرارات عالیہ حضرات اولیا اور ہر شرابی
 زنا کاری قبر کیسے جانی حیثیت قلا درین قسم زیارت کون قبر ولی وغیر ولی و شہید وغیر شہید و
 صالح و فاسق و غنی و فقیر برابر است پھر اس پر باری پر بھی پھر نہ آیا آگے اونی ترقی معکوس کر کر
 فرمایا بلکہ از زیارت قبور اعمیاء و ملوک زیادہ تر عیت حاصل میگردد و مطلب یہ کہ جس فائدہ کیلئے شرع
 زیارت قبور جائز کی ہر وہ عزرات اولیا میں ہرگز ایسا نہیں جیسا روایات کی قبر و زمین ہر تو آدمی کو
 پکارا کہ وہیں جائے جہان دکنے زیادہ پاؤا انا للہ وانا الیہ راجعون مخالفت (۲) مولوی
 صاحب وقت زیارت قبور درود و فاتحہ پڑھنا موات کو تو ناخوش نامندوب و مسنون فرماتے ہیں
 بہت اچھا قرآن و حدیث سے درود و فاتحہ کی خصوصیت ثابت کر دکھائیں یا قرون ثلث میں اس
 فقہیں کا رواج بتائیں ورنہ نہ سب و استثناء در کنار اصول طائفہ پر کل بدعتہ ضلالتہ و کل
 ضلالتہ فی الدنارین داخل ٹھہرائیں مخالفت (۳) سوال سائل میں درود و فاتحہ دونوں کا
 سنا پڑھنا نہ کوڑ تھا اور کسی پر حضرت کا جواب وارو بالفرض اگر فردا فردا اٹکا پڑھنا ثابت بھی فرمایا
 ان اصول طائفہ پر بیانات اجتہاد میں کلام بھی اس بنا پر آپکو حکم بدعت دینا تھا یا تسلیم فرمائیے کہ بعد حسن
 اتحاد حسن مجموع میں کلام نہیں جب تک خصوص اجتماع میں کوئی مفسدہ نہ ہو مخالفت (۴)
 محکمین طائفہ کی تقریریں گواہ کہ جو فعل فی نفسہ ہو مگر وہ میں لگنے ہم پر خط مفاسد کو ساتھ جاری وہ
 اصل کو ممنوع ٹھہراتے ہیں نہ کہ مفاسد سے منع اور اصل کی تجویز کریں جب آپکر نزدیک زیارت فرماتا

مذہب ہمارے مذہب سے
 مخالف ہو اور خود مولوی صاحب
 ان مخالفت کا جو پیشی التزام
 فرمالین نہیں بلکہ بہت وہ بھی
 ہیں جو نادانستہ سرزد ہو گئیں
 کہ ظاہر ہوئے پر خود بھی آپکو
 گوارا نہوں اور اگر تسلیم فرمالین
 تو اس سے کیا بہتر دیکھتے تو
 ہمیں کہتے مسائل نزاعیہ طے
 ہوئے جاتے ہیں مخالفت (۱)
 مولوی صاحب فرماتے ہیں
 زیارت قبور مومنین خاصۃً
 بزرگان دین مندوب و مسنون
 ہجریہ خصوصیت ہمارے طور
 پر پیشکش حق مگر صاحب ہاتھ
 مسائل کے بالکل خلاف انھوں
 نے جو قسم زیارت شرعاً اگر بہت
 جائز مالی اہمین فرارات عالیہ
 حضرات اولیا اور ہر شرابی
 زنا کاری قبر کیسے جانی
 حیثیت قلا درین قسم زیارت کون
 قبر ولی وغیر ولی و شہید
 وغیر شہید و صالح و فاسق
 و غنی و فقیر برابر است پھر
 اس پر باری پر بھی پھر نہ آیا
 آگے اونی ترقی معکوس کر کر
 فرمایا بلکہ از زیارت قبور
 اعمیاء و ملوک زیادہ تر عیت
 حاصل میگردد و مطلب یہ کہ
 جس فائدہ کیلئے شرع زیارت
 قبور جائز کی ہر وہ عزرات
 اولیا میں ہرگز ایسا نہیں جیسا
 روایات کی قبر و زمین ہر تو
 آدمی کو پکارا کہ وہیں جائے
 جہان دکنے زیادہ پاؤا انا للہ
 وانا الیہ راجعون مخالفت (۲)
 مولوی صاحب وقت زیارت
 قبور درود و فاتحہ پڑھنا
 موات کو تو ناخوش نامندوب
 و مسنون فرماتے ہیں بہت
 اچھا قرآن و حدیث سے درود
 و فاتحہ کی خصوصیت ثابت
 کر دکھائیں یا قرون ثلث میں
 اس فقہیں کا رواج بتائیں
 ورنہ نہ سب و استثناء در کنار
 اصول طائفہ پر کل بدعتہ
 ضلالتہ و کل ضلالتہ فی
 الدنارین داخل ٹھہرائیں
 مخالفت (۳) سوال سائل میں
 درود و فاتحہ دونوں کا سنا
 پڑھنا نہ کوڑ تھا اور کسی
 پر حضرت کا جواب وارو
 بالفرض اگر فردا فردا اٹکا
 پڑھنا ثابت بھی فرمایا ان
 اصول طائفہ پر بیانات
 اجتہاد میں کلام بھی اس بنا
 پر آپکو حکم بدعت دینا تھا
 یا تسلیم فرمائیے کہ بعد
 حسن اتحاد حسن مجموع میں
 کلام نہیں جب تک خصوص
 اجتماع میں کوئی مفسدہ نہ
 ہو مخالفت (۴) محکمین
 طائفہ کی تقریریں گواہ کہ
 جو فعل فی نفسہ ہو مگر وہ
 میں لگنے ہم پر خط مفاسد کو
 ساتھ جاری وہ اصل کو
 ممنوع ٹھہراتے ہیں نہ کہ
 مفاسد سے منع اور اصل کی
 تجویز کریں جب آپکر نزدیک
 زیارت فرماتا

فردا کوڑھنا نہ کوڑ تھا اور کسی پر حضرت کا جواب وارو بالفرض اگر فردا فردا اٹکا پڑھنا ثابت بھی فرمایا ان اصول طائفہ پر بیانات اجتہاد میں کلام بھی اس بنا پر آپکو حکم بدعت دینا تھا یا تسلیم فرمائیے کہ بعد حسن اتحاد حسن مجموع میں کلام نہیں جب تک خصوص اجتماع میں کوئی مفسدہ نہ ہو مخالفت (۴) محکمین طائفہ کی تقریریں گواہ کہ جو فعل فی نفسہ ہو مگر وہ میں لگنے ہم پر خط مفاسد کو ساتھ جاری وہ اصل کو ممنوع ٹھہراتے ہیں نہ کہ مفاسد سے منع اور اصل کی تجویز کریں جب آپکر نزدیک زیارت فرماتا

مشہور بطور شرک رائج کہ استدلال کو شائع و مشہور اصول طائفہ پر اصل زیارت کو حرام کہنا
 نہ مندوب و سنون محالفت (۵) مولوی اسحاق نانہ سائل میں لکھتے ہیں تو ان دن
 بعد از دفن بدعت و مکروہ است زیرا کہ مسجد و از سنت نیست و انچه معہ و از سنت نیست جو
 روایات کتب فقہ مکروہ میباش و عبارتہ الکتاب کلمہ عند القبر و ما لہ منہ من السنن و ما لہ
 منہ ایس لا زیارتہ و الدعاء عندہ قائلہ کلمہ الفتح القدیر و البصر الراقی و النضر الفائق و الفتاوی
 العالمگیری اگرچہ ان عبارت کا مطلب جو صاحب نانہ سائل نے ظہر یا انھین کتابوں کی
 بہت عبارتوں سے مردود مگر عجیب ہے کہ جناب اس کلیہ پر عمل فرما کر وقت زیارت درود
 و فاتحہ پڑھ کر تو ان بخشے کو کیوں نہ مکروہ فرمایا محالفت (۶) جناب استماع رویت و
 سماع کو ان جب عدیدہ کی حیلولت پر مبنی فرمایا یہ اتنا با علی نامنا دی کہ اموات کو فی انفسہم
 قوت سمع و البصار حاصل ہی مگر ان حالتوں کے سبب باہر کی صوت و صورت کا اور انہیں
 ہوتا ورنہ اگر خود انھیں راستہ قوتین نہ ہوتیں تو بھائے کار حیلولت پر کھنی محض یعنی دیوار بیت کی
 نسبت کوئی نہ کہیں گاہ کہ باہر کی چیزیں اسوتہ نہیں دیکھتے کہ یہیں اگر وہاں مشکوک طائفہ ہوتا
 ہو جائے کہ وہ اس تخصیص کے مقرر ہوئے یا اس مسئلہ تقیم ثانی مسکنین ہند یعنی مولوی اسحاق دہلوی
 سوال ہوا سماعت موتی سوائے سلام جائز است جواب دیا ثابت نیست کہ کیا آدمی اس وقت
 متیت ہوتا ہے جب قبر میں کھڑکڑی دیدہیں محالفت (۷) جب آپ کے نزدیک مانع اور اک
 حیلولت خاک تو جب تک مٹی ندی ہو یا جہان دفن ہی اس طرح کہتے ہیں کہ باہر کی آواز اندر
 جانے سے روک نہو جیسے علامہ ابن الحاج مدخل میں اہل مسجد کا رواج بتاتے ہیں کہ اموات کی
 قبریں نہیں بتاتے بلکہ تہ خانوں میں رکھ آتے ہیں اور ان کے لیے دروازے ہوتے ہیں کہ
 جب چاہو اندر جاؤ یا باہر آؤ وہاں کیلئے حکم شرعی ارشاد ہو اگر ایسی جگہ کوئی یوں پکارا اور
 اموات سے دعا کرنے کو کہو قطعاً مشرک پڑنا ہے شیعہ شریکین گرفتار ہو گا یا انہیں میں طائفہ
 تو ہرگز نہ مانگے آپ اپنے کام کا ہی طفرہ نہیں محالفت (۸) انکو لکھنا کہ طفرہ کلام

آخر تک شاید عدل کر آیت کریمہ اندک لا تسمع الموتی کو نفی سماع سے کچھ علاقہ نہیں نہ سگرت
اس سے یہی مفہوم ورنہ کلام جناب کلام اللہ کے صریح خلاف ہو گا اولاً آپ کریمہ یقیناً عام پس
اس نفی سماع مستفاد ہو تو قطعاً سب کی پر دلالت کر گئی پھر آپ ارشاد ربانی کو خلاف بعض
اموات کیلئے یہاں کیا ہو گا کہہ سکتے تھے تاہم اس تقدیر پر بغاوت آیت یہ ہو گا کہ نفس موت منافی سماع
نہ یہ کہ موتی کو اصل قوت حاصل اور عدم ادراک ہے حال پھر آپ کیونکر بخلاف قرآن حیولیت جب پر بنا
کار رکھتے لاجرم واضح ہو گا کہ آیت کریمہ کو صحیح معنی میں سامی میں ہیں اور آپ خوب سمجھ چکے ہیں
کہ اس میں نفی سماع کا اطلاق نہیں کیا ہوا الحق الناصح اور عجیب نہیں کہ اسی لیے آپ نے آیت کریمہ کا
تکرار فرمایا ورنہ اس کے ہوتے بیگانہ باتوں کی کیا حاجت ہوتی لہذا فقیر نے بھی اس بحث کو
بش طبع مولوی صاحب جواب میں اس کی طرف رجعت فرمائی جو اب الجواب پر محمول رکھا
واللہ الموفق مگر از انجا کہ مقام خالی نہ ہے توفیق تعالیٰ بعض حوالہ کی طرف اشارہ کر دین
فاقول وباللہ استعین جواب اول آیت کا صریح منطوق نفی سماع ہر نہ نفی سماع
پھر اس سے محل نزاع سے کیا علاقہ۔ نظیر اسکی آیت کریمہ لا تسمع البلی من الخبیثات ہی یہ
جس طرح وہاں فرمایا وکن اللہ یرہدی من یشاء یعنی لوگوں کا ہدایت پانابی کی طرف سے نہیں
خدا کی طرف ہی رہو ہیں یہاں بھی ارشاد ہوا ان اللہ یرہدی من یشاء وہی حاصل ہو گا کہ اہل ہدایت
سنا تمہاری طرف سے نہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ہر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں پڑھائیے من
قبیل اللہ لا یرہدی من الخبیثات وکن اللہ یرہدی من یشاء جواب دوم
نفی سماع ہی انکو یہاں سماع قطعاً یعنی سماع قبل وابتداء ہی ایسے علق بیٹے کو ہزار بار ہوتا ہے
وہ میری نہیں سنتا کسی علق کو تو دیکھ لے یعنی نہیں کہ تفسیر مکارم اللہ عزوجل میں جاتی بلکہ صاف ہی
مقصود کہ سنتا تو دانتا نہیں اور سن کر ہی قطع نہیں ہوتا۔ آیت کریمہ میں اسی معنی کو ارادہ ہدایت
شاید کہ کفار و منافق ہی کا امتناع ہے نہ اہل سماع کا خود اسی آیت کریمہ لا تسمع الموتی کو
تہ میں ارشاد فرمایا عزوجل لا تسمع الموتی من الخبیثات فہم مسلمون و تم نہیں سنا

مگر انھیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں اور یہ ظاہر کہ یہ نصیحت ہی نفع
 حاصل کرے گی وقت ہی زندگی دنیا ہی مرنیکے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حال قیامت کے
 دن سبھی کافر ایمان و آئینے پھارے سے کیا کام لیں۔ وقد عصیت قبل تو حاصل یہ ہوا کہ سطح
 اموات کو وعظ سے انتفاع نہیں ہی حال کافر و کفار کے لاکھ لاکھ بھیج نہیں مانتے علامہ صلی فی سیرۃ
 انسان العیون میں فرمایا السماع المنفی فی الآیۃ یعنی السماع النافع وقد اشار الی ذلك
 الحافظ الجلال السیوطی بقیودہ سماع مونی علامہ الخلق حق قدر پستجاہ عندنا
 الاثر فی الکتاب : و آیت النفی معناها سماع عادی بکلا یقبلون ولا یصغون للادب الیہ ابوالکلام
 نفی نے تفسیر مبارک التشریل میں زیر آیہ سورہ فاطر فرمایا شجرۃ الکفار بالمولیٰ حیث لا یتدفعون
 بمسموعہم مولانا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا النفی منقصب علی نفی النفع لا علی طلق
 السمع جواب سوم مانکہ اصل سماع ہی نفی مگر کس سے موتی سے۔ موتی کون ہیں۔ ابدان کہ
 روح تو کبھی مرنے ہی نہیں ابلست و جماعت کا یہی مذہب ہے جسکی تفریکات اجودہ تعالیٰ تمسید و
 فصل اول و دوم نوع اول مقصد سوم میں آئیگی۔ ہاں کس نفی فرمائی ہے من فی القبور یعنی جو قبر میں
 قبر میں کون جو جسم مردہ ہیں تو عین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمر و غیرہ مقامات عز و اکرام میں ہیں
 طرح ارواح کفار مجنوں یا نار یا چاہ دای بہوت و غیرہ مقامات ذلت و اکرام میں نام علامہ کبھی ثناء انتفا
 میں فرماتے ہیں کہ اندامی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد الموت
 نفی و کھو الروح شاہ عبدالقادر صاحب برادر شاہ عبدالعزیز صاحب موضع القرآن میں زیر آیہ
 و ما انت بمسمع من فی القبور ہ فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے
 ہیں بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہوا اسکی حقیقت یہ ہے کہ مرد کی روح سنتی ہے اور قبر میں ہوا ہی حضور
 نہیں جس سے کتا ہی تینوں جواب توفیق الوباقبل مطالعہ کلام علما ذہن فقیر میں آتے تھے پھر انکی تصریح
 کلمات علما میں دیکھیں کہ سمعت واللہ الحمد اور اچھی ائمہ و علماء کو جواب اور بھی میں و فیما ذکرنا
 کفایت لمن النفی السمع وهو شہید ان اللہ یسمع من یشاء و یشاء الی صراط الحمید

مخالفات (۱۰) سائل نے مطلق کہا تھا ایک بزرگ کو مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا جو اپنا سال و اطلاق سے شہر میں جانے اور سفر کر کے جائز دونوں کو شامل کر لایا تھی اور آپ بھی یوں ہی سبیل اطلاق زیارت قبور کی تحسین فرمائی اور سند میں حدیث بھی وہ ذکر کی جس میں امر زیارت مطلق وارد یہ اطلاقات مذہب جمہور المطلق سے تو بیشک موافق مگر شرب طائفہ میں آپ پر لازم تھا کہ بلا سفر کو قید لگا دیتے ورنہ سائل و دیگر ناظرین اگر اطلاق دیکھ کر زیارت مزارات کو جانا مطلقاً جائز سمجھ تو مانعین کو نزدیک اونکا یہ وبال اطلاق فتوے کو زور دینا فقیر اگر ترقیق نظر سے کام لے تو ابھی بہت کچھ دیکھ کر نگاہ انصاف مبذول ہو تو چودہ سطروں پر سنیتیں کیا کم ہیں واللہ اعلم۔

(المقصد الثانی فی الاحادیث)

اگرچہ حیات و اور اک سماع و البصار و روح میں احادیث و آثار اس درجہ کثرت و فوری سے وارد ہوئے ہیں کہ استیعاب کو ایک مجلد عظیم و دفتر ضخیم درکار اور خوبان و نگار عطا ہو نہ سکتا کی طرف راہ کہاں لگے یہاں بقدر حاجت صرف ساٹھ حدیثوں پر اقتصار اور مثل مقصد اول اوس میں بھی دونوں قسم انقسام گفتار نوع اول بعد موت بقا سے روح و صفات و افعال روح میں یہاں وہ حدیثیں مذکور ہو گئی ہیں جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال و اور اکات جیسے دیکھنا سنانا بولنا سمجھنا آنا جانا چلنا پھرنا سب بدستور رہتے ہیں بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف و تیز ہو جاتی ہیں حالت حیات میں جو کام ان آلات خاکی یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں زبان سے لیتے تھے اب بغیر ان کے کرتی ہے اگرچہ جسم مثالی کی یاوری سہی ہر چند اس مطلب نفس کے ثبوت میں وہ بیشتر احادیث و آثار سب حجت کافیہ و دلائل شافیہ جنہیں (۱) بعد انتقال عقل و ہوش بدستور رہنا اور (۲) روح کا پس از مرگ آسمانوں پر جانا (۳) اپنے رب کے حضور سجدہ میں گرنا (۴) فرشتوں کو دیکھنا (۵) انکی باتیں سنانا (۶) اونسے باتیں کرنا (۷) اپنے منازل جنت کا پیش نظر رہنا (۸) نیک ہمسایوں سے نفع پانا (۹) برہمسایوں کو ایذا دینا (۱۰) ملائکہ کا اونکے پاس مقفلانا (۱۱) انکی مزاج پسندی کو آیا کرنا (۱۲) اونکا منتظر صدقات رہنا (۱۳) قبر کا اونی زبان فیض

باتین کرنا (۱۳۸) اور کئے منتہا سے نظر تک وسیع ہونا (۱۳۹) زندہ کئے اعمال اور نصیب
 سنا سے جانا (۱۴۰) نیکوں پر خوش ہونا باریوں پر غم کرنا (۱۴۱) پسماندوں کیلئے نماز
 مانگنا (۱۴۲) اور کئے ملنے کا مشتاق رہنا (۱۴۳) روحوں کا باہم ملنا جلتا (۱۴۴) ہر گونہ
 کلام کے دفتر کھلنا (۱۴۵) منزلوں کے فصل سے آپس کی ملاقات کو جانا (۱۴۶) اگر
 اموات کا مردہ نو کے استقبال کو آنا (۱۴۷) اسکا گند سے قبر پر گود بچھ کر بچا ہونا اونے
 مگر شاد ہونا (۱۴۸) انکا اس باقی عزیزوں دوستوں کے حال پہنچنا (۱۴۹) آپس میں خوبی
 کفن سے مفاخرت کرنا (۱۵۰) تہ سے کفن والی کچھ بیویوں میں شرمنا (۱۵۱) اپنے اعمال
 حسنیہ یا سنیہ کو دیکھنا (۱۵۲) اونکی صحبت سے انس و فرحت یا معاذ اللہ خوف و وحشت
 پانا (۱۵۳) عالم دین کا علم شریعت (۱۵۴) البتہ کا مذہب سنت (۱۵۵) مسلمان کے
 دل خوش کر دینا (۱۵۶) اوس سرور فرحت (۱۵۷) انی قرآن کا قرآن عظیم کی پاکیزہ
 طلعت سے صحبت دل کشا رکھنا (۱۵۸) دشمنان عثمان کا اپنی قبر و نمین عیاد ابا شد
 دجال لعین پر ایمان لانا (۱۵۹) نیک بند و کج خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم و عباد اللہ الصالحین میں حاضر ہونا (۱۶۰) اپنی قبر میں نماز میں غرضنا
 (۱۶۱) حج کرنا البیہک کہنا (۱۶۲) تلاوت قرآن میں مشغول رہنا (۱۶۳) بلکہ نماز کا
 اوتھیں تمام و کمال قرآن عظیم حفظ کرنا (۱۶۴) اپنے رب جل جلالہ سے باتیں کرنا۔
 (۱۶۵) رب تبارک تعالیٰ کا اونے کلام جاننے فرما (۱۶۶) بیل اور چھلی کا لڑنے ہوئے
 اونکے سامنے آنا تراشا دیکھ کر (۱۶۷) اسلامنا (۱۶۸) جنت کی نہروں میں غوطے لگانا۔
 (۱۶۹) جو تلاوت قرآن میں مشغول مرے قرآن عظیم کا ہر وقت اونکی دیجوبی فرما
 ہر صبح و شام اونکے اہل اعمال کی خبریں اونھیں پہنچانا (۱۷۰) دودھ پیتے شیرازی
 کا انتقال ہوا جنت کی دایمان مقرر ہونا مدت رضاء تمام فرما (۱۷۱) نیکوں کا
 شوق قیامت میں جلدی کرنا (۱۷۲) بدوں کا نام قیامت گھبرا دینا (۱۷۳) مقبولان

راہ خدا کی دین دو بار قتل کی آرزو ہونا (۴۸) مسلمانوں کا سب سے پائیدار بندہ و گروہ میں جہان
 چاہنا اور تے پھرنا (۴۹) جنت کے پھل پانی کھانا پینا (۵۰) سونے کے قندیلوں میں سرش کرنا
 پسیر لینا اللہم ازرقنا اور ان کے سوا بہت امور وارد ہوئے جو ان کے علم و ادراک و سمع و بصر و کلام
 و سیر و غیرہ با صفات و احوال حیات پر برہان ساطع بلکہ تمام آیات و احادیث عذاب قبر و نعیم قبر میں
 دعا پر حجت قاطع ہے ان باتوں پر اطلاع تفصیلی منظور ہو تصانیف ائمہ دین خصوصاً کتب طباطبائی
 شرح الصدور و کشف حلال النور و القبور تصنیف لطیف امام اہل خاتمہ الحفاظ المحقق امام علامہ
 میرزا ابوالفتح علی بن ابی طالب سیوطی قدس سرہ الہدیین کی طرف رجوع کرے مگر میں اس نوع میں صرف دو چیز
 حدیثیں ذکر کروں گا جن میں ارواح کا بعد انتقال ال دنیا کو دیکھنا و سنے باتیں کرنا اور انکی باتیں سننا
 اور کسی قسم کا امور متعلقہ بدینا مذکور ہیں اور میں بھی قائل ہوں کہ یہ نہ لکھنا نہ کہنا کوئی کتبہ و اضافہ حاصل کا
 عموم لہذا اگرچہ دقیق النظر و ادونے دلیل کی ترتیب اور تمام تقریب دشوار ہو سچا پھر انہیں
 وہ کثرت سے ایراد موجب اطلالت لہذا صرف انہیں بعض امور کہتے ہیں کہ ان بات پر تصدیق کرنا ہونا
 جو ایک عام طور پر حال ارواح میں وارد ہوئے تیسری لیے ان احادیث نوع اول میں دو غرض ہیں
 اول واجب بعد فراق بدن او کا علم و ادراک و سمع و بصر ثابت ہو تو یہ بعینہ مسئلہ مقصود و ثانی
 اسی وقت سے نام میت و انہر صادق ہوتا ہے قبر میں بند ہونے نہونے کو ہمیں علم نہیں ہوتا
 مگر یہی حجت ہوگی تا ثبوت انہی ثابت ہوگا کہ روح بعد موت انہی صفات و افعال پر باقی اور انکی حالت
 جسمانیہ و مستغنی تو اسوفاں مولودینا کہ مقابل یوں گزارش ہو سکتی ہو کہ جسے جناب و طہر و احاطہ جواب
 دیکھ کر ہر مین وہ جسم خاکی نہ روح پاک اور سمع و بصر و علم و خبر کے اوصاف میں وہ جان پاک نہ بدو و کما
 و حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا ہو و لا قوت الا باللہ العلی العظیم حدیث (۱) امام اہل بیت علیہ السلام
 مبارک ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ امام اہل بیت
 جنہوں نے اپنے منہ اور زبان پر ہم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک ابوالخیر حماد بن اسحاق حدیث ہے کہ ہم نے اپنے منہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا و فی الرقوع البعث الفلانی و تم منہ و انت تعلم انہی البعث الفلانی

یہ حدیث
 صحیح
 مستدرک
 ابوالخیر
 حماد بن
 اسحاق

البی طرح مجال تاویل و تشکیک باقی نہ ہی ولسنگد حدیث (۳۴) ابو داؤد طلیاسی فی ابومہرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کیا اذا وضع الميت علی یزہ الحدیث مانر حدیث ابو حنیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث (۳۵) امام احمد وابن ابی الدنیا و طبرانی و مروزی وابن منذر ابو نعیم
 خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا ان الميت یسأل
 یفسله و یعمله و من یکفنه و من یدلہ فی حفرة و من یسئلہ عنہ و من یسئلہ عنہ و من یسئلہ عنہ
 دکر اور جواب دہائے اور جو کفن پہنائے اور جو قبر میں اتارے حدیث (۳۶) ابو الحسن البرکاتی
 الرضہ میں بسند خود عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سرور عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا ما من میت یموت الا وھو یرجف فاسلہ و ینا شد حامداً لک کان یشر
 بروح و یجیان و جنة تعیم ان العملہ وان کان بشار منزل من حمیم و تصلیتہ یحیم و یحیم
 ہر مردہ اپنے نہانیو الیکو پچھتا اور اوٹھائیو الیکو قسمیں دیتا ہے اگر اسے آسائش اور کھپولن اور آرام
 کے باغ کا مزدہ ملا تو قسم دیتا ہے مجھے جلد یکل اور اگر آب گرم کی مہمانی اور کھپولن میں جا نیکی
 خبر ملی ہے قسم دیتا ہے مجھ کو رکھ حدیث (۳۷) ابن ابی الدنیا کتاب القبر میں حضرت
 امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 فرمایا ما من میت یوضیع علی سریرہ فیحییٰ بہ ثلاث خطا الا کلکم یکلمہ فیہ منہ ما شاء
 اللہ الا الثقلین الحن والانس یقول یا اخوتام و یا اخوتام و یا اخوتام و یا اخوتام و یا اخوتام
 و لا تلعبن بکم کما لعبت بی خلفت ما ترک اور شی و الدیان یوم القیمتہ یخاضعی و
 یحاسبنی و انتم تشیعونی و تدعونی جب مردے کو جنازہ پر رکھ کر تین قدم بچتے ہیں ایک
 کلام کرتا ہے جسے سب سنتے ہیں مجھیں خدا چاہے سوا جن دانس کے کہتا ہے اے مجھائیو انخوش
 اوٹھائیو الو تمھیں دنیا فریب نہ دی جیسا مجھے دیا اور تمھیں نہ کھیلے جیسا مجھ سے کھیلی اپنا ترکہ
 تو میں وارثوں کے لیے چھوڑ چلا اور بدلا دینے والا قیامت میں مجھے جھگڑا لگا اور حساب لگا۔
 تم میرے ساتھ چل رہے ہو اور اکیلا چھوڑاؤ گے حدیث (۳۸) ابن منذر راوی حبان بن

روح و یجیان
 و جنة تعیم
 ان العملہ
 وان کان
 بشار منزل
 من حمیم
 و تصلیتہ
 یحیم
 و یحیم
 ہر مردہ
 اپنے نہانیو
 الیکو پچھتا
 اور اوٹھائیو
 الیکو قسمیں
 دیتا ہے

والتسليم نوع دوم احادیث صحیح و اوراک اہل قبور میں اور اسمیں چند فضیلین میں۔

(فصل اول) اصحاب قبور سے حیا کرنے میں حدیث (۲۰) ام المومنین صدیقہ

الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت امام احمد منقول اور اس سے

حاکم از صحیح مستدرک این روایت کرد و بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا کہ فراتین گفت اذیل

بِإِذْنِ الَّذِي قَبِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُضْمِعَ ثَوْبِي وَأَقُولُ أَمَّا هُوَ

والى فلان من عمره الله ما دخلته الا والى مشهد وحة على شاطئ حيا من عمره من اوس

[illegible]

سید کا خط ستر و قبا پہ چلی جاتی اور جی میں کہتا وہاں کوئی پتھر بھی ہے پتھر یا میری باپ کے اللہ

نہالی علیٰ اربعہ جہانم ایہما شمس علیہما وبارک وسلم جہتہ عمر و فن ہوئے خدائی کے ہم سہل و غیر سہل

بدرست چھپا کے کئی کفر و شرع و باغضت بھی اللہ تعالیٰ عنہم، محمد بن افراسیاب الہریابی مراد تھا۔

کے لکھنؤ میں آنا تو اس شرم کی کیا معنی تھے اور فنِ فاروق سے پہلے اوس لفظ کا کیا معنی تھا

عالم مکان بین شیر و برکتی اله تعالی علیه و سلم رسوایری با پیری توین غیر کون سید

[illegible]

أولى ما بالى في الشهور فصيت حاجتي ارضي السوق بين ظهر ابي والناس يبطلون

یہی ہیں ایسا جاگنا پھول کہ گورستان میں فضا سے حاجت کو بھیجیوں یا بیچ بازار میں کہ لوگ

یہ جاہلین احمقہ ثالثین اور کے مناسب بن عمیرت مذکور ہو گا کہ تمام احوال کے

باعتبار منافع دین و دنیا حالانہ حاجت غنی مسکین و درم آجیا کو اے پاس
 بخشنے پر تیار ہو کر غلبہ مراد سے کام لے سکتا ہے۔ ظاہر اگر کچھ شستہ کچھ نئے ہوں تو ان میں سے

بیچہاں راجہ کے سرداروں کی بیچہاں میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ بیچہاں میں مورچہ نہیں ہے۔

و اما در مورد این که آیا این کتاب در این زمانه در دسترس است یا نه

مردی کارنامه می شناسد که وقت ده من تا حدی او را می شناسد که با ساز بازی است که آواز می دهد و می شناسد

از این کتاب به نام کتاب الایمان فی بیان الحقایق و بیان الحقایق

(۲۴) ابن ابی الدینا کتاب القبر میں اور امام عبدالحق کتاب العاقبہ میں ام المومنین
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ جو قبر خیر و مجلس علیہ السلام استأنس و دم علیہ حتی یقوم جو شخص اپنے مسلمان بھائی
 کی زیارت قبر کو جاتا اور وہاں بیٹھتا ہر میت کا دل اس کی ہلکا ہوا جیتک وہاں سے اٹھ
 کر وہ اس کا جواب دیتا ہے حدیث (۲۴) صحیح مسلم شریف میں ہے عمر بن العاص
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ کبھی صحابی میں
 نسخ میں فرمایا اذ دفنت فی فتنو علی التراب فتناثرت قیما وھول قبری قد یعرف من
 و تقیم لھما حق استأنس بکرم و اعلم ما ذالاجع بہ رسول ربی جب مجھے دفن کر دیا
 مجھ پر تم کرم نہ ہو نہ مٹی و النابھہ میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے یہاں تک ایک اونٹ
 فریج کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو بیان تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں
 کہ پورے رسولوں کو کیا جواب دیتا ہوں فصل سوم احیاء کی بے اعتدالی سے احیاء
 ایذا پانے میں غلط ہے کہ افعال و احوال احیاء و نعین اطلال میں تو ایذا پانی محض بمعنی
 حکایت (۲۵) امام احمد سند حسن عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب هذا
 القبر اس قبر والیکو ایذا نہ دے یا فرمایا لا تؤذہ اسے تکلیف نہ پہنچا حاکم و طبرانی کی روایت
 میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب القبر
 انزل من علی القبر لا تؤذہ صاحب القبر و لا تؤذ ذلک او قبر و اے قبر سے اور نہ تو
 صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے مقصد سوم میں اس حدیث کی شرح امام اجل سلیم ترمذی
 سے منقول ہوئی روایت مناسیہ ابن ابی الدینا ابو قلابہ بصری سے راوی ہیں با کثر نام
 سے ہے جو کو جانا تعذرات کو خدق میں اور ترا و ضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ
 سو گیا سب جاگتا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھے گلہ کرتا اور کہتا ہوں لاؤ ذین من الذلیلۃ

یہ حدیث صحیح
 ہے
 ہے
 ہے

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ایک جنازہ میں تھا کسی کے چلانے کی آواز سنی آدمی جھجکا اور خاموش
 کر دیا یحییٰ نے عرض کی ای ابو عبد الرحمن آپ نے اسے کیوں چھپایا فرمایا اس سے مردے کو
 ایذا پہنچے یہ بیان ملک کہ قبر میں جائے پھریٹ (۲۹) امام سعید بن منصور اور ابن
 میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی اندر ای نشو فی جنازہ فقال ارجو
 ما تروا من غیر انکس لافان النبیاء و توذین الاموات استسعی انھوں نے ایک
 جنازہ سے میں کہ عورتیں دیکھیں ارشاد فرمایا پلٹ جاؤ گناہ سے بوجھل ثواب سے بوجھل
 تم زندوں کو فتنے میں ڈالتی اور مردوں کو اذیت دیتی ہو تمہیں یہ عالم ہے اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے جو حدیث صحیح مشہور میں فرمایا المیت یعذب بسکاء الھی علیہ زندوں کے
 روئے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے جسے امام احمد و ابن ماجہ و ابن کثیر و ابن کثیر و ابن کثیر و ابن کثیر
 و غیرہ بن شعبہ اور ابو یعلیٰ نے ابو یوسف و ابی یوسف و ابی یوسف و ابی یوسف و ابی یوسف و ابی یوسف
 بن حصین اور طبرانی نے سمرہ بن جندب روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین ایک
 جماعت ائمہ کے نزدیک اس کے معنی بھی ای ہیں کہ زندوں کو چلانے سے مردے کو صدمہ ہوتا
 ہے امام اجل سیوطی نے شرح الصمد میں اس معنی کو ایک حدیث مرفوعہ سے مؤید کر فرمایا
 امام ابن جریر کا یہی قول ہے اور اسی کو ایک گروہ ائمہ نے اختیار فرمایا پھر اس کی تائید میں یہ دو
 حدیثیں ابن مسعود و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کہ ہم نے بیان کیں ذکر فرمائیں اس تقدیر پر شاہ
 ابو بس المیت یعذب بالصلوات کی اشہون روایتیں مبنی یہاں شام کے قابل تھیں مگر از ابو یوسف
 اس کو کہتے ہیں بہت اعتدال ہے ہمارا قصد صرف استیعاب ایذا و تنہین محدود نہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم
 پھر پیریش (۳۰) ابن ابی شیبہ اپنے منصف میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 راوی اذی المؤمن فی موتہ کا زمانہ فی حیاتہ بیان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے جسے زندگی
 میں اس کو تھپتھپانے سے زیادہ ہے (۳۱) امام سعید بن منصور اپنے سنن میں راوی کسی نے
 اسے جناب سے قصیدہ پڑھا تو فرمایا کہ اس کا یہ بچا نہ پایا کہ اگر اذی المؤمن فی حیاتہ

فانی کو کہ اذ بعد موتہ مجھے بطرح مسلمان زندہ کی ایندنا پسند ہے یوں مردہ کی حدیث
 (۳۳) طبرانی عبد الرحمن بن عمار بن بکراج سے اور والد علامہ اللہ تعالیٰ نے اونسے فرمایا
 راہنی اذ وضعتم فی الخدای فقل بسم اللہ وعلوہ لکم ہدیہ اللہ فی شرف علی التراب
 شفاء (۳۴) عند اسی بدعتہ البقرة وخاتمہ تا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یقول ذلک ای میرے بیٹے جب مجھے لحد میں رکھو بسم اللہ وعلیٰ اللہ رسول اللہ
 کہنا میرے چہرے پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری سرہانے سورۃ البقرہ شروع یعنی مفطون تک
 اور خاتمہ یعنی امن الرسول سے پڑھنا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
 سنا اور حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد صحیح مسلم سے ابھی گزر چکا ہے میری
 تم تحم کہ برقی ڈالنا شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ ترجمہ مشکوٰۃ میں اس
 حدیث کے نیچے لکھتے ہیں چون دفن کنید مرا پس نرمی و سہولت بیند ازید برین خاک را یعنی ایک
 انسان ازید این اشارت است آنکہ میت احساس میکند و دردناک میشود با نچہ دردناک
 میشود بان زندہ **فصل ۱۱۱** امر میں وہ احادیث جنہیں ہر ائمہ وارد کہہ کر دے اپنے
 زمرین کو پچانتے اور انکا سلام سننے اور انھیں جواب دیتے ہیں۔ **حدیث نمبر ۳۵**
 امام ابو عمر ابن عبد البر کتاب الاستذکار و التہذیب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
 عنہما سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اما من احدکم من غیرہ فلیعیر
 لہ من کان یعرفہ فی الدنیا فیلسل علیہ الاحقر و یرحمہ اللہ و یرحمہ اللہ و یرحمہ اللہ
 کی قبر پر گزرتا اور سلام کرتا اگر وہ اسے دنیا میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا اور جواب دیتا ہے
 اما من ابومحمد عبد الحق کہ اجلہ علمائے حدیث ہیں اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں کہ وہ اسکا
 السیوطی فی شرح الصدور و الفاضل الزرقانی فی شرح المواہب ہی طرح امام ابو عمرو
 سید علامہ سہروردی اسکی تصحیح فرمائی ذکرہ الشیخ المحقق فی جامع البیانات و جۃ التقریر و
 شفاء السقام میں یہ حدیث لکھ کر فرماتے ہیں ذکرہ جماعۃ وقال القسطلی فی التذکرۃ ان عبد الحق

۹
 یہ حدیث صحیح ہے
 اور اس حدیث میں
 رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ہے
 اس کا مطلب یہ ہے
 کہ اگر کوئی شخص
 کسی کے گھر میں
 داخل ہو تو اسے
 سلام کرنا چاہیے
 اور اگر وہ اس کا
 نام نہ دے سکے
 تو اسے کہنا چاہیے
 یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم

دارد و جیسا کہ حدیث ۳۰ غیرہ میں گزرا (تنبیہ دوم) فقیر کہتا ہے میری ہوا ایسا نہیں دانی
 میں نے ہندوکان خدا نے اموات کا کلام و سلام سنا ہے جن کی کثرت روایات خروج الصدق
 غیرہ میں مذکور اور بعض ہی مقصد میں فقیر نے بھی نقل کیں اور غیب نہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ
 پر عمل پادہ رہی مذکور ہوں (تنبیہ سوم) بس نافع وہم اقول وبالله التوفیق
 طرفہ ہر کہ جواب سوال نو دم میں صاحب مائتہ سائل نے بھی اس حدیث کو عن النبی عن
 السیوطی عن العقیلی نقل کیا اور اموات کے لیے سلام احیا کا شناسا سلسلہ کی استقامت سے اپنی
 وہ سب جولا نیان جو زیر سوال ۲۶ کی بین باطل بان لین کہ وہاں جن پانچ عبارتوں جو استناد
 کیا ان سب میں نقلی مطلق ہے اسطیحا یہ کہ یہ بعض غلط نافی سماع ہو تو وہاں بھی سلام کلام کی
 تہہ تخصیص نہیں اور عبارت دوم میں نصان منافات موت واقہام مذکور کہ بعض جگہ متافین
 جمع و جاتی میں اور عبارت پنجم میں عریض لفظ جمادات موجود ہے پھر تہہ و کرا سلام کلام سبب کیا
 فرض آئیت اور ان عبارت کا دوسری مطلب سماع سلام کی تسلیم میں اصل سبب استنادوں کو دفع
 سلام ہوا جاتا ہے پھر نا حق آپ نے بیان حدیث عقیلی سے استناد اور کلمات قاری و سیوطی پر اعتماد کیا ہے تاہم
 و سیوطی کے سبب کا نسبت کچھ ماننا لپکا اور انکی تحقیقات قاسمہ و تصریحات بارہ غفر رب انشاء اللہ تعالیٰ مقصد
 مالش میں بزرگان مکابرہ و اعتساف ہوتے ہیں اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں
 کان رکھا اور ارجح گزشتگان کو جملہ و سنگناؤں کا وہم گیا و زخا لگتی کہ نہ لایک عقلی کی حدیث پر اپنے سلام
 تو تسلیم کیا بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث کثیرہ و سورتوں کی پہلی اور ہاتھ جھانڈی کی توجہ ہم کے
 اور اذاع کلام بھی سننا اور ان تہہ و کرا اپنی رائوں کو پہچانتا اور جواب سلام دینا اور نہ اس طرح
 کرنا اور انکو سوا حدیث امور جو ثابت و مذکور وہ کس جی سے مانے گا وہاں پھر قاری و سیوطی
 و کاتب بعض کی تہہ ہر کی علاوہ برین خود یہ حدیث عقیلی اس تخصیص سلام کے ہو گیا ہے
 ہے بیان بھی اموات سے فقط السلام علیکم کہا گیا ورا انھیں مگر اذاع جاسکے اس پر
 کہ اگر کلام و خطاب بھی تہہ آتے ہیں کہ تم ہمارے مصلحت تم تعارضی مائتہ سائل سے سلامی

اس سارے کلام پر پھر پھر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتے ہیں فرمایا
 ان سنتے ہیں اور لطف یہ کہ اس حدیث کے بعد امام سیوطی کا وہ قول بھی نقل کر کے کہ حدیث
 میں جواب نہ دینے سے یہ مراد ہے ورنہ اموات واقع میں جواب دیتے ہیں بحان اللہ سلام علیہ
 تین کلام بھی تین جواب بھی دین اور پھر پھر کے پھر ان اللہ وانا الیہ مرجعون سچ فرمایا مولوی
 سنوی قدس سرہ نے **ما یعیج و یغیرکم و یوحشکم** : باشتما محرمان ما خاشیم حدیث
 (۱۲۵) طبرانی معجم اوسط میں عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سواروی حضور
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کے قبور پر پھر پھر اور فرمایا والذی
 نفسی بیدار لیس علیہم عند الإزد والی یوم القیمة قسم او کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے
 قیامت تک جو ان پر سلام کر گیا یہ جواب دینگے **حدیث (۱۲۶)** بعینہ اسی طرح حاکم نے صحیح مستدرک
 میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے تصحیح کی **حدیث (۱۲۷)** حاکم مستدرک میں
 باضافہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوة میں بطریق عطا بن خالد غزوئی عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ
 وہ ابو ہریرہ صاحبہ عبد اللہ بن ابی فروہ سواروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا
 شہداء کو تشریف لے گئے اور عرض کی اللہم ان عبدکم ونبیکم شہداء ان لکم
 شہداء اعداء من ذالہم اوسلم علیہم الی یوم القیمة ردوا علیہ الی تیرا نہ اور تیرا
 ہی گواہی تیرا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو انکی زیارت کو آگیا اور ان پر سلام کر گیا
 یہ جواب دینگے **حدیث (۱۲۸)** عطا بن خالد کہتے ہیں میری خالہ مجھے بیان کرتی تھیں میں ایک بار
 زیارت قبور شہداء کو گئی میری ساتھ دو لڑکوں کے سو اکوئی نہ تھا جو میری سواری کا جالہ تھا
 مجھے عینہ مزارات پر سلام کیا جواب سنا اور آواز آئی واللہ انا نذرکم کیا یعنی بعضنا بعضا
 انکی قسم ہم تم کو ان کی ایچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو میرے بدن پر بال کھڑی ہو گئے
 سوار ہوئی اور واپس آئی روایت دوم مناسب او امام بیہقی فی تہذیب بن محمد عمری وروایت
 انکی جو میرا پناہیہ طبع سے زیارت قبور اعداء لگئے جمعہ کا دن تھا صبح ہو چکی تھی آفتاب نہ نکلا تھا

سن ابن ابی بکر کے پیچھے تھا جب تمہارے پاس پہنچے اور تمہوں نے باذان کہا سلام علیکم وعلیکم
 نعم حق الیہ جواب آیا علیہ السلام یا ابا عبد اللہ باپ میری طرف پھر کہہ کیا اور کہا
 اگر میرے پیچھے تھے تو جواب دیا میں نے کہا نہ او تمہوں نے میرا پیچھا کرنا چاہی تو میری طرف نہ گیا اور کلام
 مذکور کا اعادہ کیا دوبارہ ویسا ہی جواب ملا سب بارہ کیا پھر وہی جواب ہوا میری آپ اللہ تعالیٰ
 کا حضور میری شکر میں گر پڑی روایت سوم ابن ابی الدنیا اور سیبقتی دلائل میں انھیں نے
 حضور کی خالہ سے راوی ایک دن میں نے قبرستان نماز میں عرضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نماز میں
 اس وقت جنگل بھر میں کسی آدمی کا نام نشان نہ تھا بعد نماز میں اس پر سلام کیا جواب آیا اور اس نے
 ساتھ یہ فرمایا میں نے حجۃ من تحت القبر اعرف ان اللہ خلقنی وکما اعرف اللیل والنہار
 جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہوں اور ایسا پہچانتا ہوں جیسا پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے
 مجھے پیدا کیا ہے اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں حدیث ۹۵ ابن ابی الدنیا اور سیبقتی
 شعب الایمان میں حضرت محمد بن واسع سے راوی قال بلغنی ان اللہ یعلمون ہر وار میں ہر لمحہ
 ویدوما قبلہ ویدوما بعدہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مردے ابن زکریا کو جانتے ہیں کہ کون
 اور ایک دن میں پہلے اور ایک دن اُس کے بعد تنبیہ اس حدیث کے یہ معنی کہ بوجہ برکت یہ
 ان تین دن میں ان کو علم وادراک کو زیادہ وسعت دیتے ہیں جو معرفت و شناسائی انھیں تین
 روزوں میں ہوتی ہے اور دنوں کو بیش و قزوں پر نہ یہ کہ صرف یہی تین دن علم اور ادراک
 ابھی میں چکا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کثیرہ مطلق ہیں جن میں ہر شخص کو علم
 وادراک ثابت فرمایا تصریح اس معنی کی انشاء اللہ مقصد سوم میں مذکور ہے
 میں وہ جلیل حدیثیں جنہ ثابت کہ سماع اہل قبور سلام ہی پر متصور نہیں بلکہ دیگر کلام و احادیث بھی
 سننے میں حدیث ۹۶ بخاری و مسلم ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابن ماجہ و ابوداؤد و ابویوسف
 انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں واللفظ لہم سلم ان المیت اذا وضع فی قبرہ اندلجہ مع خلقہ

کتاب التہذیب
 فی فضائل
 و مناقب
 اہل البیت
 علیہم السلام
 ج ۱ ص ۱۰۰
 ۱۰۰

حاضر تھے جب اس کے ذہن سے فارغ ہو کر اور لوگ اپنے حضور فرما دیا اب وہ تمہاری جوتی
 آواز سن رہا ہے فائدہ جلیلیہ بالین سے سینا الشیش تک جو چھ حسین مذکور ہو میں پہلی
 لا جواب ٹھہر چکی ہیں آج تک کوئی جواب مقبول النورہ طمانطے غایت سعی اونکی طرف سے یہ سہر کہ سماع
 مذکور کو داخل وضع فی القبر سے تخصیص کریں یعنی جب قبر میں رکھ کر مٹی دیتے ہیں اس وقت میت کو ایسی
 قوت سامعہ ملتی ہے کہ اب فقیر نے ال مفکر نے ہونو الا اور اس کے لیے پیشتر سے ایسے جو اس عطا ہو جائے ہیں پھر
 بعد سوال یہ قوت نہیں رہتی حالانکہ عند الانصاف یہ ادا محض دلیل و لا طائل بہ اولاً یہ تخصیص
 ظاہر حدیث کے خلاف ہے کوئی دلیل قائم نہیں حدیث میں صاف صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ میت کی قوت
 سامعہ قبر میں اس درجہ قوی اور تیز ہے کہ اسے جانا کہ یہ اس وقت کیلئے ملتی اور پھر جاتی رہتی ہے تا انیہ مقدمہ
 سوال کیلئے پیشتر سے جو اس ملنا کیا سمجھنے کیا فوراً وقت سوال نہ مل سکتی تھی یا عطا سے الہی میں
 سعادۃ اللہ کچھ دیر لگتی ہے کہ پہلے سے استہام ہو رہا ضرور ہوایہ دونوں اعتراض شیخ محقق مولانا عبدالحق
 محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمادے جرح النبوة میں افادہ فرمائے حیث قال این تخصیص خلاف
 ظاہر است و دلیل نیست بر آن و ظاہر حدیث آنست کہ این حالت حاصلست میت را در قبر و عند قیام
 بیت در وقت سوال است و پیش از ان زندہ گردانیدن برای مقدمہ سوال چینی دارد و ثالثاً
 کہا اقول سلمنا کہ پہلی سے ہوش جو اس ملنا ضرور تھا مگر حاجت اس بقدر کی تھی کہ میں وہ بحیرن کی
 بات سن سمجھ لیتا استقدر قوت عظیمہ کی کیا ضرورت تھی کہ باوجود اتنے حاکلون کے ایسی ہلکی آوازیں
 نہ تکلف نہ خود ہی حضرات مسلمین فی الفر کی یہی توجیہ کرتے ہیں کہ ہمارے مارے سے مردہ کو تکلیف یعنی
 ایذا نہیں ہوتی اس کا اور ک عذاب الہی کی واسطے ہے جو میں چاہیے تھا کہ اس کا سماع سوال نکیر میں کیلئے
 ہونے ان اصوات خارجہ کی واسطے و رابعاً کہا اقول ایضاً اگر مسلمین فی الکلام عدم سماعت پر جتنی
 کلام عموماً اور اب آپ نے بھی بشوکت احادیث قاہرہ اتنی دیر کیلئے سماع تسلیم کیا تو جب کہ اس وقت میت کو
 کلام کہ نہیو الاحانت ہو کہ وہ بنے آپہی کا اقرار سے یہاں متنی حالانکہ مسقطاً مطلق ہے لا جو مانا ہے کہ کلام
 عرف پرینی اور عرفا اس قسم سے بعد موت کلام کرنا نہیں سمجھا جاتا لہذا حالت حیات سے متعین رہا ہم کہیں گے اب

الحق تبارک و تعالیٰ
 جان بوجہ
 تحقیق
 جس کا نام ہے
 ہے کہ جو اس
 نفس کی عقل
 اور فہم سے
 جو ہر ارضیہ
 اللہ تعالیٰ

حق کی طرف رجوع ہوئے واقعی اس مسئلہ کا یہی بنتی ہو اور اب انکار سماع موتی سے اس کی کچھ علاقہ
 نہ رہا کمالی جیسی اسطرع حضرات نجد یہ سے کہا جائیگا اگر آپ بھی احادیث صحیحہ مصطفیٰ علیہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لا کر سماع میت تسلیم کرتے ہیں اگرچہ اس وقت خاص ہی میں سہی تو اب حکم
 ارشاد ہوگا کہ کوئی بندہ مسلمان کسی عبد صالح کے دفن ہوتے ہی اُس سے استمداد و طلب نہ کرے
 تو ابھی وہ بنائے انکار یعنی عدم سماع محقق نہ ہو اور اجماعی کر کے اس وقت خاص ہی میں اجازت
 دینیجو و حاشا لکما القول ایضا موت کو تمام اس واس و اور اکات و دیگر اوصاف حیات سے
 یکساں نسبت معاد اللہ اگر پتھر ہونا ٹھہرے تو سفاد کیجھنا سمجھنا بولنا سب بطلان لازم اور حضرت
 کرام خود فرما چکے کہ موت منافی فہم ہر اب کیا جواب ہر اب ان حدیثوں سے جو فصل اول و دوم و سوم میں
 گردین جنسے ثابت کہ اموات ہمیشہ اپنے زائرین کو پہنچاتی اٹھائے اُس جمل کرتی اور ان کے سلام کا
 جواب دیتی اور ان کی بے اعتدالیوں کیذاتیاتی ہیں الی غیر ذلک من الامور المذكورۃ بھلا یہاں
 تو مقدمہ سوال کی تخصیص نکلی تھی ان احادیث میں کوئی خصوصیت آئیگی تنبیہ میرا یہ سب
 کلام حقیقۃً ان حضرات منکرین سے ہے جو عبارات علما کے یہ معنی سمجھے ورنہ فقیر کے نزدیک ادھر
 ارشاد کا وہ محل ممکن جو عقیدہ اہل حق سے مخالف نہ ہو مولوی صاحب اگر جواب فقیر میں ادون
 عبارات کو یاد کرینگے اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ وہ تحقیق دقیق و تدقیق دقیق حاضر کرینگا اور عجیب نہیں
 مقصد سوم میں اس کی بعض کی طرف عود ہو و العود احمد و باللہ سبحنہ و تعالیٰ التوفیق جہ
 (۱۴۸) صحیح بخاری شریف وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی اطلع النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اهل القلیب فقال وجدتم ما وعدکم حقاً فقیل لہ ائذ عواموا تا
 فقال ما ائتمر باسمع منهم وکنتم لا یحبون یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ بد پر شریف
 لینگے حسین کفار کی لاشیں پڑی تھیں پھر فرمایا تم نے پایا جو تمہاری رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا
 یعنی اللہ کی عرض کی حضور مردوں کو پکار تے ہیں ارشاد فرمایا تم کچھ اور زیادہ سنو و انہیں
 پر وہ جواب نہیں دیتے حدیث (۱۴۸) صحیح مسلم شریف میں امیر المؤمنین عمر فاروق عظیم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے مروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوئنا مصادر اهل بدر رقی
الحديث الى ان قال (فانطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى الى اليمهم فقال
يا فلان بن فلان ويا فلان بن فلان هل وجدتم ما وعدكم الله من سوله حقاني
قد وجدت ما وعدني الله حقا قل عمر يا رسول الله كيف تكلم اجساد الالواح في سافل
ما انتم باسمع لما اقول منهم غير انهم لا يستطيعون ان يردوا علي شيئا يعني رسول
صلى الله تعالى عليه وسلم يحين كفار بدركى قتل كما بين دکھاتے تھے کہ یہاں فلان کا فرقت ہوگا
اور یہاں فلان جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں اونکی لاشیں گرین پھر حکم حضور وہ
جیسے ایک کوئین مین بھر دیے گئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تشریف لیگے اور
نام بنام اون کفار لیام کو اوٹکا اور انکے باپ کا نام لیکر پکارا اور فرمایا تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ
خدا و رسول نے تمہیں دیا تھا کہ میں نے تو پایا جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا لیکن
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عرض کی یا رسول اللہ حضور اون جسموں کیوں نہ کلام کہتے ہیں جن کو میں
نہیں فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں او سر کچھ تم اونے زیادہ نہیں سنتے مگر اونہیں یہ طاقت نہیں کہ
مجھے لوٹ کر جواب دیں حدیث (۴۸) یوہن حجیم مسلم وغیرہ مین انس بن مالک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ مروی اور اوس مین جو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن بعد اس کوئین پر تشریف لیگے اور
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب مین فرمایا والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول
منهم ولكنهم لا يفدرون ان يحییوا قسم او سکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے
میں جو فرما رہا ہوں او کے سننے مین تم اور وہ برابر ہو مگر وہ جواب دین کی طاقت نہیں رکھتے
حدیث (۴۹) یوہن حجیم بخاری و صحیح مسلم مین حدیث ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مروی اما البخاری فساق بطوله واما مسلم فاحاله على حدیث انس رضی اللہ
عنہ حدیث (۵۰) طبرانی نے صحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا سمعون کما تسمعون ولكن لا یحییون جیسا

سنتے ہو یہ ہیں وہ بھی سنتے ہیں مگر جواب نہیں دیتے حدیث (۵۱) اسبطرح امام سلیمان
 بن احمد مذکور نے حدیث عبدالمدین سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی تنبیہ بنیہ ان چھ
 حدیثوں سے جواب میں جو کچھ کہا گیا تخصیص پر مخصوص دعویٰ بڑا دلیل سے زیادہ نہیں مثلاً یہ
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص اعجاز تھا یا یہ امر صرف اُن کفار کے لیے انکی حسرت مذمت
 بڑھانے کو واقع ہوا حالانکہ ان تخصیصوں پر اصلاً کوئی دلیل نہیں یہی گنجائش ملے تو ہر نفس شرعی
 جیسی چاہیں مخصوص ہو سکا اور اسے بڑھکے پر یکایت دلیل ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ خطاب حقیقہً
 اموال کے خطاب تھا بلکہ زندگی و عبرت و نصیحت کو تھا حالانکہ نفس حدیث اسکی روچریت کا فیض و اقدس صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ائمہ میں فاروقی کو جواب میں قصداً اسنا ارشاد فرمایا نہ کہ ہمارا یہ کلام صرف تبلیغ کا وسیع ہے
 مگر یہی تا امام حسینؑ میں کسی کا مستحق اسی آب گال شکرت و ابر و فائدہ باقی اسکے متعلق تمام اعجاز و ابراری
 و ارشاد و اساری و عمدہ القاری شرح صحیح بخاری و مرقاة و لمعات و اشعة اللغات شروع
 مشکوٰۃ و مدارج النبوة و غیرہ تصانیف علما میں طبع ہو چکی ہیں جنکی تفصیل موجب تطویل
 ہو لیسا جب اگر امور طر شدہ کی طرف پھر رجعت کریں تو ذرا کتب مذکورہ پر نظر کر کے تقریر وہ فرمائی
 جائے جس میں انکی تقیحات جلیلہ سے عہدہ برائی سمجھ لیں اوسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی
 وہ شوارق ساطعہ و بوارق لامعہ حاضر کریگا جو اسوقت میرے پیش نظر جو لایون پر ہیں اور شاید
 انہیں سرچند حروف مقصد سوم میں استطراد مذکور ہوں و باللہ التوفیق حدیث (۵۲)
 ابو اسحاق عبد بن مرزوق سے راوی کا انت امر ائمہ تقم المسجد فمات فلم یعلم بها النبی
 سلمہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فر علی قبرھا فقال ما هذا القبر قالوا ام محسن قال التی کانت تقم المسجد
 قالوا نعم نصف الناس فعلی علیہا ثم قال ای العمل وجدت افضل قالوا یا رسول اللہ نسبح
 قال ما انتم باسمع منها فذکروا انھا اجابتہ قم المسجد یعنی ایک بابی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی
 تھیں اونکا انتقال ہو گیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہیں نے خبر دی حضور انکی قبر پر گزر کر
 دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کی ام محسن کی فرمایا وہی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی

یہ نامی
نقد جانی سنن
ابن ماجہ سے
مسلک تابع ثقہ
رجل صحاح
سنن سے ۱۶
مسلک تابعی
صدوق رجال
بودا و دوایں
ماجد سے ۱۱
منہ

قوت ہر ایک تو احادیث اوسکے کوید دوسرے زیادہ سلف سے علمائے شام اسپر عمل کرتے تھے
نقلہ العلامة ابن امیر الحاج فی الحلیۃ السیطرچ امام نقاد احمدیث ضیائی مقدسی و امام خاتم
المحافظ حافظ الشان ابو الفضل احمد بن محمد عسقلانی نے اوسکی تقویت اور امام شمس الدین
سخاوی نے اوسکی تقریر فرمائی اور اس باب میں خاص ایک سالہ تالیف فرمایا امام احمد بن حنبل
تعالی عنہ نے اسپر عمل کرنا علماء شام سے نقل فرمایا اور امام ابو بکر بن العربی نے اہل مدینہ
اور بعض دیگر علماء اہل قرطبہ وغیرہ سے اسکا عمل نقل کیا میں کہتا ہوں عمل زیادہ صحابہ و تابعین
سے ہر حضرت ابو امامہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود اپنے لیے تلقین کی وصیت فرمائی کما اخرجہ

ابن منذر من وجہ آخر کما ذکرہ الامام السیوطی فی شرح الصدور قلت ہذا الطبرانی
ایضاً علی ماساق لفظہ البدیع المحمود فی البیانۃ شرح الہدایۃ اور تین تابعیوں غفرلہم بقول
ہوگا کہ اے سب کما جاتا تھا ہر کوئی کہ انکی نقل ہوگی دیگر صحابہ یا اکابر تابعین جو ان سے پہلے ہوئے رضی اللہ عنہما
عنہم جمیع علما ابن حجر کی شرح مشکوٰۃ میں ہر معتضدا بشواہد یرتقی ہما الی درجۃ الحسن یہ حدیث
ابو شواہد و جہ حسن نہکتی کی ہے اسطرح ذیل جمع بحار الانوار میں تصریح کی کہ اس شواہد ہر قوت پائی
واللہ تعالیٰ اعلم حدیث (۵۴ تا ۵۵) امام سید بن منصور شاکر و امام مالک استاد امام احمد اپنے سنن میں
راشد بن سعد و ضمیر بن حبیب و حکیم بن عیسیٰ سے راوی ابن مسیب فرمایا اذ اسوی علی المیت قبرہ والنصر
الناس عنہ کان یستحب ان یقال للمیت عند قبرہ یا فلان قل لا الہ الا اللہ ثلاث مرات یا فلان
قل ربی اللہ و دینی الاسلام و نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میت پر مٹی دیکر قبر
درست کر چکین اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا تھا کہ مردے سے اوسکی قبر کے پاس
گھرے ہو کر کہا جائے اے فلان کہ لا الہ الا اللہ تین بار یا فلان کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین

اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **روصل اخر من ہذا الفصل**
فصل عجیبی حدیثوں سے جس طرح کچھ اللہ سماع موسے کی تصریح صریح فرمائی یوہین اوہن اکثر فی
ثابت کر دیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اہل

قبور سے کلام صرف سلام پر متصر نہ تھا اور یہ بھی ہے کہ جناد محض سے مخاطبہ و گفتگو معقول
 نہیں لہذا ہم آخر فصل میں وہ بعض حدیثیں جن میں اجلہ صحابہ کا اہل قبور سے سوائے سلام دیگر
 انواع کلام فرمانا مذکور نقل کر کے مقصد ثانی کو ختم اور مقصد ثالث کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ
 تقسیم عزم کرتے ہیں۔ وبالله التوفیق حدیث (۷۷) ابن ماجہ رحمہ اللہ حسن مجسم عبد اللہ
 بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال جاء اعرابی الى النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم فذكر الحديث الى ان قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حين مات
 بقبر مشرك فلبشره بالنار قال فاسم اعرابي بعد وقال لقد كففتي رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم تعباً ما مهرت بقبر كافراً لا بشرتها النار يعني نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ایک اعرابی سے فرمایا جہان کسی مشرک کی قبر پر گزرے اور سے آگ کا مژدہ دینا وہ صحابی فرما رہے ہیں
 بھی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ارشاد سے ایک مشقت میں ڈلا کسی کافر کی قبر پر میرا
 گزرنہوا مگر یہ کہ اسی آگ کا مژدہ دیا ہر عاقل جانتا ہے کہ مژدہ دینا بے سماع و فہم محال اور صحابی عجب
 نے ارشاد اقدس کو معنی حقیقی پر عمل کیا و لہذا عمر بھرا و سپر عمل فرمایا فقصر حدیث (۵۸)
 ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے راوی انہما بالبیق فقال السلام
 علیکم یا اهل القبور اخبار ما عندنا ان نساء کم قد تزوجن و دیار کم قد سکنت و اموالکم قد قضا
 فاجابہ حاتف یا عمر بن الخطاب اخبار ما عندنا ان ما قد مناہ فقد وجدناہ و ما انفقنا
 فقد رخنناہ و ما خلفناہ فقد خسوناہ یعنی ایک بار امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع پر گزرے
 اہل قبور پر سلام کر کے فرمایا ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لیے
 اور تمہارے گھروں میں اور لوگ بسے تمہارے مال تقسیم ہو گئے اور کسی ذی جواب دیا اے عمر
 بن الخطاب ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو اعمال کیے تھے یہاں پائے اور جو راہ خدا
 میں دیا تھا وہاں نفع اٹھایا اور جو پیچھے چھوڑا وہ ٹوٹے میں گیا حدیث (۵۹) امام احمد
 ثالث نیشاپور اور بیہقی اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں سعید بن السائب سے راوی قال دخلنا

چنانچہ حدیث
 میں ہے کہ
 سیدنا سعد بن
 وقاص رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے
 روایت کی گئی

مقابلہ المدینہ مع علی بن ابی طالب فنادی یا اهل القبور اسلموہم عاکلکم وھم اللہ تعالیٰ ہونا
 باخبر اگر تم ترید و ن ان فخر کم قال فسمعت صوتا وعلیک السلام ورحمۃ اللطیف وکامنہ
 یا ائیمو منین خبرنا عما کان بعدنا فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما انزلواکم فقد نزوین ولما
 امواکم فقد اقسیت واکولوا قد مشوا ورضی اللہ تعالیٰ عنہما فی البیاء الذی شید تم فقد سکنا
 اعداؤکم فخذہ اخبار ما عندنا فاما عندکم فاجابہ سیت تدخر قوت الاکنان وانتشرت الشغل
 وقطعت الجلود وسالت الاهدق علی الخلد ووسالت المناخیر القلیح والصدید
 وما قد منازر مھننا وما خلفناہ خسرناہ ونحن من نقعون بالاولی اعمال یعنی ہم
 نبوی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہمراہ رکاب مقابلہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے حضرت
 موسیٰ نے اہل قبرہ سلام کر کے فرمایا تم کہیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں
 خبر دیں سعید بن مسیب فرماتے ہیں میں نے آواز سنی کسی نے حضرت موسیٰ کو جواب
 سلام دیکر عرض کی یا ائیمو منین آپ بتائیے ہمارے بعد کیا گزری اسیر المؤمنین کرم اللہ
 تعالیٰ وجہہ الکریم تمہاری عورتوں نے تو کاح کر لیا اور تمہاری مال سو وہ بٹ گئی اور
 اولاد یتیموں کے گردہ میں اوٹھی اور وہ تعمیر حیکانے استحکام کیا تھا اوسین تمہارے دشمن
 بے ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں اب تمہارے پاس کی کیا خبر ہے ایک مرد نے عرض
 کی کہ میں بھٹ گئے بال جھڑپ سے بھا لون کے پرزے پرزے ہو گئے آنکھوں کو دھیسے بھگا کر لوں
 تاک آئے تھنوں سے پیپ اور گزہ پانی جاری ہے اور جو آگے بھیجا تھا اوسکا لقم ملا اور جو پیچھے
 چھوڑا اوسکا خضارہ ہوا اور اپنے اعمال میں مغموس ہیں (و حسبنا اللہ ونعم الوکیل وکافول
 ولا قوت الا باللہ العلی العظیم سبحن من تفرق بالبقاء وقوہ باده بالموت سبحن
 انھی اللہ لا یموت ابداً اوھو الغفور الرحیم قلبی بیاض جن صاحبوں نے
 جواب حدیث چلم میں اس خطاب جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ کو محض وعظ و تنبیہ
 احیا کے لیے قرار دیا کما نقلہ فی مائتہ مسائل غالباً انھوں نے پوری حدیث ملاحظہ فرمائی

ورنہ اسکی لفظوں سے آخر تک صاف پکار رہے ہیں کہ یہاں حقیقت احوال ہی سے خطاب مقصود تھا اسبق قدر دیکھ لیجیے کہ جناب مولیٰ نے ابتدائی لفظاں فرما دیے بلکہ اول اوستی استفسار فرمایا کہ پہلے تم اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم شروع کریں گے یہ ارادہ خطاب حقیقی اس در یافتہ کر کے اور اختیار دینے کے کیا معنی تھے پھر اونکی درخواست پر حضرت نے اخبار دینا ارشاد فرمایا کہ انہیں حکم دیا اب تم اپنی خبریں بتاؤ پناچہ وہ فقوں نے عرض کہیں پھر مخاطبہ حقیقی میں کیا شک ہے واللہ الموفق حمد مریش (۶۰) ابن عساکر نے ایک حدیث لایا روایت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ عہد مہدلت ہمد فاروقی میں ایک جوان عابد تھا امیر المؤمنین موسیٰ بہت خوش تھے دن بھر مسجد میں رہتا بے عشا با سپکا پاس جاتا راہ میں ایک عورت کا مکان تھا اوسپر عاشق ہو گئی ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی جوان نظر فرماتا ایک شب قدم نے لغزش کی ساتھ ہولیا دروازہ ٹک گیا جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بیساختہ یہ آئے کہ یہ زبان سے نکلے ان الذین اتقوا اذا صرم طائف من الشیطن قد اکرافاذا ہم مبصرین ڈروالوں کو جب کوئی بھپٹ شیطان کی پہنچتی ہو خدا کو یاد کرتے ہیں اسی وقت انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں، آیت پڑھتے ہی غش کھڑا کر عورت نے اپنی کینز کے ساتھ اٹھا کر اوسکے دروازے پر ڈال دیا باپ منتظر تھا آئے میں دیر ہوئی دیکھنے نکلا دروازے پر ہوش پڑا پایا گھر والوں کو بلا کر اندر اٹھوایا رات گئے ہوش آیا باپ کے حال پوچھا کہا خیر ہے کہا بتاؤ باچار قصہ کہا باپ بولا جان بدو آیت کونسی ہے جوان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا جنبش ہوئی مردہ پایا رات ہی کو نہ کھٹکنا کہ فرشتہ میریاب کھج کو امیر المؤمنین نے خبر پائی باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی عرض کی یا امیر المؤمنین رات تھی پھر امیر المؤمنین ہر ایک کو لیکر قبر پر تشریف لے گئے آگے لفظ حدیث یوں پڑی فقال عمر یا فلان ولین خاف مقام ربہ جن جن فاجابہ الحق من داخل القبر یا عمر قد اعطانیہ اہل فی البقیۃ ترین یعنی امیر المؤمنین فرمایا جوان کا نام لیکر فرمایا اے فلان جو اپنے باپ کے پاس کھڑے ہو نہیں سکا کہ اسے اوسکے یہ دوباغ

ہمیں جو ان کے قبرین سے آواز دیا اسے عمر بچھے میری رستہ دولت عظمیٰ جنت میں دوبار عطا فرمائی
 ضلّی اللہ الجنۃ لہ الفضل والمنة وصلی اللہ تعالیٰ علی نبی الانس والجنۃ والکھ وصحبہ
 واصحابہ السنتہ آمین آمین آمین

المقصد الثالث فی احوال العلماء

قال الفقیر علی بن سلور غفر اللہ لہ العفو راس مسئلہ میں ہمارے مذہب کی تشریح و تلویح و
 تفصیل و تلیح و تباہید و ترجیح و تسلیم و تصحیح میں ارشادات مشکاثرہ و اقوال متوافرہ ہیں حضرات عالیہ
 صحابہ کرام و تابعین کرام و تابعاء اعلام و مجتہدین اسلام و خلفاء علمائے عظام سرور نبی اللہ
 اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و حشر ربانی نہر ثموم و الدین آمین فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ اگر بقدر قدرت
 او کی حصہ و مستحقا کا ارادہ کرے موجز بحال حد سے جلد سے گزیرے لہذا اولاً من سواکم و دین
 و علمائے کرام کا ملین کے ساتھ طیش مار کر تا ہوں جبکہ اقوال اس وقت میری پیش نظر اور اس رسالہ کے
 مضمون مقاصد میں جلوہ لے و فضل اللہ سبحانہ و سع و اکثر پھر دس نام اون عالموں کے بھی
 حاضر کروں گا جن پر اعتقاد میں مخالف مضطر و خدا الدیہم اذلی و انہم الحمد للہ العلی کہ کبر
 (۱) امیر المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (۱) امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم (۲) امیر المؤمنین
 علی مرتضیٰ (۳) حضرت عبداللہ بن مسعود (۴) حضرت سلمان فارسی (۵) عمرو بن
 عاص (۶) عبداللہ بن عمر (۷) عبداللہ بن عمرو (۸) ابو ہریرہ (۹) عقبہ بن عامر
 (۱۰) ابو امامہ باہلی (۱۱) صحابی اعرابی صاحب حدیث حشما مرت و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اور میں ان کے سوائے صحابہ کرام کے نام بیان نہیں کرنا جنہوں نے سماع و اوراک موتی
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا یا حضور کی زبان پاک سے سنا بشی اللہ
 من عباس و انس بن مالک و ابوہریرہ و ابن عازب و ابو طلحہ و عمارہ بن جرہم و ابو سعید خدری
 و عبد اللہ بن سیدان و ام سلمہ و فاطمہ بنت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ یقیناً معلوم کہ ارشاد
 و امامی حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنکر او کے خلاف پر اعتقاد حضرات صحابہ سے معقول نہیں

نه مقام مقام احکام که انتقال بخاین بعلم ناسخ بود تا هم جب قصد استیعاب بنین تو او خنین بر اقتضای
 سببی جنگی خود افعال و اقوال دلیل سلسله بین و بالله تعالی التوفیق **ومن التابعین**
 رحمة الله تعالی علیهم اجمعین (۱۴) مجاهد بن (۱۳) ثمر بن دینار (۱۲) بکر بن (۱۵) ابن ابی
 یسلی (۱۶) قاسم بن عیسی (۱۷) راشد بن سعد (۱۸) صخره بن حبیب (۱۹) حکیم بن عمیر (۲۰)
 عمار بن الجلاح (۲۱) بلال بن سعد (۲۲) محمد بن واسع (۲۳) احمم الدردار و غیر جمیع رحم الله تعالی
ومن تبع التابعین لطف الله بهم يوم الدين عالم (۲۴) عالم و شرف
 سیدنا ابو عبد الله محمد بن اویس شافعی (۲۵) عالم کوفه فقیه مجتهد امام سفیان (۲۶) عبد الرحمن
 بن العلاء و غیر جمیع روح الله تعالی ارواحهم **ومن اعظم السلف و اکرامهم**
الخلف نور الله تعالی مرقد هم (۲۷) عالم اهل بیت رسالت حضرت امام علی بن موسی بن
 جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی و بتول بنت رسول الله صلی الله تعالی علیه و آله و سلم
 (۲۸) امام اجل عارف بالله محمد بن علی حکیم ترمذی (۲۹) امام محدث جلیل کبیر سمعی (۳۰) امام
 فقیه مابعد و زاهد احمد بن عیسی ابو القاسم صفار حنفی بدو واسطه شاکر امام ابو یوسف و امام محمد جمیع رحم
 تعالی (۳۱) امام ابو بکر احمد بن حسین بیقی شافعی (۳۲) امام ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی (۳۳)
 امام ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد حاکم شهید حنفی صاحب کافی (۳۴) امام ابو الفضل قاضی عیاض
 یحیی مالکی (۳۵) امام حجة الاسلام مرشد الانام ابو حلد محمد محمد غزالی (۳۶) امام ابو عبد الله
 محمد بن احمد بن فرح قرطبی صاحب تذکره (۳۷) امام شمس الائمة حلوانی حنفی (۳۸) امام عارف
 بالله اسمعیل فقیه زاهد (۳۹) امام محدث محب الدین طبری شافعی (۴۰) امام ربانی سیدنا
 علامه الدوله سمنانی (۴۱) امام ابو الحاسن حسن بن علی ظهیر الدین کبیر مرغینانی حنفی استاذ امام
 قاضی خان و صاحب خلاصه (۴۲) بعض اساتذہ انام شیخ الاسلام علی بن ابی بکر برهان الدین
 فرغانی حنفی صاحب التحفیس و الزید (۴۳) امام فقیه النفس قاضی خان حسن بن منصور فرغانی اخوندی
 حنفی (۴۴) امام ابو ذکریا یحیی بن شرف نووی شافعی شارح صحیح مسلم (۴۵) امام فخر الدین

محمد رازی شافعی (۴۶۷) امام سعد الدین قناتزانی مصنف و شارح عقائد (۴۶۸) امام
 ابو سلیمان احمد بن ابی اسیم خطابی (۴۶۸) امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن احمد سبیلی
 صاحب الروض (۴۶۹) امام عمر بن محمد بن عمر طلال الدین بجازی حنفی صاحب فتاویٰ بجازیة
 (۴۷۰) صاحب عیاب تنقی تلمیذ امام اجل قاضی خان (۴۷۱) علامه محمود بن محمد لؤلؤی بخاری
 حنفی صاحب حقائق شرح منظومه نسفیه تلمیذ التلمیذ امام شمس الائمہ کروری (۴۷۲) سید
 یوسف بن عمر صوفی حنفی صاحب مضمرات (۴۷۳) امام عارف بالله صدر الدین قونوی (۴۷۴)
 امام شهاب الدین فضل الدین حسین تولشتی حنفی (۴۷۵) امام ملک العلماء ابو الدین بن عبد السلام
 شافعی (۴۷۶) امام محدث زین الدین مراشی (۴۷۷) امام ابو عبد الله محمد بن احمد بن
 علی بن جابر اندلسی (۴۷۸) قاضی ناصر الدین بیضاوی شافعی صاحب تفسیر (۴۷۹) امام ابو
 عبد الله بن النعمان صاحب سفینة النجاه لابل التجار فی کلمات الشیخ ابی النجار (۴۸۰) امام
 عارف بالله عبد الدین اسعد یافعی شافعی صاحب روض الریاحین (۴۸۱) امام علامه
 سید الحفاظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری
 (۴۸۲) امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی حنفی صاحب کواکب الدراری شرح صحیح
 بخاری (۴۸۳) امام علامه تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی شافعی صاحب سفار السقام -
 (۴۸۴) امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن بخاری شافعی صاحب ارتباج الاکباد بفقه
 الاولاد (۴۸۵) امام خاتم الحفاظ محمد الداعی التاسع ابو الفتح طلال الدین بن عبد الرحمن
 سیوطی صاحب شرح الصدور و زبد و ساقره و انیس الغریب و زهر الی شرح سفن تسان و غیر
 (۴۸۶) امام علامه احمد بن محمد خلیل طلالی شافعی صاحب مواهب الدین و ارشاد الساری شرح
 صحیح بخاری (۴۸۷) امام شهاب الدین علی النصارى شافعی (۴۸۸) سید علی الدین احمد
 زروق (۴۸۹) سید عارف بالله ابو العباس خنری (۴۹۰) امام احمد بن محمد بن عبد الله شافعی
 شارح مشکوٰۃ (۴۹۱) مختصر علامه محمد محمد ایزد امیر الحاج حنفی صاحب حلیہ شرح منیه -

(۷۲) امام محمد بدری مکی مالکی (۳۷) امام صدر کبیر حسام الدین شہید عمر بن عبد العزیز صاحب فتاویٰ
 کبیر حنفی (۴۷) امام محمد بن محمد بن شہاب الدین بزاز سی حنفی صاحب بزازیہ (۵۵) علامہ
 نور الدین سمهودی شافعی صاحب خلاعتہ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 (۷۶) علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی صاحب مناسک ثلاثہ (۷۷) علامہ نور الدین علی بن ابیہم
 بن احمد حلبی شافعی صاحب سیرۃ النساں العیون (۷۸) امام عارف باللہ عبد الوہاب شافعی
 شافعی صاحب میزان الشریعۃ الکبریٰ (۷۹) علامہ محمد بن یوسف شامی صاحب بل الہدی
 والرشاد فی سیرۃ خیر العباد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (۸۰) علامہ محمد بن عبد الباقی ندائی مالکی
 شافعی صاحب (۸۱) علامہ عبدالرؤف محمد سادھی شافعی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر (۸۲)
 امام ابو بکر بن محمد بن علی حدادی حنفی صاحب جوہرہ نیرہ شرح قدوری (۸۳) علامہ ابہیم بن
 محمد ابہیم حلبی حنفی صاحب غنیہ شرح منیہ (۸۴) فاضل علی بن سلطان محمد قاری مکی حنفی صاحب
 مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (۸۵) علامہ محمد بن احمد حموی حنفی استاذ محقق شرنبلالی (۸۶)
 علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار مصری شرنبلالی حنفی صاحب نور الایضاح واصلوا الفقہاء وحقائق
 الفلاح (۸۷) علامہ خیر الدین ربیع حنفی صاحب فتاویٰ خیرۃ استاذ صاحب در مختار (۸۸)
 فاضل مدق محمد بن علی دمشقی حنفی شامی تنویر (۸۹) سید عارف باللہ عبد الغنی بن سید
 بن عبد الغنی نابلسی حنفی صاحب حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ (۹۰) سید علامہ ابوالسعود
 محمد حنفی (۹۱) مولانا عارف باللہ نور الدین جامی حنفی صاحب نفحات وغیرہ (۹۲) شیخ محقق
 برکتہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فی الہند مولانا عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی
 حنفی صاحب لمعات واشتقاق اللغات وجامع البرکات وحب القلوب ودار الیمینہ (۹۳)
 فاضل محدث مولانا محمد طاہر قسیمی احمد آبادی حنفی صاحب مجمع بحار الانوار (۹۴) فاضل شیخ الاسلام
 دہلوی حنفی صاحب کشف الغطا (۹۵) مولانا شیخ جلیل نظام الدین وغیرہ جامعان فتاویٰ عالمگیری
 خفیان (۹۶) بحر العلوم مالک العلماء مولانا ابوالعباس محمد عبد العلی لکھنوی حنفی (۹۷) خاتمہ

سرخی میں گن کر اسامی علماء پرندہ لگا دیا جائیگا یہ مقصد بھی مثل اپنر دو برادر پیشین کے
 رونوع پر تقسم واللہ سبحنہ و تعالیٰ هو الموفق للحق والصواب فی کل ہم نوع اول اقوال علماء
 سلف و خلف میں ایک شہید اور پندرہ فصل پر مشتمل تہجد اسمین کہ روحین موت سے نہیں
 مر تین (۱) ابن عساکر تاریخ دمشق میں امام محمد بن وضاح سے راوی امام اہل سخون بن
 سعید قدس سرہ سے کہا گیا ایک شخص کہتا ہے بدن کے مرنے سے روح بھی مر جاتی ہے فرمایا
 معاذ اللہ ہذا من قول اہل البدع خدا کی پناہ یہ بدعتیوں کا قول ہے (۲) امام ابن امیر
 الحاج خاتمہ حلبیہ میں دربارہ فوائد غسل میت فرماتے ہیں اذا علتني المولے بتطہیر جسد
 یلقی فی التراب تنبہ العبد الی تطہیر ما هو باق وهو النفس فانہ لا ینفی عنہ اہل
 السنۃ والجماعۃ یعنی جب بندہ دیکھ لیا کہ مولیٰ تبارک تعالیٰ نے ہم پر اس بدن کی
 تطہیر فرض کی جو خاک میں ڈالا جائیگا تو متنبہ ہو گا کہ اسکی تطہیر اور بھی غرور و جویاقتی رہنے
 والا ہے یعنی روح کہ اس وقت و جماعت کے نزدیک فنا نہیں ہوتی (۳) امام عوالدین بن
 عبد السلام فرماتے ہیں لا تموت ارواح الحیاء بل ترفع الی السماء حیۃ روحین مرنے
 نہیں بلکہ زندہ آسمان کی طرف اٹھائی جاتی ہیں (۴) امام جلال الحق والدین سیوطی
 شرح الصدور میں ناقلان بقول خلفہا بالاجماع روحین پیدائش کے بعد بالاجماع جاوداں رہتی ہیں
 (۵) خود امام محمد روح اس امر کی تائید میں کہ نہ اسکی زندگی صرف روحانی نہیں بلکہ روح
 و بدن دونوں سے ہی ارشاد فرماتے ہیں لو کان المراد حیۃ الروح فقط لہ یحصل لہ تمیز عن
 غیرہ لہذا کہہ سائر الاموات لہ فی ذلک العلم المؤمنین باسومہ حیۃ کل الارواح فلیکن
 لقولہ تعالیٰ لکن لا تشعرون معنی یعنی الٰہیت کریمہ میں حیۃ شہید ہی صرف زندگی روح
 مراد ہوتی تو ان میں اسکی کیا خصوصیت تھی یہ بات تو ہر مردے کو حاصل ہے اور تمام مسلمان
 جانتے ہیں کہ سب کے بعد موت زندہ رہتی ہیں حالانکہ حیات شہدائی نسبت آیت میں فرمایا
 نہیں ہے مگر شہید بہر حال اجماع صواب ثابت ہو اور فصل اول اسوت صرف ایک مکان سے

نقل شدہ شرح
 الصدور
 عن امامیہ
 شیخ

دوسرے میں چلا جاتا ہے کہ علو اللہ جہاد ہو جانا **قول** (۱) امام ابو نعیم طبرانی نے بیان کیا ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے اهل الخلود و اهل البقاء انکم لم تخلقوا للفساد
 بل خلقتم للخلود و لا تبدوا لکم حکم تخلقون من دار الی دار اری میسگی والو اری بقا
 والو لم فسا کو نہ بنی دوام و میسگی کے لیے بنی ہو جان ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں
قول (۲) شیخ الصدورین نے کہا ان العلماء الموت لیس بعد مرضی و لا قضاء صرف
 وانما هو انقطاع تعلقی الروح بالبدن و مفارقتہ و حیولہ بینہما و تبدل حال
 و انتقال من دار الی دار علما نے فرمایا موت کے یہی نہیں کہ آدمی محض نیست و نابود ہو جائے
 بلکہ وہ تو یہی روح و بدن کے تعلق چھوٹنے اور انہیں حجاب و جہانی ہو جانے اور ایک طرح کی
 حالت بدینے اور ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جائیگا نام یہی تنبیہ تعلق چھوٹنے کا ہے
 کہ وہ مخلوق معبودہ جو عالم حیات میں تھا جاتا رہا اور اسے طرح حجاب و جہانی ہو جاتا ہے
 یہ مراد ویسا اتصال تام باقی نہیں رہتا مذہب البسنت میں روح کو بعد موت بھی نہیں
 ایک تعلق و اتصال رہتا ہے جیسا کہ فصول النذرہ کے اقوال اشیرہ میں اسکا اشارہ ہے
قول (۳) جامع البرکات میں فرمایا موت عدم محض نیست چنانکہ وہ راس و عصبان
 کو نہ بلکہ انتقال ہست از حاکم بحاکم و از دار سے بدار ہے **قول** (۴) امام شافعی
 شیخ شکوۃ میں فرمایا اولیای خدا نقل کردہ شیعہ انداز میں دار فانی بدار بقا نہ بدلتا
 یہ درکار خود و مرقع اندہ فو محال اندہ مردم را از ان شعور نیست **قول** (۵) امام شافعی شکوۃ
 میں فرمایا کہ لہرقی لہم فی الحالیین و لہما قبل اولیاء اللہ لا یموتون و لکن یموتون من دہر
 الی دار و انہما فی دون حالت عیات و منات میں اصل فرق نہیں کہ یہ کیا کیا کروں
 نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں روایت مناسبتہ انداز میں
 ابو القاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں لکھتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
 اللہ عزوجل نے آدمی کو زمین کی سطح پر سے اٹھایا ہے جس پر وہ چلتا ہے اور اس پر

وہی ہے جس نے
 اللہ تعالیٰ سے
 دعا کی ہے کہ
 میں اس کی
 خدمت میں
 رہوں

وہی ہے جس نے
 اللہ تعالیٰ سے
 دعا کی ہے کہ
 میں اس کی
 خدمت میں
 رہوں

رہتے ہیں بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں پھر جہادیت کسی اور اثبات تخصیص اور کم ذریعہ مخصوص قول
 (۹) امام سبکی شفاء السقام شریف میں فرماتے ہیں النفس باقیۃ بعد موت البدن عالمة
 باتفاق المسلمین بل غیر المسلمین من الفلاسفة وغیرہم من یقول ببقاء النفوس یقولون
 بالعلم بعد الموت ولم یخالف فی بقاء النفوس الا من لا یستدبر احد ملقطا یعنی مسلمانوں کا
 اجماع ہے کہ روح بعد مرگ باقی اور علم و ادراک کبھی ہے بلکہ فلاسفہ وغیرہم کفار بھی جو بقاء ارواح
 کے قائل ہیں وہ بھی موت کے بعد علم مانتے ہیں اور بقائے روح میں کسی نے خلاف نہ کیا
 مگر ایسوں نے جو کسی کئی شمار میں نہیں ہیں قول (۱۰) تفسیر بیضاوی میں ہے فہذا دلالة
 علی ان الارواح جو اہر قائمۃ بانفسہا مغائرة لما یحس بہ من البدن تبقي بعد الموت
 حراکة و حلیہ جمہور الصحابة و التابعین و بہ نطقت الایات و السنن یہ آیت کریمہ دلیل ہے
 کہ روہیں جو ہر قائم بالذات ہیں یہ بدن جو نظر آتا ہے اسکے سوا اور چیز ہیں موت کے بعد اسے اسی روح
 اور اک پرستی ہیں جمہور صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے اور اس پر آیات و احادیث ناظر قول (۱۱)
 امام غزالی ماہیا میں فرماتے ہیں لا تظن ان العلم ببقاء النفس بالموت فالو موت لا یحد مدیہ العلم
 اصلا و لیس الموت عدما محضا حتی تظن انہ اذا عدمت عدمت صفاتہ یہ گمان
 نہ کرنا کہ موت سے تیرا علم تجسید ہو جائیگا کہ موت محل علم نہیں روح کا تو کچھ نہیں بگاڑتی نہ
 وہ نیست نابو ہو جائیگا نام ہے کہ تو سمجھے جب تو نہ رہا تیرا وصف یعنی علم و ادراک بھی نہ رہا قول
 (۱۰ و ۹) امام نسفی عمدة الاعتقاد پھر علامہ نابلسی حدیثہ ندیہ میں فرماتے ہیں الروح لا یتغیر بالو
 مرنے سے روح میں کچھ تغیر نہیں آتا قول (۱۱) علامہ توشیحی فرماتے ہیں الروح الا لا انیۃ
 متمیزۃ مخصوصۃ بالادراکات بعد مقام قۃ البدن فراق بدن کے بعد بھی روح انسانی
 متمیز و مخصوص بہ اور اکات ہر نقطہ السنادی قول (۱۲) علامہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں ہے
 الموت لیس بعدم محض و الشعور باق حتی بعد الدفن موت بالکل عدم نہیں اور شعور باقی
 ہے یہاں تک کہ بعد دفن بھی قول (۱۳) اسی میں ہے ان الروح اذا اختلفت من حلقا

التمسك بالاعتقاد من القيود بالموت تحول الى حيث شاءت يترك روح جب اس قلب
 سے جہاں اور موت کے باعث تیروں سے رہا ہوتی ہے جہاں چاہتی ہو جہاں کرتی ہے
قول (۱۶) شرح الصدورین منقول کہ دلائل قرآن و حدیث لکھ کر کہا نفس کا راجع
 اجسام حائلہ کا اجزاء ہا من التعارف والتناكر والنفاء عارضة صغیرۃ الشئ ثابت ہوا کہ
 روحین اجسام بین اپنے اوصاف شناخت و ناشناخت وغیرہ کی حال جو ذات نور
 اور اک و تیز رفتاری ہیں یہاں وہ تقریر یاد کرنی چاہیے جو یہ حدیث دوم گزری **قول (۱۷)**
 مقاصد شرح مقاصد علامہ نقشبانی میں جو حدیث معتزلہ و غیرہم البتہ لخصوصاً
 شوطی الادراک فندہم لایبقی ادراک الجنہ پرات عند فقد الکالات وعند باقی
 و عند الظاہر من قواعد الاسلام معتزلہ و غیرہم کے مذہب میں بدن شرط اور اک ہو تو وہ
 نزدیک جب اس کے آلات نہ ہے اور اک ہے زیارت بھی خدا اور ہم اہل سنت و جماعت کہ مذہب
 میں باقی رہتا ہے اور یہی ظاہر ہے قواعد حین اسلام سے **قول (۱۸)** لغات شرح کلام
 میں پر مسببۃ الخواص للاحاساس والادراک عارضۃ کا فقرہ فی الذہب لغات
 فی الروح و هو باق اہل ملتقطاً و اس کا سبب احساس و ادراک ہوا ایک امر عارضی
 جب کہ مذہب اہل سنت میں ثابت ہو چکا اور علم تو روح سے وہ باقی ہے **قول (۱۹)**
 اہم سیوطی فرماتے ہیں ذہب اہل الملل من المسلمین و فیہم اہل ان الروح فی البدن
 موت البدن و خالف فیہ القلا سفة دلیلاً ما نقلہ من الروایات والحدیث
 فی بقائہا و تصرفہا الخ تمام اہل ملت مسلمین اور ان کے سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ روحین
 بعد موت بدن باقی رہتی ہیں ہاں فلاسفہ یعنی بعض مدعیان حکمت و اہلین غلات کہ بدن
 دلیل وہ آیتیں حدیثیں جسے ثابت کہ روح بعد موت باقی رہتی اور تقریرات کرتی **قول (۲۰)**
 (۱۸) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے قد الکوا عن اب القدر بعض المعتزلہ
 والرفضیہ معتزلین بان الیت جہاداً کاحیاء لہ دلائل الادراک الخ بعض معتزلہ اور رافضی

[illegible]

في مناقب الامام الرضا عليه السلام في مناقب النفاذ اولها واعادته في آخرها عن بعض شيوخنا من اهل النور
 في هذه في هذه في مناقب النفاذ عن شيخ شيوخنا الامام الرضا عليه السلام في مناقب النفاذ
 شاح المنهاج بعض روايات من ايا اسم الله شريف في جهر سے نہ پڑھی نقلہ الفاظ
 الشامی فی الحاشیہ عن بعض العلماء وکذا الامام ابن حجر فی الخیرات الحسان بعض من
 تلبیرات انتقال من رفع یدین نضر یا سبب دریافت ہو جواب دیا دینامع هذا الامام کثر
 من ان نظیر خلافہ بی حضرت اس امام کو ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہو کہ او کے حضور
 او کا خلاف ظاہر کریں ذکرہ علی القاری فی المرقاة شرح لباب میں خاص بلفظ استیحا نقل کیا
 کہ امام شافعی فرمایا استیحا ان اخالف مذہب الامام فی حضورہ بھی شرم آتی ہو کہ امام کے
 سامنے او کو نہ سبک خلاف کریں ذکرہ فی باب الزیارة النبویة فصل المقام بالمدينة
 المنورة سبحان الله اگر اموات دیکھتے سنتے نہیں تو جہر و خفا یا رفع و ترک یا کثرت و قوت و
 سجود میں کیا فارق تھا لہذا انصاف اگر نبی قبر حجاب مانع ہو تو امام ہمام کا سامنا کہاں تھا اور
 اس اور کا حظ کا کیا باعث ہوا قول (۲۸ تا ۳۱) علامہ فضل اللہ بن غوری حنفی وغیرہ ایک
 جماعت علماء تصریح فرمائی کہ زیارت تبعیج شریف میں قبر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 ابتداء کر کے پہلے وہی ملتا ہے تو بے سلاک کے وہاں سے گزر جانا از ادبی ہی بی طرح اوس بقعہ پاکست
 جو مزار پر لیا جاوے اس پر سلام عرض کرتا جاوے کہ جو ز ابھی عزت عظمت کھتا ہو اسکے سامنے سے بوسلام چلا جا
 مروت و ادب بعید ہو مولانا علی قاری نے شرح لباب میں ہی نقل فرما کر مسلم رکھا شیخ متفق نے
 جذب القلوب میں بعض دیگر علماء سے اسکی تحسین نقل کی کہ یہ ایک عمدہ مقصد ہے جسکے
 ساتھ افضل و اشرف کی رعایت نہ کرنی کچھ مضائقہ نہیں مسلک تقسطین سے ذکر العلامۃ
 فضل اللہ بن الغوری من اصحابنا ان البداءة بقبۃ العباس والختم بصفیۃ منی اللہ
 تعالیٰ عنہما اولی لان مشہد العباس اول ما یلقی بخارج من البلد عن یمینہ فجاوزتہ
 من غیر سلام علیہ بقوتہ فاذا سلم علیہ وسلم علی من یمربہ ولا فیختم بصفیۃ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فی رجوعہ کما صرح بہ ایضاً کثیر من مشایخنا الخ تاریخ مدینہ میں ہر متاخرین
 علما اختلاف کر دے اندک ابتدا ہر یارت کہ کند طائفہ کبر اندک ابتدا ہر یارت عباس کند دہر کہ باوٹی
 در یک قہ آسودہ اندک ابتدا ہر بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین از کہ اسہل و اقرب بہ است
 و از پیش ایشان در گزشتن ہر یارت و دیگران متوجہ شدن نوعی از جفا و سوئے ادب باشند الخ
 اوسی میں ہے کما صرح کلام بعضی از علما آنت کہ اعتقاد از قبہ عباس کند یعنی اللہ تعالیٰ عنہ
 و عن محمد بعد از ان بہر کہ پیش آید کہ ہر کرا دنی جہالت شان بود بی سلام از پیش وی گزشتن
 و جاسے دیگر رفتن از عالم مردت و حفظ طریقہ ادب بغایت دور است قال بعضہم و هو مقصد
 صالح کا یضرمعہ عدم رہایت الا فضل و الاشرف الخ **فصل پنجم** افعال احیاء
 باقی اموات میں **قول** (۳۵ تا ۳۷) مراقی الفطاح میں غریبا اخبار فی شیخی العلما
 محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ بانہم بتأذون بخفق النعال مجھے میری اساتذہ
 علامہ محمد بن احمد حنفی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ جو تکبیر کھیل سے مردے کو ایذا ہوتی ہے علامہ
 طحاوی از اسپر تقریر فرمائی **قول** (۳۵) حدیث میں جو قبر پر تکیہ لگانے سے ممانعت
 فرمائی اور اسے ایسا نہ کرے میت ارشاد ہوا جیسا کہ حدیث ۲۵ میں گزرا شیخ محقق رحمہ اللہ
 تعالیٰ اسپر شرح شکوۃ میں لکھتے ہیں شاید کہ مراد آنت کہ روح وی ناخوش ہو یا رو
 و یا غی نیست بتکیہ کردن بر قبر وی از جهت نقصان دی امانت و استخفاف را بوی واللہ اعلم
قول (۳۶ و ۳۷) عارف باللہ حکیم ترمذی پھر علامہ نابلسی حلیقہ میں فرماتے ہیں
 معناه ان الارواح تعلم بترك اقامۃ الحرمۃ والاسمائۃ فتأذی بذلك اسکو یہ معنی ہیں کہ جو قبر
 جان لیتی ہیں کہ او نے ہماری تعظیم میں قصور کیا لہذا ایذا پاتی ہیں **قول** (۳۸ و ۳۹)
 حاشیہ طحاویہ ورد المحتار وغیرہا میں ہر مقابر میں پیشاب کر نیکنہ بیٹھے کان المیت بتأذی
 بما یأذی بہ الخ اس لیے کہ جس سے زندون کو افیت ہوتی ہے اوسے مروی بھی ایذا پاتی ہیں
اقول بلکہ دلیلی نے ام المؤمنین عذیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح

غرض یہ کہ مقابر پر کچھ سوا موات کا دل بلائیں کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے وسیلۃ نقلہ
 فی النوع الثانی انشاء اللہ تعالیٰ قول (۴۴) جذب القلوب بین فرمایا زیارت گاہی
 از جہت ادا کے حق اہل قبور باشند در حدیث آمدہ مانوس ترین حالتی کہ میت را بود در ویت
 کہ یکی از آشنایان او زیارت قبر او کند و احادیث درین باب بسیار است قول (۴۵ و ۴۶)
 فتاویٰ قافیہ خان پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے ان قرأ القرآن عند القبر لوی بذلک
 ان یونسہ صوت القرآن فانہ یقرع مقابر کے پاس قرآن پڑھنے سے اگر نیت ہو کہ قرآن
 کی آواز سے مرد کا جی بہلائے تو بیشک پڑھے قول (۴۷ تا ۴۹) رد المحتار میں
 غنیہ شرح منیہ سے اور خطادی حاشیہ مرقی الفلاح شرح نور الایضاح میں متیقن میت کو مفید
 ہونے میں فرمایا ان میت یستانس بالذکر علی ما ورد فی الآثار بیشک اللہ تعالیٰ کے
 ذکر سے مردے کا جی بہلتا ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے قول (۵۰ تا ۵۸) امام قاضی
 فتاویٰ خانہ شریعتی نور الایضاح و مرقی الفلاح و امداد الفتاح پھر علامہ ابوالستود و نائل
 طحاوی حاشیہ مرقی میں استناد اور تقریر اور شامی حاشیہ درمیں استناد اور خزائن الروایات
 میں فتاویٰ کبریٰ اور امام بزاز فی فتاویٰ بزازیہ اور شیخ الاسلام کشف الغطا میں اور انکسوا و علما
 فرماؤ ہین واللفظ لمانیۃ لیکرہ قطع الخطب والحشیش من المقبرۃ فان کان بالمال کلبا
 بہ کانہ مادام اطبا یسبح فیئونس المیت چوب و گیاہ سبز کا مقبرہ سے کاٹنا مکروہ ہے اور خشک
 تو مضائقہ نہیں کہ وہ جب تک تر رہتی ہے تسبیح خدا کرتی ہے اور اس میت کا جی بہلتا ہے علامہ شامی
 نے اسی حدیث سے مدلل کر کے فرمایا اس بنا پر مطلقاً کہ میت ہر گز خود رو ہو کہ قطع میں حق میت
 کا ضائع کرنا ہے تنبیہ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ علماء کی ان عبارات اور نیز چار قول آئندہ و دیگر
 تصدیحات خشنہ سے و جلیل فائدہ حاصل و لاناات و جمادات و تمام اجزای عالم میں ہر ایک کے
 موافق ایک حیات ہے کہ اوسکی بقا تک ہر شجر و حجر زبان قال و اس رب البرجل حبلا لہ کی پاکی بولتا ہے
 اور سبحان اللہ سبحان اللہ یا اسکو مثل او کلمات تسبیح الہی کہتا ہے نہ کہ او نہیں صرف زبان حال ہے

جیسا کہ ظاہر بینی کا انتقال ہے اس تقدیر پر تو خشک مین تفرقہ محض بمعنی تھا کہ لایحقی اور کیا کریم
ان من شیء الا تسبیح مجده خود امیر برہان قاطع کہ او مین فرمایا و لکن کا تفقہ ہون تسبیح ہم تم انہی
تسبیح نہیں سمجھتے ظاہر ہے کہ تسبیح حالی تو ہر عاقل سمجھتا ہے یہاں تک کہ شعر ابھی کہہ گئے ۵
ہر گویا ہی کہ از مین روید نہ وحدہ لا شریک کہ گوید۔ اور خود مذہب اہل سنت مین مقرر ہو چکا کہ
تمام ذرات عالم کے لیے ایک نوع علم و اور اک و سمیع و بصر حاصل ہے مولوی معنوی قدس سرہ (شعری
شریف مین اس مضمون کو خوب شرح ادا فرمایا اور از سپر قرآن و حدیث کے صند ہا انصوص نا لائق
جھنن جمع کردن تو انشا را اللہ تعالیٰ پائسو سے کم نہو گئے اون سب کو بلا وجہ ظاہر ہے پھر کہ
تاویل کرنا قانون عقل و نقل و خروج بلکہ مراۃ صفات مبتدعین مین و لوح ہر خصوصاً و نفوس
جو صریح مفسرین کہ تاویل کی گنجائش ہی نہیں رکھتے مقام اجنبی نہ ہوتا تو مین اس سند کا قدری
ایضاح کرتا تا ثانیاً اقوال مذکورہ سے یہ بھی منہ نہوت پر جلوہ گر ہوا کہ اہل قبور کی قوت سامعہ
اس درجہ تیز و صاف و قوی تر ہے کہ نباتات کی تسبیح جسے اکثر احباب نہیں سمجھتے وہ بلا کفایت اور اس سے اس
حاصل کرتے ہیں پھر انسان کا کلام تو واضح و ظہر ہے والدہ تعالیٰ الہاوی قول (۵۹ تا ۶۲)
مجمع البرکات مین مطالب المؤمنین و اور کثر العباد و فتاویٰ غرائب و غیر ہا مین ہر وضع الوہاب
والریاحین علی القبر حسن کا نہ مادام رطباً تسبیح و یکون للمیت انس بتسبیحہ کلام غیرہ
کے پھول قبروں پر ڈالنا خوب ہے کہ وہ جب تک تازہ رہیں گے تسبیح انہی کہہ گئے تسبیح سے میت کو انس
حاصل ہوگا فائدہ مطالب المؤمنین و جامع البرکات و لون کتب مستندہ مخالفین و مین اس سے
مولوی اسحاق نے مائے مسائل مین اور اس سے شکم تنوچی و غیرہ ذرا ستا د کیا واصل مفتہم
وہ اپنے زائرین کو دیکھتے پہچانتے اور انکی زیارت پر طبع ہوتے ہیں قول (۶۳ و ۶۴) مولانا
حنی قاری علیہ رحمۃ الباری مسلک تقسط شرح مشک متوسط پھر فاضل ابن عابدین حاشیہ
شرح تنویر مین فرماتے ہیں من اداب الزیارات ما قالوا من انہا فی الذرائع من قبل رحلی المتوفی کا من
قبل را سہ لاندہ العقب لبصر المیت بخلاف الاول لاندہ یکون مقابل بصر زیارت نور کے

ادب ایک بات یہ ہے جو علمائے فرمائی گزیرات کو قبر کے پائنتی سے جائے سرھانے سے کہ
 اوسمین میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی (یعنی سراوٹھا کر دیکھنا پڑیگا) اور پائنتی سے جائیگا تو اوسکی
 نظر کے خاص سامنے ہوگا قول (۶۵) مدخل میں فرمایا کفی فی هذا ابیاناً قوله علیہ الصلاۃ
 والسلام المؤمنین نظر بنور اللہ استھی و نور اللہ لا بحجۃ شیء ہذا فی حق الاحیاء من المؤمنین
 نکیف من کان منہم فی الدار الاخرۃ اس امر کے ثبوت میں کہ اہل قبور کو احوال احیا پر
 علم و شعور ہے سید عالم علیہ السلام کا یہ فرمانا بس ہر کسلمان خدا کو نور سے دیکھتا ہے
 اور خدا کو نور کو کوئی چیز پر دہ نہیں ہوتی جب زندگی دنیا کا یہ حال ہے تو ادن کا کیا پوچھتا جو آخرت کے
 کھر یعنی برزخ میں ہیں قول (۶۶) شیخ محقق جذب القلوب میں امام علامہ صدر الدین قولوی
 نقل فرماتے ہیں در میان قبور سائر مؤمنین و ارواح ایشان نسبت خاصی است مستمر کہ بدان
 زائران راضی شناسند و سلام برایشان می کنند بدلیل استحباب زیارت در جمیع اوقات شیخ فرماتا ہیں
 علامہ مدوح نے بہت احادیث سے اس معنی کو ثابت کیا قول (۶۷) انیس الغریب میں
 فرمایا شیخ و بیرون من اتاہم زائر اویزیارت کو آتا ہر مرد و عورت سے پوچھتے ہیں قول (۶۸) تیسیر میں
 الشعور باق حتی بعد الدفن حتی انہ یعرف ذائقہ شعور باقی ہے یہاں تک کہ بعد من بھی یہاں تک
 کہ ایڑ زائر پوچھتا ہے قول (۶۹) لمعات و اشعة اللغات و جامع البرکات میں و اللفظ للسطی
 در روایات آمدہ است کہ وادہ میشود برائے میت روز جمعہ علم وادراک بیشتر از پنجہ وادہ میشود
 در روز ہای دیگر تا آنکہ می شناسد زائر را بیشتر از روز دیگر شرح سفر السعاده میں مفصل منقح و تفرمایا
 کہ خاصیت سی ام آنگہ روز جمعہ ارواح مومنان بقبور خویش نزدیک میشوند نزدیک شدن معنوی
 و تعلق و اتصال روحانی نظیر و مثالبہ اتصالی کہ میدان وارد و زائران لگن نزدیک قبر می آئند می شناسند
 و خود ہمیشہ می شناسند و لیکن درین روز شناختن زیادت بر شناخت سالہایام ست از بہت
 نزدیک شدن بقبور لاید شناخت از نزدیک بیشتر و قوی تر باشد از شناخت دور و بعض روایا
 آمدہ این شناخت در اول روز بیشتر است از آخر آن و لہذا زیارت قبور درین وقت مستحب تر است

و عادت در زمین شریفین میں است **اقول** ولا عظم بعد مردس **قول** (۷۰، ۷۱)
شیخ شیخ الاسلام فرمایا واللفظ للشيخ في جامع البركات تحقيق ثابت شده است بآیات
و احادیث کہ روح باقی است و اولاً علم و شعور بآرائان و احوال ایشان ثابت است و این امریت مقرر
وین **قول** (۷۲) تبیین زیر حدیث من ذام قبل البویہ نقل فرمایا هذا النص في ان البيت يشتر
من يزوره والا لما صلح تسميته زائراً واذ المرء يعلم الزور بزيارة من ذام له لم يصلح ان يقال زائر
هذا هو المعقول عند جميع الامم في حديث نفس و اسباب من که مرده زائر بر مطلع
ہو تا سرور نہ اویز انکہ نہا صحیح نہ ہو تا کہ جسکی ملاقات کو جائے جب او خبری نہ ہو تو یہ نہیں کہہ سکتے
کہ او کسی ملاقات کی تمام عالم اس لفظ سے یہی معنی سمجھتا ہر **قول** (۷۳ و ۷۴) اشعہ المبعث
آخر باب الجنائز میں شیخ مشکوٰۃ امام ابن حجر کی زیر حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ
عنہا کہ آغاز نور دوم مقصد دوم میں گزری نقل فرمایدین حدیث دلیلی واضحست
بر حیات میت و علم وی و انکہ واجب است احترام میت نزد زیارت وی خصوصاً صالحین
و مرعات ادب قدر مرثبان ایشان چنانکہ در حالت حیات ایشان پہر کتاب الجہاد و لغات میں او فکر
کر کے لکھا حل ہذا الاثبات المعلوم و الادراکیہ اگر میت کیلئے علم و ادراک ثابت کیا نہیں تو اور
کیا ہر فصل ششم وہ اپنے زارون و کلام کرتے اور او کو سلام و کلام کا جواب دیتے ہیں **قول**
(۷۵ تا ۷۸) امام یافعی پھر امام سیوطی امام محبت الدین طبری شارح تنبیہ عن ائمتہ میں امام اسمعیل
حضری کو ساتھ مقبرہ زید دین تھا فقال لی یا محب الدین ائمتہ من بکلام الموتی قلت نعم فقال
ان صاحب هذا القبر يقول لی انا من حسن الجنة او نخون فرمایا ای محب الدین آپ اعتقاد
رکھتے ہیں کہ مردے کلام کرتے ہیں میں فرمایا ہاں کہا اس قبر و الا مجھے کہہ رہا ہوں کہ میں جنت کی
بحر قی سے ہوں تنبیہ اس روایت کے لاینبیہ یہ غرض نہیں کہ اس میت و امام اسمعیل
کلام کیا کہ ایسی روایات تو مدہا ہیں اور ہم پہلے کہ ذکر و قانع جزئیہ شمار کریں گے بلکہ محل استدلال
یہ ہے کہ وہ دونوں امام احیا سے اموات کو کلام کر کے پہر اعتقاد رکھتے تھے اور ان دونوں اماموں

تنبیہ واجب سلام
بلکہ قول نفس المعقول
من عالم قوی
نہ گزرا ۱۳۱۵

اسے استناد نقل فرمایا مذیل امام یافعی امام سیوطی انھیں اسمعیل قدس سرہ البلیل سوحاکی
بعض مقابر میں پراونگار رہا بشرت روئے اور سخت مغرم ہوئے پھر ٹھکڑا کر رہنے اور نہایت شاد
ہوئے کسی نے سبب پوچھا فرمایا میں اس مقبرہ والوں کو عذاب قبر میں دیکھا روایا اور جناب الہی سرکار اقدس
کی حکم ہوا قد شفعتک فیہم بنے تیری شفاعت اور کفر حق میں قبول فرمائی اسیر یہ قبر والی
مجھے بولی انا معہم یا فقیہ اسمعیل انا فلانة المعنیت مولانا اسمعیل میں بھی انھیں میں یون میں
خانی گاؤں یون میں نے کہا وانت معہم تو مجھی انکے ساتھ ہے اسیر مجھے ہنسی آئی اللہم اجعلنا
رحمة باولئک امین قول (۷۹) زہر الربی شرح سنن نسائی میں نقل فرمایا ان للروح
شانا اخر فتكون فی الرفیق الاصل وہی متصلہ بالبدن بحیث اذا سلم المسلم علی صاحبہ
س علیہ السلام وہی فی مکاتھا هناك الی ان قال انما یاتی الغلط ہنما من قیاس الثنا
علی الشاہد فیعتقد ان الروح من جنس ما یعہد من الاجسام التي اذا شغلت مکانا لم
یمکن انتکون فی غیرہ وهذا غلط محض روح کی شان جدا ہے بلکہ لا اعلیٰ میں ہوتی ہے
پھر بھی بدن سے ایسی متصل ہو کہ جب سلام کہیں تو الاسلام کہے جواب دیتی ہو لوگوں کو دھوکا دین
یون ہوتا ہو کہ فرد کی جو محسوسات پر قیاس کر کے روح کا حال جسم کا سا سمجھتے ہیں کہ جب
ایک مکان میں ہوا وہی وقت دوسرے میں نہیں ہو سکتی حالانکہ یہ نفس غلط ہے قول (۸۰)
علامہ زرقانی شرح مواہب میں نقل فرماتے ہیں السلام علی المسلمین الانبیاء حقیقی بالروح
والجسد مجملۃ ومن غیر الانبیاء والشہداء باتصال الروح بالجسد اتصالاً یحصل
بواسطتہ التمكن من الروح مع کون ارواحہم لیست فی اجسادہم وسواء الجمعة وغیرہا علی
الاصح لیکن لا مانع من ان الاتصال فی الجمعة والیومین المتکثرین بہ اقوی من الاتصال
فی غیرہا من الایام اھ ملخصاً انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا جواب سلام سے مشرف فرمانا تو
حقیقی ہو کہ روح و بدن دونوں سے ہے اور انبیاء و شہداء کے سوا اور مومنین میں یون ہے
کہ انکی روحیں اگرچہ بدن میں نہیں تاقیم بدن ایسا اتصال رکھتی ہیں جسکے باعث جواب سلام پر

از اولیا شمرده و مقصود حضرت نیست آنچه خود دیده و یافته است گفته فصل و سیم الحدیث
 برزخ میں بھی اوستا فیض جاری اور غلاموں کو ساتھ ہی شان امداد و یاری ہے قول (۹۷)
 امام اجل عبد الوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ارشاد فرماتا میں جمیع
 الائمة المجتہدین یشفعون فی اتباعہم ویلاحظونہم فی شدائدہم فی الدنیا والبرزخ ویومرہم
 حتی یجاوزوا الصراط تمام ائمہ مجتہدین ای پیروں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ و قیامت
 ہر جگہ کی سختیوں میں انہیں نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ صراط سے پار ہو جائیں اسی امام اجل فرمائی
 کتاب اجل میں فرمایا قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ عن ائمة الفقہاء والصوفیۃ ان ائمة الفقہاء و
 الصوفیۃ کلہم یشفعون فی مقلدہم ویلاحظون لہم عند طلوع روحہ و عند سوال منکر
 و نکیہ لہ و عند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنہم فی موقف
 من المواقف ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راہ بعض الصالحین فی انہما
 فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لما جلسنی المکان فی القبر لیس الا انی اتاہم امام مالک فقال
 مثل هذا یتحاج الی سوال فی ایمانہ باللہ ورسولہ تخیا عنہ فتنہا عنہ او اذا کان مثل
 الصوفیۃ یلاحظون اتباعہم و مریداہم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والاخرۃ
 فکیف بائمة المذاهب الذین ہم اوتاد الارض وارکان الدین وامناء الشارح صلے اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم علی امتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے کتاب الاجوبہ عن الائمة الفقہاء والصوفیۃ
 میں ذکر کیا ہے کہ تمام ائمہ فقہاء و صوفیہ ای پیروں کے مقلدوں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے
 مقلد کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کو آتے ہیں جب او کا حشر ہوتا ہے جب نامہ
 اعمال کھلتے ہیں جب حساب لیا جاتا ہے جب عمل نیکے ہیں جب صراط پر چلتا ہے غرض ہر حال میں اوستا کی
 فرماتے ہیں اوستا کی جگہ اوستا غافل نہیں ہوتے ہاں استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین نقانی
 مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال ہوا بعض صالحوں نے انہیں غائب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ
 نے آپ کو ساتھ کیا کیا کہا جب منکر نکیر فرمے سوال کیسے بٹھایا امام مالک تشریف لائے اور اوستا فرمایا

ایسا شخص بھی اسکی حاجت رکھتا ہو کہ اس سے خدا و رسول پر ایمان کو بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو اسکے پاس سے یہ فرمائی کہ میں مجھ سے الگ ہو گئے اور بے شایع کرام صوفیہ قدرت اسرار ہم ہر بول و سختی کے وقت دنیا و آخرت میں اپنی پیروں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے ہیں تو اون پیشوایان مذہب کا کہنا ہی کیا ہے جو زمین کی سخنیں ہیں اور دین کو سنتوں اور شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت پر اس کے امین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد ۵ حبشی من الخیوات ما عدا دتہ : یوم القیمۃ فی رضی الرحمن : دین النبی محمد خیر الوہی : تم اعتقادی مذہب النعین : و اہرادی و عقیدتی و محبتی : للشیخ عبدالقادر الجیلانی : ۵ دی بخاک رضا شرم گفتم : کہ تو جونی کہ ماچان شدہ ایم : ہمہ روز از غمت بفر ک فضول : ہمہ شب در خیال سپید ایم : خبری گو باز تلخی مرگ : گفت ما جام تلخ کم زدہ ایم : قادریت بکام اگر دند : سذیت را گدائی میکدہ ایم : شیعہ بودیم و شہداء فرو دند : ما سرا یا حلاوت آمدہ ایم : تنبیہ نبیہ ہاں مقلدان ائمہ کو خوشی و شادمانی اور انکے مخالفوں کو حسرت و پشیمانی اگر ما شل صرف فروع میں تقلید و تبع نہیں ہوتا پہلے ہم امر عقائد جو اس میں ائمہ سلف کے خلاف ہو تو بکہان وہ اور کہان اتباع یوں تو بہتیرے معترنی حقیقت جاتے ہیں بعض زیدیہ و وافض شافعی کہلاتے ہیں بہت مجسمہ موجد حبلی کہ جاتی پھر کیا ارواح طیبہ حضرات عالیہ امام اعظم و امام شافعی و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اوسر خوش ہو گئی کلا واللہ ان گمراہوں کا انتساب ایسا ہے جیسے روافض اپنا آپ کو امامیہ کہتے ہیں حالانکہ اوسر پہلے بیزار روح پاک ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یوں ہیں نجد کے حبلی ہند کے حنفی جو مختصران مذہب جدید و متجان قرن طریہ ہوئے ہرگز حبلی و حنفی نہیں بلکہ حبلی حنفی ہیں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ فی اپنے قصیدہ الکثیر اعظم کی شرح مجیر معظم میں غلامان سرکار قادری کو فضائل اور انکے لیے جو عظیم امیدیں ہیں لکھ کر گزارش کی کہ ابابوس کا رانیکہ زندایشان اتباع ہوا نفس کمال تصوف و روحانیت شرع تعالیٰ تعرف مناسی و ملاہی موصل الی اللہ و تباہی و دواہی ریاضت این

۱۲ صفحہ
فتح محمد علی
خف
غضب ۱۲ صفحہ
فتح محمد علی

راه نوزاد از دماغ مادر گزیده می شود و از آنجا که از اینها باکی ندارند یا سر و خاوند بگردد فارغ
 زیند و حسابی ندارند و خود از دنیا چه حکایت و از بدعت چه شکایت که مشهوران ایشان غم و ریات دین
 را ضایع کنند و بدعوی اسلام بر عقائد اسلام خنده زنند من و خدائی من کایمان نه قادری باشند
 و نه چستی بلکه غوری باشند و شتی ع سایه شان دور باد از ماد و الزام مخصوصاً مع هذا الباطل اگر
 ایک فریق منکرین باعتبار فروغ مقلدین سبب تا هم جب اونکه نزدیک ارواح گمشتگان مثل جماد
 او محال امداد و شکر استمداد و ده اس قابل کسان که ارواح آنها اونکه نظر فراموش سنت الهیه که منکر کو
 محروم رخصت بین اللہ تعالی حدیث قدسی من فرماتا انا عند ظن عبدی بی من بنده خود که تا من
 جو بنده و محبت کسان رخصت و رواج البضای جب انگوگان من امداد و محال تو انگوختی من ایسا ہی ہوگا
 ع گر بر تو وام است حرمت بادا سید عالم علیه السلام حدیث متواتر من فرماتے ہیں
 شفاعتی یوم القیمت حق فمن لم یؤمن بها العوین من اهلہا سیری شفاعت روز قیامت حق و عوام
 ایمان نہ لایک اوسکے اہل سوز ہو گا رواہ ابن منیع عن زید بن ارقم و فیضت عشر من الصحابة
 رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اللہ تعالی ویا و آخرت میں اونکی شفاعت من ہو میں فرمائی
 آمین اللہم آمین قول (۱۰۵ تا ۱۰۸) امام غزالی قدس سرہ العالی پھر شیخ محقق پھر شیخ
 الاسلام فرماتے ہیں واللفظ الشکوة حجة الاسلام امام غزالی گفته ہر کہ استمداد کردہ میشود بای
 در حیات استمداد کردہ میشود و لم ی بعد از وفات قول (۱۰۱ و ۱۰۲) امام ابن حجر مکی پھر شیخ نے
 فشرح شکوة من فیما صالحان را بد و بلیغ است زیارت کنندگان خود را بر اندازہ ادب ایشان
 قول (۱۰۳) امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کو نزدیک علم و ادراک ہوتی
 کی تحقیق کہ فرمایا ولہذا ینتفع بزیارة قبور الابرا و الاستعانة من نفوس الاحیاء راستی
 قبور و اہل کی زیارت و ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے قول (۱۰۴ و ۱۰۵) را حجت
 میں امام غزالی سے ہر انہم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالی و نفع الذاریین بحسب
 معارفہم و اسرارہم ارواح طیبہ اولیای کرام کا حال یکسان نہیں بلکہ وہ متفاوت ہیں

اوست (قال) و نقل در معنی ازین طائفہ بیشتر از ان است کہ حصراً احصا کرده شود و یافته نمی شود
در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح چیزیکہ منافی و مخالف این باشد و رد کنند این را **قول**
(۱۱۰) اوسى مین ہے بسیارى را فیوض و فتوح از ارواح رسیده و این طائفہ را در اصطلاح
ایشان **اوسى خوانند قول** (۱۱۱ و ۱۱۲) شیخ الاسلام امام فخر الدین رازى ^{رحمۃ اللہ علیہ} سے ناقل چون می آید
از اثر نزد قبر حاصل میشود نفس او را تعلقی خاص بقبر خائخه نفس صاحب قبر را بسبب این
دو تعلق حاصل میشود میان هر دو نفس ملاقات معنوی و علاقہ مخصوص پس اگر نفس مرد زوی
تر باشد نفس زائر مستفیض میشود و اگر بعکس بود برعکس شود **قول** (۱۱۳ و ۱۱۴) مولانا
جامی قدس سرہ السامی حضرت سیدی امام اجل ^{رحمۃ اللہ علیہ} علاء الدولہ سے ناقلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل
درویشی از شیخ سوال کرد کہ چون بدن را در خاک ادا کر نیست و در عالم ارواح حجاب نیست چه
احتیاج است بسر خاک رفتن چه در ہر مقامیکہ تو جہ کن بر درجہ بزرگی تہاں باشد کہ سر خاک
شیخ فرمود فائدہ بسیار دارد کی آنکہ چون بزیارت کسی میرود چند آنکہ میرود و توجہ و زیادہ شود چون بفرات
بجس شہادہ کن خاک ادا حص او نیز مشغول او شود و بکلی متوجہ گردد و فائدہ ہمیشہ دہد و دیگر آنکہ
ہر چند ارواح را حجاب نیست و ہر چہاں اورا یمیت اما بآب و وضع تعلق بیشتر بود **مختصاً**
قول (۱۱۵ و ۱۱۶) سیدی جمال علی کے فتاویٰ سے مین امام شہاب الدین رٹلی سے منقول
للانبياء والرسول والاولياء والصالحين اغاثة بعد موتهم انبياء و رسل و اولياء و صالحين
بعد حلت بھی فرمادی فرمائی ہیں فصل یازدہم تصریحات علما مین کہ سلام قبور دلیل
قطعی سماع و فہم و علم دشور ہے **قول** (۱۱۷) امام عز الدین بن عبد السلام اپنی زبانی مین
فرمائی ہیں انا امرنا بالسلام علی القبر و لو کان الارواح تدرک لما کان فیہ فائدہ ہمین
حکم ہو کہ قبور پر سلام کرین اگر و حین سمجھتی نہ ہوتین تو بیشک ہمین فائدہ نہوتا **قول** (۱۱۸)
امام ابو عمر ابن عبد البر فی فیئ احادیث زیارۃ القبور و السلام علیہا و خطابہم مخاطبۃ
الحاضر و العاقل دالت علی ذلک **مختصاً** زیارت قبور اور ان پر سلام اور ان سے حاضر و عاقل

بی طرح خطاب کی حدیثیں اسپر دلیل میں قول (۱۱۹) شرح الصدور میں مثل قولین
 سابقین منقول قد شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یستلزم یسلموا علی اهل القبور
 سلام میں یخاطبونہ من یمیع و یعقل بدیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی
 امت کیلئے اہل قبور پر ایسا سلام مشروع فرمایا ہے جیسے سننے سمجھنے والوں پر خطاب
 کرتے ہیں قول (۱۲۰) امام علامہ نووی مشہاج میں امام قاضی عیاض کا قول دربارہ سلام
 موتی نقل کر کے فرماتے ہیں ہوا الظاهر المختار الذی یقتضیہ احادیث سلام القبر ^{ظاہر}
 و مختار ہے جسے سلام قبور کی حدیثیں اقتضا کرتی ہیں قول (۱۲۱) علامہ مناوی
 نے اسی امر کی دلیل بون نقل فرمائی فان السلام علی من کانت روحہ شال کہ جو کچھ اس
 سلام اصلاً معقول نہیں قول (۱۲۲) شیخ محقق مدارج النبوۃ میں سلام اموات کو
 حدیث سے نقل کر کے فرماتے ہیں خطاب بالکسیک ^{نور} و لفہر معقول نیست و نزدیک است
 کہ شمار کردہ شود از قبیلہ عدت چنانکہ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگتے قول (۱۲۳) مولانا علی قاری
 شرح النیاب میں دربارہ سلام زیارت فرماتے ہیں من غیر رفع صوت ولا اخفاء بالمرۃ لفوت
 الاسماع الذی ھو السنۃ بلندہ و از سے ہونہ بالکل استہجین سنانا کہ سنت ہی فوت
 ہو جائے **فصل دوازدهم** اہل قبور سے سلام اور انواع خطاب و کلام میں قول
 (نہم ۱۲ تا ۱۴) سنسک ^{۱۲۳} متوسط و سنسک ^{۱۲۴} متعسط و اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیری میں
 ہے واللفظ للاخیرین فانہ ابطکہ بعد زیارت سید عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ بھر
 ہٹ کر سرقس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل ہوا اور بعد سلام عرض کر مجز الی اللہ
 عننا افضل ماجزی اما ما عن امۃ نبیہ و لقد خلفتہ باحسن خلف و سلکۃ طایفہ
 و منہل خیر سلاک و قائلت اهل الودۃ و البدع و مہدت الاسلام و و مہدت
 الارحام و لم تنزل قائل الحق ناصر الاہل حتی اناک الیقین آپکو اللہ تعالیٰ جسے عزا
 و عوض نیک دے بہتر اوس عوض کا جو کسی امام کو اوس کے نبی کی امت سے عطا فرمایا ہو بیشک

آپؐ بہترین خلافت سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت کی اور بہترین روش سے
مقصود کی راہ و طریقہ پر پہلے آپؐ اہل ارتداد و بدعت سے قتال کیا آپؐ اسلام کو راستگی
دی آپؐ اسلام کو فتنہ و فساد سے ہمیشہ حق کو اور اہل حق کے ناصر رہے یہاں تک کہ آپؐ کو موت آئی
پھر سیدہ کرمہ مبارک حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاذ می ہوا اور بعد اسلام عرض کرے
جو اللہ اللہ هذا افضل الجلاء و رضی عنی استخلفک فقد نظر للاسلام و المسلمین
حیاء و مینا فلقلت الایام و وصلت الاسحام و قوی بک الاسلام کنت للمسلمین
اماماً ماضیاً و ہادیاً مہم۔ لیا جمعت شملہم و اغنیت فقیرہم و جہت کسیرہم اللہ تعالیٰ
ایک بہترین دلیل دے گا اور ان سے راضی ہو جائے گا آپؐ خلیفہ کیا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہ انھوں نے اپنی زندگی اور موت و ونون حال میں اسلام و مسلمین کی رعایت فرمائی آپؐ قیوم کی کتاب
اور حکم کا عمل کیا اسلام آپؐ سے قوت پائی آپؐ لمانون کے پسندیدہ پیشوا اور رہنما گراہ آیا
ہو آپؐ اور کما جتھا باندھا اور کما جتھون کو غنی کر دیا اور کما شکستہ دلی و دور فرمائی اسطرح
کتاب سبکدین بہت تعریفیں کی گئیں قول (۱۳۸ تا ۱۳۹) امام خطابی ذور بارۃ تلقین
فیہ الاذکر اللہ تعالیٰ و عرض الاعتقاد علی اہلیت (الی قولہ)
اول الذل و حسن اوہد کچھ صریح نہیں کہ وہ ہو کیا مگر اللہ تعالیٰ کی یاد اور میت پر عرض اعتقاد
اور یہ سب خوب ترین نقل و نقل ہے فی المرقاۃ بعینہ اسطرح ذیل جمع البحار میں مذکور و حسبنا اللہ العزیز
الغفور صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ الی یوم النشور فصل سیر و ہم
بن عرفین بیت کو تلقین اور اس سے عقائد اسلام یاد دلائل میں فصل دوم و ہم کی ایک صنف ہے کہ کہیں
بھی میت کو رسول اسلام و قیوم کا خطاب و کلام ہو گا لا ینفی عن بیان صرف علما حنفیہ کہ اقوال شمار کروں گا
شافعیہ تو قائل ہے قال تلقین میں الاس شاعر اللہ قول (۱۳۱ تا ۱۳۲) امام زاہد صفار نے
کتاب خطاب الخیر الاولین تصریح فرمائی کہ تلقین موتی سبک اہلسنت ہو اور منع تلقین
نہ سبب مستر ہے یعنی کہ وہ میت کو جہاد مانتے ہیں۔ امام حاکم شہیدؒ کافی اور امام خبازی فی حبانہ

میں اون سے نقل فرمایا ان هذا (ای منع التلقین) علی مذهب المعتزلة لان الاحیاء
بعد الموت عندہم مستحیل اما عند اهل السنة فالحدیث ای لقنوا موتاكم لا اله الا الله
محمول علی حقیقتہ لان اللہ تعالیٰ علی ما جاء به الانوار وقد روی عنہ علی الصلاۃ
والسلام اندامہما بالتلقین بعد الدفن الخ ذکرہ فی المختار عن معراج الدہلیۃ **قول**
(۱۳۵ و ۱۳۶) در مختار میں جو ہر چیز سے ہے و انہ مشرور عند اهل السنة بیشک تلقین
اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے **قول** (۱۳۷) بنایہ شرح ہدایہ میں نہ کیف لا یفعل **قول**
عنہ علیہ الصلاۃ والسلام اندامہما بالتلقین بعد الدفن تلقین کیونکر نہ کیجیگی حالانکہ نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہوا ہے بعد دفن تلقین کا حکم دیا اور حکا قول نفسانی شتم
میں اگر اہل سنت کے نزدیک تلقین اپنی حقیقتہ پر ہے۔ **قول** (۱۳۷ و ۱۳۸) اہل
اجل شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا لایومر بہ ولا ینفی عنہ تلقین کا حکم دینا اس سے
متذکرین نقل فی البنایۃ وغیرہ حلیہ میں ہے نقل کہے فرمایا ظاہر اندامہما سے **قول**
سے ظاہر اباحت ہے **قول** (۱۳۹) امام فقیہ النفس قاضیخان نے فرمایا ان کان التلقین
لا ینفع لا ینضم ایضا غیور تلقین میں اگر کوئی نفس جو نہ ہو نہ کہ نہیں پس جائز ہوگی تو
الذکور ان اور ظاہر ہے کہ نفی نفع برسیل تنزل ہو **قول** (۱۴۰ تا ۱۴۳) صاحب
فرما رہے ہیں انی سمعت استاذی قاضی خان محلی عن الامام ظہیر الدین منہ لقن بعض
الائمة و اوصانی بتلقینہ فلقنہ فیجوز من لے اپنے استاذ قاضیخان کو نہ کہ امام اجل
ظہیر الدین کبیر غسانی سے حکایت فرماتے تھے بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ تلقین فرمائی اور مجھے ان میں
کے لئے کی وصیت کی کہ میں نے انھیں تلقین کی پس جواز ثابت ہوا نقل فی شرح الفقہاء
اسی طرح صاحب حقائق نے بتصریح اسکو کہ تلقین بعد دفن بھی صاحب عیاب و نقل کیا
کہ فی الحلیۃ امام ابن امیر الحاج عبارت حقائق لکھ کر فرماتے ہیں، یغیب ان فعلہ راجع علی قول
یہ کلام استجاب تلقین کا سفید ہی پھر اوپر حدیث سے دلیل ذکر کر کے کہہ دے میں امام ابو

بہر حق
امام ابن امیر الحاج
فرماتے ہیں کہ
تلقین بعد دفن
جائز ہے

بن الصلاح وغیرہ سے اوسکا بوجہ شواہد و علم قدیم علماء شام قوت پانا نقل کرتے ہیں۔
 کہ السلفنا فی القصد الثاني قول (۱۴۷ و ۱۴۵) ضمیرات میں ہر شخص نفل بھما عند
 الموت وعند الدفن ہم دونوں تلقینوں پر عمل کرتے ہیں وقت نزع بھی اور وقت دفن
 بھی نقل فی القصد ^{۱۴۵} قول (۱۴۶) ذیل مجمع البحار میں ہر اتفاق کشید علی التلقین بہت
 علماء کا تلقین پر اتفاق ہے قول (۱۴۷) نور الایضاح میں ہر تلقین فی القبر مشروع
 مردے کو تلقین کرنا شروع ہے قول (۱۴۸ و ۱۴۹) علامہ طحاوی حاشیہ مختار
 میں کتاب التخبیص ^{۱۴۹} المزید سے ناقل التلقین بعد الموت فعلہ بعض مشایخنا ہمارے
 بعض شاخ موت کے بعد تلقین فرمائی قول (۱۵۰ تا ۱۵۲) جامع الرموز میں جو اس ^{۱۵۱} سے منقول
 سئل القاضی محمد الکرمانی عند قال ماراہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن
 وروی فی ذلک حدیثین قاضی مجد کرمانی سے دربارہ تلقین سوال ہوا فرمایا جوابات مسلمان
 اچھی سمجھیں خدا کے نزدیک اچھی ہے اور اس بارے میں دو حدیثیں روایت کیں قول
 (۱۵۳) طحاوی حاشیہ مراقی میں علامہ حلبی سے منقول کیف لا یفعل مع انکافہ
 فیہ بل فیہ نفع للبت تلقین کیونکہ نہ کی جائیگی حالانکہ اوسمیں کوئی نقصان نہیں بلکہ سیت کا
 فائدہ ہے قول (۱۵۴) کشف الغطا میں ہے بالجملہ بمقتضائے مذہب اہلسنت وجماعت
 تلقین مناسب ہے امام صفار کا ارشاد کہ سنوا رآنت کہ تلقین کردہ شود سیت بر مذہب
 امام اعظم و ہر کہ تلقین نہ کیو نہ پیدائیں اور بر مذہب ابن عمرال است کہ گویند سیت جہاد
 محض است و روح در قبر معاد نہیں شود نقل کر کے فرمایا و انچہ در کافی گفتہ کہ اگر مسلمان مردہ
 است محتاج نیست بسوی دے بعد از موت و گرنہ فائدہ نمی کند تا تمام است چہ با وجود
 اسلام احتیاج بسوئے تلقین برائے ثابت داشتن دل باقیست چنانچہ در حدیث آمدہ
 کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد از دفن فرمودی استغفار کنید برادر خود را و سوال
 کنید برائے وی تمبہت را بدرستی کہ الان سوال کردہ میشود ازوے الی آخرہ قول

(۱۵۶ و ۱۵۵) علامہ زبلی نے تبیین الحقائق میں دربارہ تکلیفین پہلے استحباب پھر جواز
 پھر منع تینوں قول نقل کر کے استحباب پر دلیل قائم کی اور بیشک تعلیل دلیل اختیار و تعویل
 ہے علامہ حامد افندی نے مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں فرمایا هو المرجع اذ هو المعنى بالتعلیل
 و لهذا علامہ شامی افندی تبیین کا یہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں ظاہر استدلال الاول
 اختیار یعنی قول استحباب پر دلیل قائم کرنے سے ظاہر یہی ہے کہ امام زبلی اوی کو مذہب
 تیار جانتے ہیں اور خود علامہ شامی کا کلام اختیار جواز و استحباب پر دلیل ہے کہ معراج الدرایہ
 سے عدم تلقین کا ظاہر الروایۃ ہونا نقل کر کے پھر اوسے معراج سے بحوالہ کافی و نہازیہ امام صفا
 کا وہ ارشاد نقل کیا ہے فتح کا حوالہ دیا کہ انھوں نے حدیث تلقین کو اپنی حقیقت پر محمول
 کرنے کی بہت تائید فرمائی پھر غنیہ سے لائے کہ حدیث میں تجوز ہے کہ تلقین سے منع نہ کرینگے
 کہ میت کو مفید ہے پھر زبلی کے کلام سے یوں استظہار کیا اور شارح نے جو مشروعیات
 تلقین کو قول اہل سنت کہا او سے مقرر و سلم رکھا واللہ تعالیٰ اعلم نکتہ جلیہ تمیم کلام
 و ازالہ اوہام میں اقول وباللہ التوفیق وہ الوصول الی ذریہ تحقیق طائفہ جدیدہ
 ان اقوال کے مقابل براہ تلبیس و مغالطہ منع تلقین کے اقوال پیش کر دیتے ہیں حالانکہ
 یہ محض جہالت بیزہ ہے ہم بیان نفس مسئلہ تلقین کی بحث میں نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ان
 علمائے مجوزین نے اور اک و سمع موتی مانا اور یہ امر اقوال مذکورہ سے یقیناً ثابت ذرا سمجھیں
 نہ کہ دیکھیں کہ ان ائمہ نے کیا پیچھاڑ مانی تلقین میت پھر یہ سیکھیں کہ تلقین کے معنی کیا ہیں
 تفہیم و تذکیر یعنی سمجھانا اور یاد دلانا کافی حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی پھر کسی ذی عقل
 سے پوچھیں کہ تفہیم و تذکیر حماد و دیوار کو ہوتی ہے یا سامع فہیم و ہوشیار کو۔ حاشا و کلا ہر
 سمجھ وال بچہ جانتا ہے کہ سمجھانا اور یاد دلانا ہرگز متصور نہیں جب تک مخاطب سننا سمجھنا
 نہ ہو اور جس کے اعتقاد میں ہو کہ مخالفہ عقل فہم رکھتا ہے نہ میرا کہا سنے پھر اس کے آگے بقصد
 تفہیم و تذکیر بات کرے وہ قطعاً مجنون و دیوانہ ہو گا لہذا یقیناً واجب کہ جو ائمہ و علمائے

استحاب خواہ ہوا از تلقین کے قائل ہوئے اور بخون نے بلاشبہ اس بات کو ایدہ و غریب بھی
کلام احیا سینے سے بچھٹا والا مانا اور اسی قدر مقصود تھا بملاف احوال میں کہ وہ رہنما رہے تھا
نوفید یہاں سے کہ ترک تلقین کی علت کیا انکار فہم و سماع ہی میں مخصوص نہیں جس کی غرض
خواجہ ایچھا پاسے کے کہ تلقین نہیں بلکہ وہ سبیت کو سمیع فہم بھی نہیں جانتا کی علت نہیں
کہ ہو سکی وہ بعض کے نزدیک عدم ثبوت ہو جیسا کہ حلیہ میں ہے نحو الشیخ علی الدین
ابن عبد السلام علیہ السلام علیہ السلام و کچھ امام غزالدین شافعی اسوجہ سے قائل نہیں
تہوئے کہ اگر کسی نے تو تکبیر و تحمیل ہی ادا کر دی وہ ہی امام غزالدین ہیں جبکہ ارشاد تو ہے
میں اگر رکوع مروی ہو کلام نہ سمجھتے ہوتے تو سلام نہ عرض نہ تو کہہ سکتے کیا ممکن
ہو کہ کسی کی وجہ انکی راس میں عدم فائدہ ہو یا نہ معنی کہ مراد بالہین ان کی تو نوریت
انہی اور سے پس یہ وہ توفیق ربانی نہیں سمجھ جو ایسی ہی قال اللہ تعالیٰ یثبت قلبہ اور
منو بالقول الثابت فی الخیرۃ فی النیابۃ فی الخیرۃ اور عیادۃ ایا اللہ نو عبد لہ و عبد لہ
تلقین کیجیے کیا فائدہ دیکھ یہ امام حاکم قال میں تسبیحی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی شرح دانی میں لکھا ہے
اسی پر مبنی کی احیاء قال ابن الشیرازۃ اقوالہ علیہ الصلوۃ والسلام لقولہ انہ اذا قال
لا اللہ الا اللہ من غیر ہن الموت و قبلہ من غیر ہن حیاتہ و هو قول الشافعی لا ینقض
و قبلہ من غیر ہن الموت و قبلہ من غیر ہن حیاتہ و هو قول الشافعی لا ینقض
انہ اذا قال لا اللہ الا اللہ من غیر ہن الموت و قبلہ من غیر ہن حیاتہ و هو قول الشافعی لا ینقض
بعض تالیف اگرچہ علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ یا کہ ہم نے اس میں اس میں موت علی الایمان نصیب کرتی ہے یہ
ہے کہ اب عاقبت نہیں غیر مسلم کہ وہ وقت ہول و دہشت کا ہے بخاری تذکرہ اور خدا کے ذکر سے
ال بیت کا قوی ہر گاہ کہ وہ جس بندہ کی رحمت سے کہنے کی قال اللہ تعالیٰ لا یذکر اللہ قط من انزلہ
من اور خدا کی یاد سے کہہ جائے ہیں دل) اس میں یہی علی اللہ علیہ وسلم بعد دفن حکم دیت ہیست
آئیے خدا سے ثابت ہوگا اب اس سے سوال ہوگا کہ اگر فی المقصد الاول شیخ الاسلام کا

حکام قدس ۱۵۴ میں جس کے دروازے شریک الی النور میں فرماتے ہیں غیبی ماحول
اور نہ مطافاً موعود (ان غیر فائدہ التنبیہ البیان) نعم اللہ لا صلاحہ (روحی
حسب الیہ) ماحول عدا الوقت استغنیہ وکفاج الیہ سبب الحان السوال
فی النور وہ موطنہا شریک الطحوط وای علامہ کہیں طبعی کا جواب اسی مسئلہ میں گزرا
تو تین میں سے کونسا ہے کہ خدا سے اس کی جیسی ہے کہ فقیر کتابت حضرت توفیق اگر ہم
فائدہ دینا چاہیں تو فقیر کوین تو مبادی و اقسام حضرت کے سبب سبب عقل و جان کے تقدیر
آپ میں رسول مرصوف تو آپ ہی طبعی و نہ کیا حاصل قرص جب واضح و میں کہ تین سے ہم
برساخت بیت محال اور اس کا کیا کہ فی سہولین حضرت نہیں تو بقیہ ثابت کہ اقوال جواز بکار سب پر دلائل
سالیح اور اقوال ترکہ میں نہیں اسرا مضر نہیں پھر ان کے مقابل اور ان کا پیش کیا گیا جاسے کہ
میں میری کی سفاست کے اور یہ قدیم چالاک ان حضرات کی ہے جہاں کسی امر کے اثبات کو بعض ملک
اور اقوال حکما ملتے اس امر کا ماننا ہو پیش کیجی اور وہ مسئلہ مختلف فیہا ہو تو یاد دوسری طرف کے
قول نقل کر لیا گیا یہ نہیں دیکھتے کہ نقل نزاع کیا تھا اور موضوع استدلال کونسا مقدمہ ہے
کہہ تو یہ تھا کہ یہ امر ثابت ہے ولہذا فلان فلان الہ نے اسیر فلان بات میں کی اس کا یہ کیا جواب
کہ فلان فلان نے وہ بنا نہائی کیا انکار بنا انکار میں کوہ تلزم ہوتا ہے واقعی سلاست عقل پر جو درست
جسے خدا سے بالحد التوفیق یہ نکتہ واجب الحفظ ہوگا اس سے مخالفین کی بہت چالاکیہ کا حال
اٹھتا ہے واللہ البادی فائدہ جمیلہ تنقیح مسئلتین میں اقول وباللہ تعالیٰ استعین
نفس محبت تلقین کی نسبت استطراد اتنی بات اور سمجھ لیجیے کہ ظاہر الروایہ میں اگر لایعین یا غیر
شروع آیا بھی ہو تو وہ مخالفت و عدم جواز کے لیے تعین نہیں آخر میں سنا کہ امام محمد بن ابی یوسف
عمود نے ذخیرہ میں بروایت امام محمد بن زبیب حضرت محمد بن الحسن امام الامام مالک مالک مالک حضرت
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا کہ سجدہ شکر مشروع نہیں اور علماء نے اسے نہ کیا
عدم وجوب لی اشباہ میں ہے سجدہ شکر حائلۃ عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ

لا واجبة وهو معنى ما روى عنه الفايديست مشتملاً على وجوبها وافتراء عليه العلامة
 السيد الحموی فی فہر العیون والسیدان الفاضلان احمد الطحطاوی ومحمد الشامی
 فی حواشی الدرر فتاوی جمہ میں فرمایا عندی ان قول الامام محمول علی الإيجاب وقول
 محمد علی الجوزی والاستحباب فیہل بہما لا یجب بکل نعمۃ سجدة شکر کما قال ابو حنیفہ
 ولكن يجوز ان یسجد سجدة الشکر فی وقت سر نعمۃ او ذکرتہ فشرکھا بالسجدة وانہ
 غیر خارج عن حد الاستحباب ام نقلہ فی حاشیۃ المرقی وقبلہ المحلی فی الغنیۃ سی
 ذخیرہ میں فیما یرید لایعوز التلمیذ اذا قرأ علی استاذہ ودر مختار میں او سے نقل کر کے کہا ای
 لا یسجد نہ میں کہا نہیں مافی الذخیرۃ فی المشرعیۃ وعدمہا بل فی الاستئذان وعدمہ
 یو نہیں ہمارے ائمہ سے دوبارہ عقیقہ لایعق منقول علمائے کرام فرماتے ہیں او سے سنتی

وجوبہ و استئذان میں اور اباحت ثابت فتاوی خلاصہ میں سے لایعق عن الغلام وعن
 الجواز یرید انہ لیس بواجب ولا سنتہ لکنہ مباح اسی طرح جامع کتب میں مثل ہدایہ وفتاویہ
 وفتاویہ وبدایع ونبیہ وفتاویہ وفتاویہ وفتاویہ وفتاویہ وفتاویہ وفتاویہ وفتاویہ وفتاویہ
 کے بارہ میں امام اعظم و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہما کا قول بلفظ لایاتی ولا یسمی ذکر کیا
 پھر محققین تصدیق فرمائی کہ اس سے مراد فی سنت ہے بخلاف امام محمد کہ قائل استئذان میں
 ہی کہ سنت و مخالفت وہ کسی کا مذہب نہیں کہ پڑھنا بالاجماع بہتر ہے جیسا کہ ذخیرہ و مجتبی و بحر و نہر
 و حاشیہ و در اللغات الشریعہ و شرح علانی و حاشی شامی و طحاوی و غیر ہا میں وضع عاشر غری و ترمذی
 نے فرمایا ابی الفاتحہ و السوئے محقق علانی نے لاکے بعد لفظ تسنیر ہا دیا پھر فرمایا و لانکرہ اتفاقاً طحاوی
 نے فرمایا بل الخلاف فی اندوہی لکان حسناً فہر الرائق میں جو الخلاف فی الاستئذان امام اعم
 الکراۃ تنفق علیہ و لہذا صرح فی الذخیرۃ و المجتبی بانہ ان سہی بذ الفاتحہ و السوئے کان
 حسناً عند ابی حنیفہ الا پھر امام صفار کا ارشاد میں چکے کہ مذہب امام میں تلقین مناسب یا امام
 امام صرف بعد اسطہ و شاگرد صاحب میں امام نصیر بن نجی سوا خد علم کیا و هو عن ابن سماعۃ

والش بن مالک و سہارن و چند سب میں نے امام ابو حنیفہ سے عرض کی کہ جو ارشاد فرمایا ہے
 اگر آپ کی ایک راس ہو اور ہدیق البر کی راسے اسکے خلاف ہو کیا آپ اپنی راسے لگی راسے کے
 آگے چھوڑ دینگے فرمایا ہاں میں نے عرض فاروق کی نسبت پوچھا نہ ظاہر ہاں اور یوں میں نے اس راسے
 نشان غنی و علی مرتضیٰ و باقی تمام صحابہ کی راسے کے آگے ترک کر دینگے ابوبکر و عمر و عثمان بن عفان
 و سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے۔ بلکہ علامہ ابن امیر الحاج توحید میں فرماتے ہیں کہ سب
 مسئلہ میں ایک صحابی کا قول مردی ہو اور دیگر صحابہ سے اور کیا خلاف نہ آئے وہ مسئلہ ہاں کہ
 ظہر بجا حیث قال الصحیح قولنا لما روی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال فی مسائل
 جنب یتلوم فی آخر الوقت ولہ مرد و عن غیرہ من الصلوات بخلافہ فیکون اجماعاً
 بہر حال انکار اگر عدم ثبوت پر مبنی تو ثبوت حاضر اور نفی نفع پر مبنی تو نفع ظاہر ان یہ رہ گیا نہ فہم
 و سماع موتی کا انکار کیجیے یہ بیشک اصول مستزہی پر درست ہو گا و لہذا بحر العلوم نے فی ظہر
 اس بناء پر کہ مرد و نہیں سنتا تلقین نمازنا مذہب باطل ہو گا سیاقی اللہ انشاء اللہ تعالیٰ لا ہم
 عماد حنفیہ سے یہ علمائے دین وائمہ ناقدین جنہیں امام صفار و حاکم شیعہ و خمس الائمہ و فقہ کبار
 و تحقیق النفس و غیر ہم ائمہ مجتہدین ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو ازواج و استجابات جنہیں کے
 قائل ہوئے اور بالیقین وہ سب سے زیادہ روایات و درایات مذہب پر آگاہ تھے اور قطعاً اور
 باعدلاً کوئی دلیل نہیں اور بیشک اوسین احیاء و اموات مسلمین کا نفع ہی ذکر خدا پر نعم
 اعداد سے بھر دیا گیا ہے شرفی درجہ اتنا سہی کہ کئی مرتبہ و کلا ہی عنہ باقی عدم جواز
 یا مالمات عاشق اللہ محض بلے حجت و من ادعی فقلید البیان عندنا عندی و العلم
 بالحق عند ربی و اللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم فصل چہارم میں اصل مسئلہ
 مسئلہ مسائل میں یعنی ارواح کرام کو نہ اور اوست تو سل و طہیب و طہیبہ فصل
 بھی فصل دوم کا ایک حصہ جو کہ بیان کئی کلام سلام کے ہے اس پر مگر شافعیان فصل تلقین بوجہ جہت
 با نشان ہو چکا فصل چہ گانہ قرآنی و اللہ العلیق قول (۱۵۹ تا ۱۵۷) سیدی خواجہ

ناظر فی فصل الخطاب چیر شیخ محقق بذب القلوب بین ناقل قبل التوضیح فی الله تعالیٰ
 علی کلام اذا نزلت واحد منکم فقال دن من القبر وکبر الله اربعین مرتبہ قال السلام
 علیکم یا علی بیت الرسله الی مستشفعکم و مفیدکم امام علی و اولاد فی و مسائل
 و حاجت و اشهد الله الی مومن بسرکم و علائیکم و الی ابی ابرو الخ الله تعالیٰ من حدو
 محمد و آل محمد من الجن و الانس یعنی امام ابن الامام ابن الامام الی تنہ باؤ کرام علی موسیٰ
 بنارضی الله تعالیٰ عنہم و عنہم جمیعاً سے عرض کی گئی تھی ایک کلام اسیم فرمایا کہ اہل بیت
 کی زیارت میں عرض کیا کروں فرمایا قبر سے نزدیک ہو کر چالیس بار تکبیر کہہ پھر عرض کر سلام
 آپ کی ولایت رسالت میں آپ شفاعت چاہتا اور آپ کو اپنی طلب و خواہش و سوال
 و حاجت کے آگے کرتا ہوں خدا گواہ ہے مجھے آپ کے باطن کی کم و غایب ظاہر ہر چیز دل سے
 اعتقاد ہے امین اللہ کی طرف بری ہوتا ہوں اور سب جن و انس پر جو محمد و آل محمد سے
 دشمن ہوں علیہ السلام تعالیٰ علی محمد و آل محمد و بارک وسلم امین قول (۱۶۰) و (۱۶۱) و (۱۶۲)
 جمال کی قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہے سئل عن یقول فی حال الشدائد
 یا رسول الله و یا علی او یا شیخ عبد القادر مثلاً یا علی یا محمد یا علی یا محمد یا علی یا محمد
 نعم الاستغاثۃ بالاولیاء و نداؤہم و التوسل بہم ام یشرع و مرغوب لایس
 الامکان و معاند و قد حرم بركة الاولیاء الکرام و سئل شیخ الاسلام انہما دیا
 الی علی الانصاری الشافعی عما یقع من العامة من قولہم عند الشدائد یا شیخ یا علی
 و غیر ذلک من الاستغاثۃ بالانبیاء و المرسلین و الصالحین و اما یحب بما انصہ
 الاستغاثۃ بالانبیاء و المرسلین و الاولیاء و العلماء الصالحین و غیر ذلک من الاستغاثۃ
 بکسے سوال ہوا اوس شخص کے بارے میں جو غیبیوں کو وقت کہتا ہے یا رسول اللہ یا
 یا شیخ عبد القادر مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں میں نے جواب دیا ہاں اولیائے
 مدد مانگنی اور غیب میں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع و شے مرغوب ہے پر

انکار نہ کر چکا کر سہ و عزم یا دشمن انصاف اور بیشک وہ بکرت اولیائے کرام سے محروم ہے
شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی سے استفادہ ہوا کہ عام لوگ جو غمخیزوں کو وقت
مثلاً یا شیخ فلان کہہ کر پارتے ہیں اور انبیا و اولیا سے فریاد کرتے ہیں اسکا شرع میں کیا
حکم ہے امام ممدوح نے فتویٰ دیا کہ انبیا و مرسلین و اولیا و علمائے صالحین سے روانے
وصال شریف کے بعد بھی استعانت و استمداد جائز ہے قول (۱۶۲) علامہ خیر اللہ

والدین رملی حنفی استاذ صاحب درختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فتاویٰ سے خیر یہ ہیں فرمایا
قولہم یا شیخ عبد القادر نداء فما الموجب لحرمتہ اھ ملخصاً لوگون کا کہنا یا شیخ
عبد القادر یہ ایک ندائے پھر اسکی حرمت کا سبب کیا ہے قول (۱۶۳)
سیدی احمد زروق رحمی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر علما و اولیائے دیار مغرب سے ہیں اپنے
قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں سہ ان المریدی جامع لشتاتہ : اذا ما سطا جوارحہ
بنکبہ : وان کنت فی ضیق و کرب و حشۃ : فناد بیا زروق آت لہم عتد میں اپنی
مریکی پریشانیوں میں جمعیت بخشے والا ہوں جب تک تم زمانہ اپنی نحوست سے اوسپر تعدی
کرے اور اگر توتنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں نذاکر یا زروق میں فوراً موجود ہو گا
شاہ عبد الغفر صاحب دہلوی اس شیر الہی کا حال اپنی کتاب بہستان الحدیث میں یوں
لکھتے ہیں شیخ اوسیدی زیتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در حق او بشارت و اوہ کہ او از ابدال

سیدہ است و با وصف علو حالی ظن تصانیف او در علوم ظاہرہ نیز نافع شدہ و مفید و کثیر
اقتادہ پھر شمار تصانیف کے بعد لکھا یا بحر مریے جلیل القدریست کہ مرتبہ کمال و فوق
الذکر است و او از محققان صوفیہ است کہ میں الحقیقۃ و الشریعۃ جامع بودہ اند و بشارت
و اجازہ علما متفقہ و مباہی بودہ اند مثل شہاب الدین قسطلانی کہ سابق حال او مذکور شدہ
و شمس الدین قفانی الخ پھر کہا و او تصنیفہ ایست بطور قصیدہ جہلانہ کہ بعضے ابیات
او انیسٹ اور وہی دوبیت مذکور نقل کیں قول (۱۶۴ و ۱۶۵) امام ابن الحاج

امام ابن النعمان کی سفینۃ النجاة سے ناقل الدعاء عند قبور الصالحین والتشفیع بہم
معمول یہ عند علمائنا المحققین من ائمة الدین قبور الصالحین کے پاس دعا اور توسل
شفاعت چاہنا ہمارے علمائے محققین کے دین کا معمول ہے قول (۱۶۶ تا ۱۷۰)
لباب و شرح لباب واختیار فتاویٰ ہندیہ میں ہے واللفظ الاولین فانہ اتم بعد
زیارت فاروقی بقدر ایک بالشت کے سر جانے کی طرف پلٹے اور وزیرین جلیلین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑا ہو کر بعد اعادۃ سلام و ذکر آثار اسلام عرض کرے جو اکما اللہ
عن ذلک مرافقہ فی جنتہ وایا نامعکم برحمتہ الذی ارحم الراحمین وجزاکما اللہ عن
الاسلام واصلہ خیر الجزاء جتنا یا صاحبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زائرین
لنبینا وصدیقنا وفاروقنا وحقنہ توسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لیشفع لنا الی ربنا اللہ تعالیٰ آپ دونوں صاحبوں کو ان نبیوں کو عرض
اپنی جنت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے اور آپ کے
ساتھ ہمیں بھی بیشک وہ ہر ہر واسے سے زیادہ مہربان ہے اللہ آپ دونوں کو اسلام
والہ اسلام کی طرف سے بہتر بدلہ دے فرمائے۔ اسی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
دونوں بار و ہم اپنے نبی اور اپنے صدیقین اور اپنے فاروق کی زیارت کو حاضر ہوئے
اور ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آپ دونوں سے توسل کرتے ہیں تاکہ حضور
ہمارے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیں (اسی طرح مدخل میں ہے توسل بہما
الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبقدر ما یجوز یدایہ شفیعین فی حوائجہ یعنی
حضرات شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توسل
کرے اور انھیں اپنی حاجتوں میں شفیع بنا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
آگے کرے) قول (۱۷۱) اشعة الطمعات میں فرمایا لیت شعری چه میخوانند ایشان
باستعداد و اداد کہ این فرقہ سکرند انرا آنچه مای تمیم انان انیست کہ داعی دعا کند خدا

و توسل کن بر روحانیت این بنده مقرب یا نذا کند این بنده مقرب را کدای بنده
 خدا دلی و شفاعت کن مراد تجو از خدا که بدیده رسول و مطلوب مرا اگر این معنی موجب شرک
 باشد چنانکه منکر زعم میکند بیاورد که منع کرده شود توسل و طلب دعا از دوستان خدا
 در حالت حیات نیز و این مستحب و مستحسن است با تفاق و شائع است در دین آنچه
 مروی و محکی است از مشایخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل و استفاده از ان خارج
 از حد است و مذکور است در کتب و رسائل ایشان و مشہورست میان ایشان حاجت
 نیست کہ آزاد کنیم و شاید کہ منکر استعصم شود و کند او کلمات ایشان عا فاما اللہ من واک
 کلام در مقام بعد از طاب کشید بر غم منکران کہ در قرب این زمان فرق پیدا شد اند کہ منکر اند
 استمداد و استعانت را از اولیائے خدا و متوجہان بجناب ایشان را مشرک بخدا و عبدہ
 اصنام میدانند و میگویند آنچه میگویند اہل قطعاً و تشریح عربی میں اس مضمون
 اخیر کو یوں ادا فرمایا انما اطلبنا الکلام فی هذا المقام رغبا لا نف الذکورین فانه قد حدث
 فی زماننا شر ذمۃ ینکرون الاستمداد من الاولیاء و یقولون ما یقولون و ما لہم
 علی ذلک من علم ان ہم الا یخضعون ہمینہ اس شام میں کلام طویل کیا منکر وں کی ناک
 خاک پر گرنے کو کہ ہمارے زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات
 اولیاء سے مدد مانگنے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اور انھیں اس پر کچھ علم نہیں
 یہ ہیں اپنے سے اکلین و ڈراتے ہیں اس سطر حذب القلوب شریف میں معنی توسل
 و استمداد پر وجہ مذکور بیان کر کے فرمایا و رد نص قطعی دروی حاجت نیست بلکہ
 عدم نص بر منع آن کافیست قول (۱۷۲) شیخ الاسلام جنھیں ماۃ مسائل میں
 علمائے محدثین سے شمار اور انکی کتاب کشف الغطا پر جا بجا اعتماد و اعتبار کیا کسی کشف
 الغطا میں فرماتے ہیں انکار استمداد را دجی صحیح کنی ناید بلکہ از اول امر منکر شوند بخلق
 روح و بدن را بالکلیہ و آن خلاف منصوص است و برین تقدیر زیارت و رفتن بقبور

استمداد کا منکر نصیب ہوا و اولیائے بے افتاد

استمداد کا منکر نصیب ہوا و اولیائے بے افتاد

استمداد کا منکر نصیب ہوا و اولیائے بے افتاد

استمداد کا منکر نصیب ہوا و اولیائے بے افتاد

نعم و بمعنی گردد و این امری دیگر است کہ تمامہ اخبار و آثار دال بر خلاف آنست و نیست
سورت استمداد مگر ہمیکہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الہی تعویذ و توسل و روضات
بندہ مقرب یا ندگذاں بندہ را کہ ای بندہ خدا و فی وی شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا امتحا
مطلوبہ در و در هیچ شائبہ شرک نیست چنانچہ منکر و ہم کردہ او بالانتقاط قول (۱۷۳)

سیدی محمد عبدی مدخل میں در بارہ زیارت قبور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام
فرماتے ہیں یا اے الیہم الزا و تعالین علیہ قصد ہم من اہل ماکن البعیدۃ فاذا جاء الیہم
فلیقفت بالذل والاکسار والمسکنۃ والفقر والفاقة والحاجۃ والاضطرار والخضوع
والمستغیث بہم و یطلب حولتہ منہم و یخرجہم الاجابۃ بکہم فانہم باب اللہ
المفتوح وجہت سنتہ سبحانہ و تعالیٰ فی قضاء الحاجج علی ایدہم و بسببہم
زائر او نکلے آگے حاضر ہو اور اسپر متعین ہے کہ دور دراز مقاموں سے اونکی زیارت کا قصد کرے

پھر حجب حاضری سے شرف یاب ہو تو لازم ہے کہ ذلت و انکسار و محتاجی و فقر و فاقہ و حاجت و
بیچارگی و فروتنی کو شعار بنائے اور اونکی سرکار میں فریاد کرے اور اونسے اپنی حاجتیں مانگے اور
یقین کرے کہ اونکی برکت سے اجابت ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے درکشادہ ہیں اور سنت
الہی جاری ہے کہ اونکے ہاتھ پر اور اونکے سبب سے حاجت روائی ہوتی ہے والحمد للہ رب العلمین
فصل پانزدہم بقیہ تشریحات سماع اموات میں قول (۱۷۴ تا ۱۷۸) امام خاتمہ

المجتہدین نقی الملت والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفا السقام کے باب تاسع فی
حیۃ الانبیاء میں ایک فصل مادر فی حیۃ الانبیاء دوسری فصل حیات شہداء میں وضع کر کے
فصل ثالث تمام اموات کے سماع و کلام و ادراک و حیات میں وضع کی اور اوسمیں احادیث
صحیحہ صحیح بخاری مسلم وغیرہما سے علم و عمل موطی ثابت کر کے فہما علی الجملة ہذہ الامور ممکنہ
فی قدرۃ اللہ تعالیٰ وقد ورت بہا الاخبار الصحیحة فیجب التصدیق بہا بالجملہ
سب امور قدرت الہی میں ممکن ہیں اور بیشک اونکے ثبوت میں صحیح حدیثیں وارد ہیں

دور دور سے قصد اہل بیت

حاجت الیہ

سنت الہی جاری ہے کہ اہل بیت پر حاجت روائی ہوتی ہے

تو انکی تصدیق واجب ہے (فصل اول میں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی
تحقیق کر کے آخر میں فیما اما الادراکات کا علم والسماع فلا شک ان ذلك ثابت
لسائر الموتی فلیکف بالانبیاء یہ ہے اور اگر کہتا جیسے علم وسیلہ یقیناً تمام اموات کے لیے
ثابت ہیں پھر انبیاء تو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام امام جلال الدین سیوطی نے شرح
المصدر میں اوس جناب کا یہ قول نقل کیا کہ تقریر فرمائی امام زین الدین مراغی جنھیں شرح
مواہب میں المحدث العالم الشہر یہ لکھا اوس جناب کی یہ تحقیق انیق نقل کر کے فرماتے ہیں
اندر کما یخبر وجودہ وفي مثله فلیتأمل المتنافسون یہ نایاب تحقیق ہے اور چاہیے کہ
ایسی ہی چیزیں نہایت رغبت کریں رغبت کریں اے امام احمد قسطلانی نے مواہب شریف
میں امام سبکی کا وہ ارشاد میں اور امام زین الدین کی یہ جلیل تحسین استناد نقل کی
پھر علامہ عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب میں اوسکی تقریر و تائید میں حدیثیں نقل کیں
قول (۱۷۹) امام مدوح نے باب مذکور کی فصل خامس میں فیما یرکان المقصود بهذا
کذا تحقیق السماع ونحوہ من الاعراض بعد الموت فانه قد یقال ان هذه الاعراض
مشرطہ بالحیوة فلیکف تحصل بعد الموت وهذا خیال ضعیف لانا لاندعی ان
الموصوف بل موت موصوف بالسماع وانما ندعی ان السماع بعد الموت حاصل
لہی وهو اما الروح وحدہا حالۃ کون الجسد میتا او متصلۃ بالبدن حالۃ وجود
الحیۃ الیہ اس سب سے مقصود موت کے بعد سماع وغیرہ صفات کی تحقیق تھی کہ بعض
لوگ کہنے لگتے ہیں ان اوصاف کے لیے زندگی شرط ہے تو بعد موت کیونکر حاصل ہونگی
حالانکہ یہ پوری خیال ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ جو چیز مردہ ہے وہ سنتی ہے بلکہ یہ کہتے ہیں
کہ بعد مرگ سماع اوسکے لیے ثابت ہے جو زندہ ہے یعنی روح یا تو تنہا وہی
جب بدن مردہ ہو یا جسم سے متصل ہو کہ جب حیات بدن کی طرف نمود کرے قول
(۱۸۰) علامہ قولوی سے جذب القلوب میں ہے کہ انھوں نے بہت احادیث

یہ تحقیق
درجہ میں
علامہ قولوی

ذکر کر کے فرمایا جمیع این احادیث دلالت دارد بر آنکہ اموات ملاقا و سماع حاصلست و
 شک نیست کہ سماع از اعراضی است کہ مشروط است بحیات پس ہمہ چی اند و لیکن حیات
 ایشان در مرتبہ کمتر از حیات شہداء است و حیات انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کاملتر از
 حیات شہداء است قول (۱۸۱ و ۱۸۲) امام قرطبی پھر امام سیوطی قبر کے پاس قرآن
 مجید پڑھنے کے مسئلہ میں فرماتے ہیں وقد قيل ان ثواب القراءة للقاري وللमित ثواب
 الاستماع ولذلك تلحقه الرحمة قال الله تعالى واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا
 لعلكم ترحمون ولا يبعد من كم الله تعالى يلحقه ثواب القراءة والاستماع معاً
 بتحقيق کہا گیا کہ پڑھنے کا ثواب قاری کو ہے اور میت کیلئے اسکا اجر ہے کہ اس نے کان
 لگا کر قرآن سنا اور اسی لیے اس پر رحمت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فائز ہے جب قرآن
 پڑھا جائے تو کان لگا کہ سنو اور چپ رہو شاید تم پر مہر ہو اور کچھ یہ بھی غلطی کے کرم سے
 دور نہیں کہ مردے کو قرات و استماع دونوں کا ثواب پہنچائے اقول ثواب قرات
 پہنچے پر جزم نکرینکا باعث یہ کہ وہ شافعی المذہب ہیں اور سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب نہیں پہنچتا مگر جمہو اہل سنت قائل اطلاق و عموم ہیں
 اور یہی مذہب ہمارا امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے یہاں تک کہ خود محققین شافعیہ نے
 اسکی ترجیح و تصحیح کی منہم السيوطي في انيس الغريب تو ہمارے نزدیک شک نہیں کہ میت
 کو تلاوت کا بھی ثواب ہے (قول ۱۸۳) مرقاة میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام
 کے علم و سماع کا ذکر کر کے فرماتے ہیں سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والكلام
 سب مردے سلام و کلام سنتے ہیں پھر فرمایا یہ سب مسائل احادیث صحیحہ و آثار مرسلہ
 ثابت ہیں قول (۱۸۴) علامہ حلبی سیرۃ النبی ان العیون میں امام ابو الفضل
 خاتم الحفاظ سے ناقل ہے سماع موتی کلام الخلق حتی قد یجاءت به عندنا الآثار
 فی الکتاب۔ اموات کا کلام مخلوق کو سننا حتیٰ ہر بیشک اس باب میں ہمارے پاس

کتابونین حدیثین آئین قول (۱۸۵) ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی
 مرحوم ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں انکار التلقین بناء علی ما قبل ان الميت لا یسمع
 مذهب باطل اس بنا پر کہ بعض سے کہا مرده نہیں سنتا تلقین سے انکار مذہب
 باطل ہے (قول ۱۸۶) زہر الربی شرح سنن نسائی میں ہے تحقیق و تفصیل نقل فیما یل
 فثبت بهذا ان لا منافاة بین کون الروح فی علیین او الجنة او السماء وان لها بالبدن
 اتصلا بحیث تدارک و تسمع و تصی و تقر و اما لیست غراب هذا الکون الشاهد
 الدنیوی لیس فیہ ما یشاہد هذا او امور البرزخ و الآخرة علی منط غیر المألوف فی
 الدنیا تو ثابت ہوا کہ کچھ منافات نہیں اس میں کہ روح علیین یا جنت یا آسمانوں میں ہو
 اور اوس کے ساتھ بدن سے ایسا اتصال رکھے کہ سمجھے سے نماز پڑھے قرآن مجید کی تلاوت
 کرے اس سے تعجب یوں ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی بات اسکے مشابہ نہیں پاتی حالانکہ
 برزخ و آخرت کے کام اوس روش نہیں جو دنیا میں دیکھی بھائی ہے (قول ۱۸۷ تا ۱۸۹)
 علامہ عبد الرؤف تیسیر میں قائل اور مولانا علی قاری مرقاۃ میں قاضی سے ناقل واللفظ
 للمناوی النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملأ الا
 ولم یبق لها حجاب فتروی و تسمع الكل كما لمشاهد پاک جانین جب بدن کو علا تو شرو
 جدا ہوتی ہیں ملأ اعلیٰ سؤل جاتی ہیں اور ان کو یہ کوئی پردہ نہیں رہتا سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے
 سامنے حاضر ہے قول (۱۹۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث لا یسمع مدی
 صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئی الا شہد له یوم القيمة محدث علامہ ابن
 ملک سے منقول تکذیر ہما فی سیاق النفی لتعمیم الاحیاء والاموات یعنی حدیث شریف کا
 یہ مطلب ہے کہ زندہ جن اور زندہ آدمی اور مردہ جن اور مردہ آدمی جتنے لوگوں کو مؤذن کی آواز پہنچی
 ہے اور وہ اوسکی اذان سنتے ہیں سب روز قیامت اوسکے لیے گواہی دینگے یہاں
 تصریح ہوئی کہ بعد موت علم و سماع کا باقی رہنا کچھ بنی آدم سے خاص نہیں جنکے لیے بھی

حاصل ہوا اور واقعی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ لہذا ہم انہیں مختص قول (۱۹ تا ۱۸)

امام اسمعیلی پھر امام بیہقی پھر امام سہیلی پھر امام عسقلانی پھر امام قسطلانی پھر امام علامہ شامی پھر علامہ زرقانی نے سماع موتی کا اثبات کیا اور دلیل انکار سے جواب دیے کہ

یظهر بالمرأۃ للاحترشاد والمواعظ وشتمہا وغیر ذلک من اسفار العلماء موایب
ملین امام ابن جابر سے بھی اثبات سماع نقل کیا امام کہ ماتی امام عسقلانی امام عینی امام قسطلانی
نے شروح صحیح بخاری اور امام سخاوی امام سیوطی علامہ طبری علی قاری شیخ متقی وغیرہم
علمائے اوسکی تحقیق فرمائیں۔ از انجا کہ یہ اقوال اون سباحت سے متعلق جنہیں اس رسالہ
میں دور رسندہ پچھول رکھا ہے ہذا لو ان نقل عبارت ملتوی رہی والدہ الموفق (قول ۱۹۹)۔

جذب القلوب شریف میں ہے تمام اہلسنت وجماعت اعتقاد دارند بنبوت اور اکانت مثل
علم و سماع مر سائر اموات را (قول ۱۰۰) جامع البرکات میں فرمایا مسہودی میگوید کہ
تمام اہلسنت وجماعت اعتقاد دارند بنبوت اور اکانت مثل علم و سماع لہم سائر اموات را از انجا
بشر اتمی و الحمد للہ رب العلمین فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے جن فتوائے مکہ و علیا
کے اسمائے طیبہ گناہے تھے محمد اللہ انکے اور انیسے علاوہ اور انکے بھی اقوال عالیہ و درو
شمار کر دیے اور ایفا و وعدہ سے سبکدوش ہوا۔

تنبیہ۔ ناظر گمان نہ کرے کہ ہمارے تمام دلائل میں اسقدر بلکہ جو نقل نہ کیا وہ بیشتر اکثر
پیر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس رسالہ میں یہ التزام بھی رکھا کہ جو آثار و احادیث و اقوال علماء
قدیم و حدیث خاص حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
حیات عالی و علم عظیم و سماع جلیل و اجر کیم میں وارد و انہیں ذکر نہ کرے تین وجہ سے اولاً
مسلمانوں پر نیک گمان کہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی کلمہ گوش
سائر اموات بخانیکاں باب طائفہ کہ ارواح موتی کو حجاب سمجھتے ہیں شاید یہاں اس کلمہ
مغضوبہ و مغضوبہ سے انہیں بھی احتراض ہو اور معاذ اللہ جسے نہ تو استغفر اللہ ایسا

شفی لیم قابل کلام و خطاب نہیں بلکہ اوس کا جواب اللہ کا عذاب والعیاذ باللہ رب العالمین
 ثانیہ اللہ فقیر کو حیاتی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک الہی بحث لا ونعم من
 بطور غور شامل کرے ہاں دوسرے کی طرف سے امتداد ہو تو اظہار حق میں مجبوری ہے
 ثالثہ بیان دلائل کی وہ کثرت کہ لفظ نفی بیان سے عاجز ہیں کھین اقوال یہ قناعت
 پس کہ جس سرکار کے غلام ایسے العظمت بعد اوس کا جو چھٹائی کیا ہر آخر انھیں یہ مدارج
 و مدارج کسے عطا کیے اسی سرکار بعد قرار ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دلی آلہ و صحبہ ابنہ
 الاکرم سیدی و مولائی الفوت العظمیٰ و الحمد للہ رب العالمین **نوع دوم** اقوال کبار
 و عمائد خاندان عزیزی میں۔ یہاں اقوال مختلط مذکور ہونگے ناظر ادنیٰ مطالب کو تفصیل
 نوع اول یہ تفصیل کرے سر دست **تتمو مقال** اونکے بھی حاضر کرتا ہوں و باللہ
 التوفیق و **صل اول**۔ مقال (۱) شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں اذ
 انتقلوا لی البرزخ کانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم معهم لا تقار فہم جب
 بعد از کی طرف انتقال کرتے ہیں یہ دُفعین اور عادتیں اور علم سب اونکے ساتھ ہوتی ہیں
 جدا نہیں ہوتے۔ **مقال (۲)** اسی میں ہے اذ مات هذا البارخ لا یفقد ھو ولا
 بواقیہ بل کل ذلک بحالہ جب یہ بندہ کمال انتقال فرماتا ہے نہ وہ گستا ہے نہ اوس کا کمال
 بلکہ سب بدستور اسی حال پر رہتے ہیں **مقال (۳)** اسی میں ہے کل من مات
 من الکل یتخیل الی العامتہ فقد من العالمہ و لا اللہ ما فقد بل تجوہر قوی
 جس کمال کا انتقال ہوتا ہے عوام کے خیال میں گزرتا ہے کہ وہ عالم سے گم گیا حالانکہ
 خدا کی قسم وہ گم نہیں بلکہ اور جوہر وار و قوی ہو گیا **مقال (۴)** شاہ عبد العزیز صاحب
 تفسیر عزیزی میں فسطحی ہیں چون آدمی می میرد روح را اصل تغییر نیستو چنانچہ حال قوی
 بود و حالہم است و شعور و ادراک کہ داشت حالہم دارد بلکہ ممانت و روشن تر از ماضی
مقال (۵) عقد اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں پھر روح از بدن جدا شدہ قواسم بناتی

از وجد میشوند نه قوای نفسانی و حیوانی و اگر وجود قوای نفسانی و حیوانی فیضانایا بقا و شش و
باشد بوجود قوای نباتی و مزاج لازم آید که ملائکہ را شیور و اوراک و حس و حرکتی و غضب و دفع
منافرت باشد پس حال ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است که بتوسط شکلی و بدنی کار میکنند
و مصدر افعال حیوانی و نفسانی سیکر و ندبے آنکہ نفس نباتی همراه داشته باشد مقال
(۶) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جنسے مولوی اسحاق نے مائے سائل واربعین میں استناد کیا
اور جناب مرزا صاحب اونکے پیرو مرشد و ممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب
۷۵ میں انھیں فضیلت و ولایت مآب مردج شریعت و منور طریقت و نور جسم و عزیز
ترین موجودات و مصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ شاہ عبدالغفر صاحب
انھیں بہت ہی وقت کہتے کہ سالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں اولیاً لکھتے ہیں و احنا اوصلا تا یسعی ارواح الیہ
کار اجساد میکنند و گاہی اجساد از غایت لطافت بزرگ ارواح ہی ہر اید میگویند کہ رسول خدا را
سایہ بود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح ایشان از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند
و بسبب ہمین حیات اجساد آنها را و قبر خاک نہیں و بلکہ گفن ہم میاندازن الی الدنیا از اناک ربانیت بود
ارواح مؤمنین ہر جا کہ خواہند میروند مراد از مؤمنین کاہن اندھن تعالیٰ اجساد ایشان را وقت ارواح جب
در قبور نماز میخوانند و ذکر میکنند و قرآن میخوانند اھو لخصاً مقال (۷) تفسیر عزیزی
میں ارواح انبیاء و اولیاء و عام صلحا علی سید ہم و علیم صلاۃ والسلام کا ذکر کیا کہ بعض
علیین اور بعض آسمان اور بعض در میان آسمان و زمین اور بعض چارونہ فرم میں ہیں
لکھتے ہیں تعلقہ بقبر نیز این ارواح را می باشد کہ بشور زیارت کنندگان و اقارب
و دیگر دوستان بر قبر مطلع و مستانس میشوند زیرا کہ روح را قبر بعد مکانی ملحق ہیں و رہت
نمیشود و مثال آن در وجود انسان روح بھری است کہ ستارہ ہنر آسمان را در بدن
چاہی تواند دید یہ پھلا جملہ زیادہ قابل لحاظ ہے مقال (۸) مظاہر الحق ترجمہ کیا
میں ہے پانچویں قسم مہربانی اور انس کے لیے ہوتی ہے حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی از

او قبر موسیٰ بھائی اپنے کے اور سلام کرے تو پہچانتا ہے وہ اوسکو اور جواب سلام کا دیتا
 ہے وغیرہ ملہام النومی بمقال (۹) مولوی اسحاق صاحب نے اربعین میں عورتوں
 کے لیے زیارت قبر مطلقاً ممنوع ٹھہرائے کو نصاب الاحتمساب سے نقل کیا کہ جب
 وہ نکلنے کھارادہ کرتی ہے ملعونہ ہوتی ہے جب کھلتی ہے چار طرف سے شیاعین
 اور سے گھیر لیتے ہیں واذالت القبر یلعنھا روح المیت اور جب قبر آتی ہے میت کی
 روح اس سے لعنت کرتی ہے ایسا او عامے اطلاق ثابت کر نیکو نقل تو کر گئے مگر نہ دیکھا
 کہ اسے مجاہدیت موتی کا خاتمہ کر دیا کلام مذکور صاف دلیل واضح ہے کہ میت حضور زائرہ
 مطلع ہوتا ہے اور یہ بھی پہچانتا ہے کہ یہ مرو ہے یا عورت اور اوسکو بیجا فعل سے پریشان
 بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ زن زائرہ پر لعنت کرتا ہے بمقال (۱۰) مرزا مظہر جانجانا
 صاحب اپنے ملفوظات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہتے ہیں
 کیا بقصیدہ در مدح ایشان گفته بودم غذایت بسیار بحال فقیر نموده از دے تو واضح
 فرمودند الباقی اینہم ستائش مستقیم مقال (۱۱) اسی میں حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ کی نسبت کہا کیا بقصیدہ بجناب ایشان عرض نمودم مقال (۱۲) شاہ
 ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں اذا مات الانسان کان للنسمۃ شأنا اخریٰ فی نفسی
 فیض الروح لا یطغی فیہ اقوۃ فی البقی من المحسن المشترك تکفی کفایۃ السمع والابصار
 والکلام الخ جب آدمی مرتا ہے روح حیوانی کیلئے ایک اور اٹھان ہوتی ہے تو روح
 الہی کا فیض اس کے بغیر جس شجر میں ایکہ تو تاجدار کرتا ہے جو سینے اور دیکھنے اور
 کلام کر سکا وہ موتی ہے مقال (۱۳) مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ موضح الفرقین میں یہ کہ یہ وما انتہیٰ من فی القبور فرماتے ہیں حدیث میں
 ہے کہ مردوں سے سلام علیک کہو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا
 ہے کہ تم کو سلام علیک کہو وہ سنتے ہیں اور یہی ہے کہ ان کو قبر میں پڑا ہے وہ صرخواہ نہیں

مولوی اسحاق صاحب نے اربعین میں عورتوں کے لیے زیارت قبر مطلقاً ممنوع ٹھہرائے کو نصاب الاحتمساب سے نقل کیا کہ جب وہ نکلنے کھارادہ کرتی ہے ملعونہ ہوتی ہے جب کھلتی ہے چار طرف سے شیاعین اور سے گھیر لیتے ہیں واذالت القبر یلعنھا روح المیت اور جب قبر آتی ہے میت کی روح اس سے لعنت کرتی ہے ایسا او عامے اطلاق ثابت کر نیکو نقل تو کر گئے مگر نہ دیکھا کہ اسے مجاہدیت موتی کا خاتمہ کر دیا کلام مذکور صاف دلیل واضح ہے کہ میت حضور زائرہ مطلع ہوتا ہے اور یہ بھی پہچانتا ہے کہ یہ مرو ہے یا عورت اور اوسکو بیجا فعل سے پریشان بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ زن زائرہ پر لعنت کرتا ہے بمقال (۱۰) مرزا مظہر جانجانا صاحب اپنے ملفوظات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہتے ہیں کیا بقصیدہ در مدح ایشان گفته بودم غذایت بسیار بحال فقیر نموده از دے تو واضح فرمودند الباقی اینہم ستائش مستقیم مقال (۱۱) اسی میں حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت کہا کیا بقصیدہ بجناب ایشان عرض نمودم مقال (۱۲) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں اذا مات الانسان کان للنسمۃ شأنا اخریٰ فی نفسی فیض الروح لا یطغی فیہ اقوۃ فی البقی من المحسن المشترك تکفی کفایۃ السمع والابصار والکلام الخ جب آدمی مرتا ہے روح حیوانی کیلئے ایک اور اٹھان ہوتی ہے تو روح الہی کا فیض اس کے بغیر جس شجر میں ایکہ تو تاجدار کرتا ہے جو سینے اور دیکھنے اور کلام کر سکا وہ موتی ہے مقال (۱۳) مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضح الفرقین میں یہ کہ یہ وما انتہیٰ من فی القبور فرماتے ہیں حدیث میں ہے کہ مردوں سے سلام علیک کہو وہ سنتے ہیں اور یہی ہے کہ ان کو قبر میں پڑا ہے وہ صرخواہ نہیں

سُن سکتا ہے۔ واصل دوم بقائے تصرفات و کرامات اولیا بعد الوصال میں
 مقال (۱۴) شاہ ولی اللہ جمعرات میں لکھتے ہیں در اولیائے امت و اصحاب طرق
 قوی کسیک بعد تمام راہ جذب بالکد و جود با وصل این نسبت سئل کرده در راجی بوجه اتم قدم زدہ
 است حضرت شیخ فی الدین عبد القادر جیلانی اندوہ نہذا گفتہ اند کہ ایشان در قبور خود مثل اہل
 تدفین میکنند مقال (۱۵) بحوالہ البانی بین اہل برکت کو چار قسم کر کے لکھا اذا مات
 انقطعتم العلاقا فلولحق بالملکوت و صار منهم و الحصر کمالہم و سببی فیما سبہو
 فیہ وہی استغفل ہو لا باعلا حاکمۃ اللہ و وصی خوب اللہ و رہا کان لہم مہر خدیو لہم
 جب مرتے ہیں علاقہ بنی منقطع ہو کر ملک سے ملے اور انھیں میں سے ہوجاتے ہیں
 فرشتے آدمیوں کے زمین نیکیاات کا تقارن ہے میں بھی کرتی ہیں اور جن کا نہیں بلکہ کسی کا نہیں
 یہ بھی کرتے ہیں اور کبھی یہ پاک روحیں خدا کا بول بالا کر سکتے اور اس کے شک کو مٹا دیتے ہیں
 قتل غدار و اعداؤ سلیمین میں مشغول ہوتی ہیں اور کبھی بنی آدم سے اسیلے نزدیک و قریب ہوتے
 ہیں کہ انہیں افاضہ خیر فرمائیں مقال (۱۶) تفسیر غزنی میں ہے بعض خواص اولیاء
 کبارہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود کو از حد درین حالت دیکھتے بحالہ ہند (تصرف در دنیا و اعداؤ
 و استغراق انہا بہمت کمال و سعت مدارک انہا مانع توجہ باین سمت دیگر دینی و دنیوی و عبادت
 ہے جسکے سبب مولوی منکر صاحب نے بھی بعض اصوات کیلئے زیادت اوراں گورا کی تھی مقال (۱۷)
 مرزا مظہر صاحب اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں بعض اعداؤ کا ملان اجتناب ترک علقہ امور دنیا
 درین نشاۃ اتم ہے باقی است انہ مقال (۱۸) میان تعمیل دہلوی صراط مستقیم میں شر
 جذاب مولیٰ مشکشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسبت خدا جائے کس دل سے یوں ایمان لائے
 ہیں در سلطنت سلاطین و امارت و مراہمت ایشان را دماغے ہست کہ بر میا خان عالم حکومت
 مخفی نیست مقال (۱۹) اوسمین شوکت و عظمت جناب مرتضوی لکھا کہ یہاں
 جناب نجیب پس بلند نسبت اہم جلال انکو سبب شایان اہم مرتبہ امیر کرمین کہ فایز از امور سیاست گردیدہ

حدیث شریف از امام احمد رضا

حدیث شریف از امام احمد رضا

ملازم بادشاه گشته به نسبت کسیکه قائم بر خدمات و مشغول بکار پروازی است اگر چه شکر است
 ظاهر به و کثرت اتباع و رفق این مصاحب به نسبت آن امیر اعظم قائم بر خدمات اقل قلیل است
 لیکن در عزت و وجاهت فوق است چه فی الحقیقه آن امیر باطنی شکر است و حشمت و اتباع
 خود گویا از اتباع آن مصاحب است زیرا که مشورت و تدبیرش در همه اتباع بادشاهی جاری
 و ساری است **اهم فیه مقال (۲۰)** مظاہر الحق، مین هر تیسری قسم زیارت کی گیت
 حاصل کر نیکی لیه و زیارت اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے اسلئے کہ اونکے یہ برزخ مین
 تصرفات و برکات بیشمار مین و ناله لامام النوروی **مقال (۲۱ تا ۳۱)** شاه ولی اللہ و مولوی خرم علی نے کہا منتظر ہے
 اوسکا جسکا فیضان صاحب قبر **مقال (۲۲ تا ۳۱)** در باب وجاہت حل مشکلات خود از انہا می
 یابند و دولہن شاہ صاحب جہولہ **مقال (۳۲ تا ۳۳)** نے کہا اگر بیت قوی و صحیح ہے رومی
 فیض ہے روحانیت سے تربیت ہے غریبی مین **مقال (۳۴ تا ۳۵)** ہے از اولیائے مدفونین انتفاع
 جاری است مرزا مظہر صاحب مولی علی کرم اللہ تعالی وجہ کی نسبت مظہر قصیدہ عرفی نمود
 نواز شہا فرمودند شاہ ولی اللہ و مولوی خرم علی نے کہا شاہ عبدالرحیم ادب آموز ہوئے
 اپنے نان کی روح سے کہ یہ سب اقوال مقصد اول کی نوع اول مین گزرے **مقال (۳۶ تا ۳۷)**
 مرزا صاحب موصوف نے اپنے ملفوظات مین فرمایا از فرط محبت کہ فقیر باجناب
 امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ثابت است و سر منشأ نسبت علیہ
 نقشبندیہ ایشان اند بقضائے بشریت عشاہ بر نسبت باطنی عارض میشود خود بخود
 رجوع باجناب پیدا گشتہ بالتفات ایشان رفع کدورت میشود **مقال (۳۸ تا ۳۹)**
 اوسمکین ہے التفات غوث الثقلین بجلال متوسلان طریقہ علیہ ایشان بسیار معلوم شد
 باہمچس از اہل این طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بجالش مبذول نیست پھر
 انہا عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود معروف است مغلان در صحرا

وقت خواب اسباب واسپان خود بجای حضرت می سپارند و تأییدات از غیب همراه ایشان
 میشود درین باب حکایات بسیار است تحریر آن باطالت میرساند بچهره گویا سلطان الشانجی
 نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بحال زائران مزار خود غایت بسیار میفرمایند بچهره گویا بمنین
 شیخ جلال پانی پتی التفاتهای نماند مقال (۳۷ تا ۳۸) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جنکی مرچ
 مقال ۴۰ مین گزینی تذکرۃ الموتی مین لکھتے ہیں اولیاء اللہ دوستان و معتقدان را در دنیا
 و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند و از ارواح بطریق اویسیت فیض
 باطنی میرسد مقال (۳۸ تا ۴۵) پی قاضی صاحب سیف السلول مین مرتب
 قطبیت ارشاد کو یون بیان کر کے کہ فیوض و بکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الہی بر اولیاء
 اللہ نازل میشود اول بر یک شخص نازل میشود و از ان شخص قسمت شدہ ہر یک از اولیاء
 عصر موافق مرتبہ بحسب استعداد او میرسد و ہر یکس از اولیاء اللہ بے توسط اذ فیض
 میرسد کسی از مردان خدا بے وسیلہ او درجہ ولایت نمی یابد قطاب جزئی و اوتاد و ابدال نجبا
 و نقبا و جمیع اقسام اولیاء خدا بوسلے محتاج میباشند صاحب این منصب علی را امام
 و قطب الارشاد بالا صالہ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
 علی مرتضی کرم اللہ تعالی و جہ مقرر بود بچہ رائد اطہار رضوان اللہ تعالی علیہم کو بترتیب اس منصب
 عظیم کا عطا ہونا لکھ کر کہتے ہیں بعد وفات عسکری علیہ السلام تا وقت ظہور سید الشرفا غوث
 الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی این منصب بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بود
 بچہ کہ چون حضرت غوث الثقلین پیدا شد این منصب مبارک بوی متعلق شد از ظہور محمد مہدی
 این منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد بچہ کہ چون امام محمد مہدی ظاہر شود
 این منصب عالی تا انقرض زمان بوی مفوض باشد اخیر مین کہا استنباط این مدعا از کتاب
 اللہ و از حدیث متواتریم کردہ ملخصاً اصل ان سب اقوال ثلثہ کی جناب شیخ محمد و الف ثانی تو
 ہے جیسا کہ جلد سوم مکتوب ۱۲۳ مین مفصلاً مذکور اوسکے کلام مین اس قدر امر اور زائد ہے

نصرت الہیہ غوث اعظم علیہ السلام فرماتے ہیں

کہ بعد از ایشان (یعنی حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی) از ائمہ ثنا عشر علی الترتیب
 و التخصیص قرار گرفت و در اعصار این بزرگواران و همچنین بعد از احوال ایشان بزرگوار فیض
 و هدایت میرسد توسط این بزرگواران بوده ملا و ملجا و جمیع ایشان بوده اند تا آنکه نوبت حضرت
 شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سرہ الخ ام لخصا اورا و نقون نے جلد ثانی میں خود اپنے
 لیے بھی اس منصب عالی کا حصول مانا اور اس اعتراض سے کہ پھر اس دور سے میں
 منصب مذکور کا حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختصاص کب رہا جلد ثالث
 میں یوں جواب دیا کہ مجدد الف و درین مقام نائب مناب حضرت شیخ است و بنیابت حضرت
 این معاملہ با و مربوط است چنانکہ گفتہ اند نور القمر استفاد من نور الشمس فلا محذور۔
مقالہ (۵۸ تا ۵۹) شاہ ولی اللہ انتباہ میں اور او کے بارہ اساتذہ و مشایخ
 کہ عرب و ہند و غیرہ بلاد کے علما و اولیاء ہیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو وقت
 مصیبت مددگار مانتے اور ع تجلہ عوالم اللہ فی النوائب کو حق جانتے و سیاتی نقل
 فی اوصل الہدائی انشاء اللہ تعالیٰ **مقالہ (۵۹)** شاہ ولی اللہ نے جماعت میں
 لکھا از جملہ سببہاے معتبرہ نزدیک قوم نسبت اویسیہ است خواہ این مناسبت نسبت
 ابرار انبیاء یا خد با اولیائے امت یا بلکہ ویسا است کہ مناسبت ہر وحی خاص حاصل
 شدہ محبت آنکہ فضائل وی استماع کردہ محبتی خاص ہمہ رسانید و آن محبت سبب کشادہ
 شدن را ہی گردد میان روح و این کس یا بحجت آنکہ رفع مرشد وی یا جد وی باشد
 دروے ہمت ارشاد منتسبان خود ممکن شدہ الخ انتہی **مقالہ (۶۰)** سبب
 از کلمات این نسبت (یعنی اویسیہ) رویت آن جماعت است در مقام وفادہ از ایشان
 یافتن و در مالک مضائق صورت آن جماعت پدید آمدن و حل مشکلات وی بآن صورت
 منسوب شدن **مقالہ (۶۱)** (اوسمی میں ہے امروز اگر کسی را مناسبت بروح عالم
 پیدا شود و از آنجا فیض بردارد غالباً بیرون نیست از آنکہ این بمعنی نسبت پیغمبر صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم باشد یا نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یا نسبت
 حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آنکہ مناسبت بسیار ارواح و ایند باعث
 خصوص آن اسباب طاریہ شدہ اند مثل آنکہ وہی محبت آن بزرگ بسیار دارد
 و بر قبر دے بسیار میرود و این معنی سلسلہ جنبان از حجت قابل گشتہ است و آن بزرگ
 ہمت قویہ بودہ است و در بریت متسبان خود آن ہمت ہنوز در روع باقی است و این بزرگ
 سلسلہ جنبان از حجت فاعل است مقال (۶۲) ج۲ از الباقیین ہے قدر استماعی
 من الشرع ان الله تعالى عباد لهم افاضل للملكة والنهم يكونون سفرۃ بنی اللہ و بنی
 عبادۃ النہم یلہمون فی قلوب بنی آدم خیرا وان لہم اجتماعات کیف یشاء اللہ
 و حیث یشاء اللہ یعبر عنہم باعتبار ذلک بالملاوہ الاعلیٰ وان لا رواج افاضل
 الا میں دخول فیہم و حقوۃ انہم کما قال اللہ تعالیٰ یا شیہا النفس المطمئنة الرحی الی
 ربک راضیة مرضیة فا دخل فی عبادی و ا دخل جنۃ و الملاوہ الاعلیٰ ثلثۃ اقسام
 قسم ہم نفوس انسانیہ ما زالت تعمل اعمالا منجیۃ تفید الحق بہم حتی طرحت منها
 جلا بیب ابدالہا فالنسکلت فی سکرہم و عذر منہم اہل مخلصا یعنی بیشک شرع سے
 بدرجہ شہرت ثبوت کو پہنچا کہ مقرب فرشتے خدا اور اسکے بندوں میں واسطہ ہوتے اور
 آدمیوں کے دونوں میں نیک بات کا اتفاق تہ بین اور اذیکے لیے اجتماع بین جس طرح خدا
 پیار ہے اور جہان چاہے اسی لحاظ سے اونہیں ملا اعلیٰ کہتے ہیں اور یہ بھی ادعیٰ طرح سرور
 سے بشہرت ثابت کہ بزرگان دین کی روحیں بھی اونہیں داخل ہوتی اور اہل حق ہی جہان
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے المؤمنان والی جان پلٹ چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو
 اوس کی راضی اور وہ تجھے خوش پس داخل ہو میرے بندوں میں اور میری جنت میں
 اور ملا اعلیٰ کی ایک قسم وہ ارواح انسانی ہیں کہ ہمیشہ رستگاری سے کام لے رہے ہوتے ہیں
 باعث احسن ملائکہ سے ملے یہاں تک کہ جب بدن کی نقابیں ہٹیں تو اسے اس میں داخل ہو

اور انھیں سے شمار کیے گئے مقال (۶۳) غزنی میں فیلیہ درون کردن چون اجزائے
 بدن تمامہ یکجا می باشد علاقہ روح بابدن از راه نظر عنایت بحال می ماند و توجہ روح ہزارین
 و ستائین و مستفیدین بسہولت میشود مقال (۶۴) میان اسمعیل صراط المستقیم
 میں لکھ گئے حضرت مرتضوی را یک نوع تفصیل پر حضرات شیخین ہم ثابت است و آن تفصیل بحدت
 کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات بہت مثل قطبیت و غوثیت
 و ابدالیت وغیرہ ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان بہت
 مقال (۶۵) ادبی میں ہے حق جل و علا بذات پاک خود یا بواسطہ ملائکہ عظام یا ارواح
 مقدسہ بسبب برکت توکل بقرآن محافظت طالب خواہد نمود مقال (۶۶) مولوی
 اسحاق کی ماتہ مسائل میں ہے سوال شخصیکہ منکر باشد فیض روح مبارک محمد رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را در عالم برزخ و شخصیکہ منکر باشد از فیض روح مقدسہ انبیاء
 دیگر علیہم الصلوٰۃ والسلام و شخصیکہ منکر باشد از فیض روح اولیاء اللہ در عالم برزخ حکم او
 چیست جواب ہر فیض شرعی کہ ثبوت آن باخبار متواترہ باشد منکر آن کافر است و ہر فیض
 ثبوت آن باخبار مشہورہ باشد منکر آن ضال است و ہر فیضیکہ ثبوت آن بخبر واحد باشد
 منکر آن بسبب ترک قبول گنہگار خواہد شد بشرطیکہ ثبوت آن بطریق صحیح یا بطریق حسن خواہد
 شد امدہ مخصوصہ چند یہ جواب سرایعیاری پرستینی مگر سب نے دیکھا کہ سوال فیض برزخ سے تھا
 واجب کہ جواب اس سے بھی شامل ہوا سقدار منفی جنون کے لیے ضروری یا ادنیٰ ویانت
 بطلانیت سے انکار اور اخفائے حق و تلبیس بالباطل کا اقرار کیا جائے مقال (۶۷)
 جناب شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں بعد از رحلت ارشاد پناہی قبل
 گاہی یعنی خواجہ باقی باللہ علیہ السلام بہت قریب زیارت فرما کر شریف بہ بلدہ محروسہ دہلی
 اتفاق عبور افتاد و عید زیارت فرما کر شریف ایشان رفتہ بود و در اناتے توجہ ہزار
 متبرک اتفاقانہ تمام از روحانیت مقدسہ ایشان ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی

نسبت خاصہ خود را کہ حضرت خواجہ احرار منسوب بود و رحمت فرمودند تنبیہ لفظ بتقریب
 زیارت فرار شریف المخطوط ہے اور یونین غریب نواز بھی کہ حضرت خواجہ حبیب الرحمن رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی نسبت کہے سے تعصبان طائفہ چڑختے ہیں مقال (۶۸) شاہ ولی اللہ
 انفاس العارفين میں اپنے استاذ الالفاظ محدثا برائے کر دی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے
 ہیں دو سال کما بیش در بغداد ساکن بود بر قبر سیدی عبدالقادر قدس سرہ متوجہ
 میشد فوق این راہ از انجا پیدا کرد مقال (۶۹) اوسی میں حضرت میر ابوعلی قدس سرہ
 کے ذکر مبارک میں لکھا ہوا ہے انوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ
 متوجہ بودند و از انجانب در بابہایا فتند و فیضا گرفتند مقال (۷۰ و ۷۱) اوسی
 میں اپنے نانا ابوالرضا محمد سے نقل کیا میں فرمودند کیا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ را در رقیطہ دیدم اسرار عظیم در آن محل تعلیم فرمودند مقال (۷۲) اوسی میں شیخ مذکور
 کے حالات میں لکھا عجزہ را از خلاصان بعد وفات ایشان تپ و لرزہ گرفت بغایت
 تر از گشت شبی خوشیدن آب و پوشیدن لحاف محتاج شد و طاقت آن نہ داشت کہ سے
 حاضر شود ایشان متحمل شدند و آب و اندو لحاف پوشانیدند آنگاہ غائب شدند
 مقال (۷۳ تا ۷۵) قول جلیل میں ہوتا دب شیخنا عبدالرحیم من روح الامم شیخ
 عبدالقادر الجیلانی و الخواجہ بہاء الدین محمد نقشبند و الخواجہ معین الدین بن الحسن
 اچشتی و انہ را ہم و اخذ منهم الامازہ و عرف نسبتہ کلوا حد منهم علی حدہا مسافین
 منهم علی قلبہ و کان یحکی لنا حکایاتہا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم جمعین یعنی ہائے
 مرشد شیخ عبدالرحیم نے ائمہ کرام حضور غوث اعظم و خواجہ نقشبند و خواجہ غریب نواز رضی
 اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح طیبہ سے آواب طریقت سیکھے اور ان سے جاز تین لین اور
 ہر ایک کی نسبت جو اون سرکاروں سے انکے دل پر فائز ہوئی جدا جدا پہچانی
 اور ہم سے اوسکی حکایت بیان کرتے تھے اللہ تعالیٰ اون سب حضرات اور ان سے

راضی ہو مولوی غلام علی صاحب نے اگرچہ سارہم کے ترجمہ میں لفظ خواب میں دیکھا اپنی طرف
 سے بڑا دیا جس پر حکام شاہ ولی اللہ علیہ السلام دلیل نہیں مگر ارواح حالیہ کا نفس نخستنا
 اجازتین دنیا نسبین عطا فرمایا مجبوراً نہ مسلم رکھا مثال (۷۶ و ۷۷) مرزا جانی
 صاحب فرماتے ہیں از حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ وہ کس طریقہ گرفتند کہ طریقہ قاری
 اخذ کر دو دیگر طریقہ تشبہ یہ اختیار نہ تو ایشان فرمودند کہ روح بارگ حضرت غوث
 الاعظم تشریف آوردہ صورت مثالی مرد بخاندان خود را بہر روز حضرت خواجہ نقشب
 تشریف آرد صورت مثالی معتقد خود را با خود بردند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم مقال (۷۸)
 اسمعیل نے صراط المستقیم میں اپنے پیر کا حال بکھاروح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین
 و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند تو یہ حال حضرت ایشان گویدہ و تا قریب کیا
 فی الجملہ نازی در ما بین روحین مقدسین شیخ و حضرت ایشان ماندہ زیرا کہ ہر واحد ازین ہر دو نام
 تقاضائے جذب حضرت ایشان تمام کسوتے خود می فرمود تا اینکه بعدالقرض زمانہ
 تنازع و دوقی مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ
 گرفتند و تا قریب یک پاس ہر دو نام بر نفس نفیس حضرت ایشان توجہ قوی و تاثیر زور
 آور میفرمودند تا ایک در تہان یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ بہ حضرت ایشان گویدہ
 مقال (۷۹) اوسی میں ہر دو روزے حضرت ایشان میسوئے فرمودند حضرت خواجہ
 خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ الغریز تشریف فرما شد ہر مرقند
 مبارک ایشان مراقب نشستند و رین آثار بروج پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد
 و آنجناب بر حضرت ایشان توہمی پس قوی فرمودند کہ سبب آن توجہ ابتدائے حصول
 نسبت پشتیہ متحقق شد و محل چہارم محل مسئلہ مسئلہ سائل یعنی اولیائے
 کرام سے استواء و التجا اور اپنے مطالب میں غلبہ دعا اور حاجت کے وقتے اونکی ندائیں
 مقال (۸۰ تا ۸۸) شاہ ولی اللہ نے جہان میں کہا تریات قبر ایشان رود و از انجی

اجداب در یوزہ کنڈر باغی بین کراغ فیض قدس از بہت ایشان بہرہ وود پھر مولوی خرم
 علی کہتے ہیں بہت سے قریب ہو چکے ہیں یا روح غیری میں فرمایا اویسیان تحصیل طلب
 کمالات باطنی از ہائی نمایند اور فرمایا ارباب سماعات حل مشکلات خود از انہامی طلبند
 اویسی میں ہوا و اویسی سے مدعوین استفادہ جاری است مرزا صاحب نے مولیٰ علی کریم اللہ
 تعالیٰ وجہ کی نسبت کہا اور عارضہ جسمانی توجہ با شخصیت واقع میشود کہ یہ سب اقوال مقصد
 اول میں گزرے شاہ عبدالعزیز صاحب نے سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت
 کہا ہر دے جلیل القدر نسبت کہ مرتبہ کمال و فوق الذکر است پھر اونے نقل کیا مصیبت میں
 یا زروق کہہ کر کہ میں نور امد کو دکھائیے اسی مقصد میں گزرا مقال (۸۹) مرزا
 صاحب کے وصایا میں جو زیارت خرابات و لیا در یوزہ فیض جمعیت کن الخ مقال (۹۰)
 تا ۱۰۲ شاہ ولی اللہ کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیا و اللہ میں لکھتے ہیں این فقیر خرقہ از
 شیخ ابوطاہر کردی پوشیدہ و ایشان قبل انچہ درجہ تہجد بہت اجازت و اذن پھر کہا
 و ایضا فقیر در سفر حج چون بلہ پور رسید و دستہوں شیخ محمد سعید لاہوری دریافت
 ایشان اجازت و علیہ بیانی و اذن دل اجازت جمیع اعمال جو آخر سے شیخ ابوطاہر کردی
 رضی اللہ عنہ کے شیخ حدیث و پیر سلسلہ بن عینہ طیبہ میں بدون انکی خدمت میں رکھ
 سلاسل حدیث حاصل کیے کہ وہی اونے شاہ عبدالعزیز صاحب اور اونے مولوی
 اسحاق کو اپنی اور ان شیخ محمد سعید کی نسبت انتباہ میں لکھا یکے از اعیان مشایخ طریقہ
 بود شیخ عمر ثقلہ اوسی میں دونوں مشایخ سے سلاسل اجازت بیان کیے جنسہ ثابت کہ شیخ
 ابراہیم کردی و الد شیخ ابوطاہر مدنی اور ان کے استاذ شیخ احمد قشاشی اور ان کے استاذ
 شیخ احمد سناوی اور شاہ ولی اللہ کے استاذ الاستاذ شیخ احمد غلی کہ یہ چاروں حضرات
 بھی شاہ ولی اللہ کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل ہیں لہذا یظہر من المسلسلات و
 غیرہا اور ان شیخ عمر ثقلہ کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبد اللہ

اور اودن کے مرشد شیخ یازید ثانی اور شیخ شتاوی کے پیر حضرت سید حبیب اللہ بروجی اور ان
 دونوں صاحبوں کے پیر مولانا خیر الدین علوی ان سب علما و مشائخ نے سیفی وغیرہ
 اعمال جو آخرہ کی اجازتیں اپنے اساتذہ سے لیں اور تلامذہ کو عطا کیں اور جناب شاہ محمد غوث
 گوالیاری تو ان سلسل کے منتہی اور جو اہر کے مولف ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جمعین اب بالخط
 ہو کہ اسی جو آخرہ میں اوسے دعائے سیفی کی ترکیب میں کیا لکھا ہوتا وہی سہت باریا
 باریا یکبار بخواند و ان میں است ناد علیا فظہر العجائب ثم جده عون الالک فی التوائب
 کل ہم وغد سید بنی بولایتک یا علی یا علی یا علی اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
 کو مشکل کشا مانا مصیبت کے وقت مددگار جانا ہنگام غم و تکلیف اوس جناب کو نہ کرنا یا علی
 یا علی کا دم بھڑا شرک ہو تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک حضرات مذکورین سب کفار و شرکین
 ٹھہریں اور سب بھڑکے بھاری مشرک کٹر کافر عیاذ باللہ شاہ ولی اللہ ہوں پوشون
 گوالیار اللہ جانتے ایسا شیخ و مرشد و مرجع سلسلہ ہائے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 سندیں اونسے لیتے مٹوں او کی خدمت گاری و کفش برداری کی داد دیتے اونچین شیخ ثقہ
 عادل ثباتے او کی ملاقات کو بلفظ دست بون تعبیر فرماتے ہیں محدثی کا تمغا حدیث
 کی سندیں یوں برباد ہوئیں کہ اتنے مشکین اونہیں داخل پھر شاہ عبدالغفری صاحب
 کو شاہ ولی اللہ صاحب سے یہی نسبت خدمت و ارادت و تلمذ و بیعت مدح و عقیدت
 حاصل اور او کی سب سندوں میں تمہارے طور پر یہ مشرک عظیم و کافر اکبر شامل
 کہان کی شاہی کیسی محدثی اصل ایمان کی سلامتی شکل ان اللہ وان الیہ مرجعون
 پھر مولوی سچو و میان اسمعیل بیجا سے کس گنتی میں کہ او کی تو ساری کرامات اسی سر
 کی قبضی میں مشرکوں کی نسل مشرکوں کی اولاد مشرک ہی پیر مشرک ہی استاد آگے
 اگلے ہی مشرک نظر پڑے ہوں بھلے ہی مشرکوں میں بگڑے مشرکوں کی گو و مشرکوں کی
 بغل مشرکوں کا دودھ مشرکوں کا گل مشرکوں میں پلے مشرکوں میں برے مشرکوں سے

سیکھے مشرکوں سے پڑھے مشرک دادا مشرک نانائے بھیر مشرک کون کو جانا مانا العیاذ باللہ
 رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الحق مبین مسلمان کبھین کہ یا علی یا علی
 کو شرک ٹھہرانے کی کیا سزا ملی نہ ناحق مسلمانوں کو مشرک کہے لگوں پچھلوں کو مشرک کہے کی سزا
 اس سے بھی بہتر کہ اسے راست پر آئیں سچے مسلمانوں کو مشرک نہ بنائیں ورنہ ہونگے ایمان کی فکر
 فرمائیں کہ کوہ دریافت کو بھول نہ جائیں ۵ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع راہ پندان
 امان نداد کہ شب را سحر کند نسأل اللہ العافیۃ وحسن العاقبۃ آمین مقال (۱۰۳)
 اسی انتباہ میں بعض مشایخ حضرات قادریہ قدس سرہم سے حصول مہات و قضائے
 حاجات کیلئے ایک ختم یون نقل کیا اول دو رکعت نفل بعد از ان یکصد و یازدہ بار درود بعد از ان
 یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیعاً اللہ یا شیخ عبد القادر جیلانی
 مقال (۱۰۴) شاہ عبدالغفر صاحب تحفۃ انا عشریہ میں فرماتے ہیں کاش اگر قافلہ
 دہ دو از دہ سال دیگر ہم تن بصبر دادند و سکوت کردہ می نشستند سند و مہند و ترک پوین
 نیز شل ایران و خراسان یا علی یا علی می گفتند مقال (۱۰۵) رسالہ فیض عام
 مزارات اولیاء سے استغاثت میں شاہ صاحب کا یہ ارشاد ہی طریق استدراذ ایشان آنست
 کہ بزبان گویم ہی حضرت من برائے فلان کار در جناب الہی التجا میکنم شہانیزید عا و شفاعت ابرار
 من نمایند لکن استدراذ مشہورین باید کرد یہ خاص صورت مسئلہ کا جواب ہی واللہ العاد
 الی سبیل الصواب الحمد للہ کہ یہ نوع بھی اپنے شہی کو پہنچی تنو مقال کا وعدہ
 تھا ایک سو پانچ گئے اسکی وجہ یہ کہ مقصد اول میں پینتیس سوال تھے مقصد
 دوم میں سب سے حدیثیں ادھر نوع اول میں دو سو قول اب یہ ایک سو پانچ مقال
 ملکہ چار سو کا عدد کامل اور فقیر کا وہ بدعا حاصل ہو گیا کہ ولوی صاحب سددہ اللہ
 تعالیٰ کے اصل فریب اور اس چند سطرے تحسیر پر چار سو وجہ سے اعتراض ہو
 والحمد للہ رب العالمین

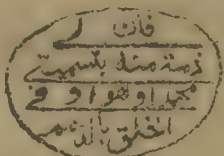
خاتمہ رسالہ میں دربارہ سماع موتی علما کی عرب کا فتوہ

اس رسالہ کے زمانہ تالیف میں فقیر کہ مقبولہ پرچہ پہنچی کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں اگر وہ ہمارے
 سنا کار لکھنے کا حکم دے تو ان تحریریں مولویان جو پال کو بھیج دیں گے کہ وہ حکم ہو جائیں
اقول حکیم نے قبول طرفین کو انہیں مولوی صاحب اشار اللہ فاضل میں ہیں کیوں نہ
 تصنیف ہو جائے طالبان تحقیق کو اظہار حق سے کیوں باز آئے رسالہ فقیر کو ملاحظہ فرمائیں
 اگر حق واضح ہو تو سب واجب و رتبہ جواب مناسب۔ ان تحریر جواب میں استدعا و استعانت
 کا اختیار ہو چکا ہے یا یوں سے ہو یا بنگالیوں سے اور اگر اوروں ہی پر رکھنا صلاح وقت ہوتا
 ہے تو میں جسے دیکھ کر بلا وجہ خود اسے منکر نہیں ہو چکا یا یوں کو شلا سطلے آبادیوں پر کیا وجہ
 ترجیح ہے۔ لہذا سب سے قطع نظر کر کے علمائے عرب کو حکم کیجئے کہ دین دین سے نکلا اور دین کو
 لپیٹ جائے گا اور وہ ان کے جمہور علیہ انشاء اللہ تعالیٰ شیطان ہرگز قابو نہ پائے گا صاحب
 جناب مولانا اگر اس رائے کو پسند فرمائیں تو ان کا برکرام کاہری و تحفظی فتویٰ بالفعل فقیر کے
 پاس حال موجود جس میں اکثر مسائل و بابیت کا رد واضح فرمایا اور طائفہ جدید کو ضال عقل متوجع
 سبیل ٹھہرایا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ اوس میں سے چند سطریں متعلق مسئلہ سماع مع شرح بہ خط
 علما تجلیس و نقاط حاضر کرتا ہوں واللہ العادی اس سوال کے جواب میں کہ
 وہ بابیہ عدم علم و عدم سماع موتی کا ادعا و اعتقاد رکھتے ہیں فرمایا
 هذا لا دعاء اقتراہ فیہ و هذا لا اعتقاد صریح فان العلماء المحققین من الخفیۃ
 والشافعیۃ وغیرہم قد اثبتوا اطلاع الانسان فی البرزخ و سماعہ لسلام الزاکر و
 کلامہ و معرفتہ والانس بدیا لاسادیت الصیحة والاثار الصریحة وتلك المسئلة
 مع دلائلہا صریحة فی المرقاة شرح مشکوٰۃ لعلی القاری الحنفی و شرح الصمد
 للمحقق السیوطی و شفاء المستقام للامام السبکی وغیرہا من الکتب المشہورہ
 مجہورہ المحققین حتی اشار الیہ فی کتب العقائد المشہورہ فقد صرح فی المقاصد

و شرحہ اندہ عند المعترکہ وغیرہم البینۃ المخصوصۃ بشر فی الادراک فہم لایبقی
 احراز الحجزیات عند فقد الالات و عند نابقی و هو الظاہر من قواعد الاسلا
 و لہذا یتفق زیارۃ قبور الابراہ و الاستعاذۃ من نفوس الاحیاء الخ و بالجملة فالنصر
 الالہیۃ تبقی فی الادراکات و ہذا تعلقات کثیرۃ بموضع دفن جسدہا و الاحادیث
 و الانار شاہدہ اندلث کاینہا بعد العلم بہا الا حکا بر معاند الخ یعنی و بایہ کایہ
 اقرتہم امیرہ اعتقاد العلم بمرحہ خفیہ و شافیہ وغیرہم کے علما ہی محققین نسخ حدیثوں
 صحیحہ نبویہ سے ثابت کیا کہ کہ اوی بی بی میں نام لکھا اور زائر کا سلام و کلام سنتا اور اسے
 پہچانتا اور اس سے انس حاصل کرتا ہی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علی قاری مفتی شریعہ الصدور حافظ سیوطی
 شافعی و شفاۃ السقا امام سبکی وغیرہما جمہور محققین کی کتب مشہورہ میں اس مسئلہ اور اس کے
 دلائل کی تصحیح ہو یہاں تک کہ علمائے عقائد کی مشہور کتابوں میں اس کی طرف اشارہ کیا
 مقاصد و شرح مقاصد میں تصریح فرمائی کہ مقررہ وغیرہم کے نزدیک یہ بدن شرط اور اک ہو
 تو اذن کے ضرب میں جب الالات بدنی نہ رہے اور اک جزئیات بھی نہ رہا اور ہم اہل سنت
 کے نزدیک اور ایک باقی رہتا ہی قواعد اسلام اسی کی تائید کرتے ہیں یہی وجہ ہو کہ قبور ابراہ
 کی زیارت اور دل اولیا سے ہمتاۃ نفع دیتی ہو بغرض روح انسانی کے ادراکات
 باقی اور اسے موضع دفن سے بہت تعلقات ہیں احادیث و آثار اس پر گواہ ہیں جنہیں
 جان بوجھ کر انکار کرنا کفر باطل کوش و شمن حق۔ اس کے بعد شہادت منکرین کا انصوح علما
 سے رو کیا اور عمائد علمائے حرمین طہیین نے اس پر یہ رد و دستخط ثبت فرمائے۔
 شرح دستخط حضرت مولانا محمد بن حسین کتب خفیہ مفتی مکہ معظمہ
 لا ھلوم فیدہ ولا شلہ لاعتیدہ امین نہ کلام گنجائش نہ شک کی فہلش ان برقمہ محمد بن

حسین الکتبی الحنفی مفتی صلاۃ المکرمة مفتی عند

ہند امین



شرح دستخط حضرت مولانا شیخ شایخنا رئیس المدرسین بالمسجد الحرام

مولانا جمال بن عبد اللہ بن عمر بن حفص رحمۃ اللہ علیہ

لا یلینف المفسد الا الیہ ولا یعول المستفید الا علیہ بقیہ التفات نکرے کر ہی طرف اور استفید
اعتما وکرے کر ہی پر امر بقرہ رئیس المدرسین الکرام بالمسجد

عبدہ
جمال بن شیخ
عمر

الحرام الراجی لطف ربہ الخفی جمال بن عبد

اللہ شیخ عمر الخفی لطف اللہ تعالیٰ بھما

شرح دستخط حضرت مولانا حسین بن ابراہیم المالکی مفتی مکہ مبارکہ

لا یریب فیہ ولا شک یعتریہ (عبدہ حسین) کتبہ الفقیر حسین بن ابراہیم مفتی
المالکیہ بمکہ المشفق المہمید

شرح دستخط حضرت مولانا شیخنا و برتنارین الحرمین الکرم مولانا

احمد زین و حلال شافعی مفتی مکہ مکرمہ قدس سرہ العزیز

رأیت هذا المؤلف الشریفنا محاذی لكل برهان لطیف فرأیتہ قد نص على عقائد
اهل الحق المؤیدین و ابطال عقائد اهل الضلال المبطلین میں نے یہ شریف تالیف
جامع ہر دلیل لطیف دیکھی تو میں نے اسے پایا کہ اہل حق و ارباب تائید کے عقیدے
صاف واضح تھے میں اور باطل پرست گمراہوں کے مذہب باطل کیے ساتھ بقلہ امر بخفی

من ربہ الفقراء (احمد زین) احمد بن زین دست لاری

شرح دستخط حضرت مولانا محمد بن محمد بن شافعی مفتی مدرس مجدہ مدینہ منورہ

تاملت فی هذا المؤلف فرأیت مؤلفہ قد اعیاد و لكل نص سنی صریح افاد میں
میں نے یہ رسالہ بطور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے مصنف نے حید کلام لکھا اور ہر نص و شکیافا کیا

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ (محمد بن محمد بن شافعی) محمد بن محمد بن شافعی

خادم العلم بالمسجد النبوی

شرح دستخط مولانا عبد الکریم حنفی از علمائے مدینہ منورہ
ما تأملت فی هذه الرسالة وجدتها كسيف الصلابة المعاند الصلابة
يطعن فيها الا من اختلف عقله وتحت سيرة في جميع الآجال حبیب بن عبد
غور سے دیکھا اسے معاذ گمراہ کے حق میں مثل تیغ بران یا یا نہ طعن کر گیا اس میں گمراہ
جس کی مت کلمہ اور غایت پر ہولی ہر زمانہ میں

من خدام طلبہ علم
شرح دستخط مولانا عبد الجبار حبیبی بصری تریل مدینہ منورہ
وقفت علی هذا المجموع فالغیثہ مہندہ علی من شق عصا الجماعۃ من ال
عن السنة من اس الیف پر واقف ہوا تو اسے ایک تیغ ہندی یا یا حبیبی
اوس پر بس نے جہاں کا خلاف کیا اور سنت سے کنارہ کش ہوا انشا پر قسم
الی الشیخ الاجل الورع الفقیہ الزاهد مولانا عبد الجبار الحبیبی البصری

نزہل المدینۃ المنورۃ منتفع اللہ المسلمین ببقائہ امین **عبد الجبار**
شرح دستخط حضرت مولانا السید برہیم بن النیا شافعی حنفی مدینہ منورہ
کہ طاعت بعد ما اطلعت روضہ العلماء ولا جلد سلی الفرقة الصالة المصلحة فسا
رایت مثل هذه الرسالة من نے جب سے اطلاع پائی اس فرقہ گمراہ و گمراہ گمراہ
علمائے جلیل کے بہت رد دیکھے مگر اس رسالہ کا مثل نظر سے نہ گذرا قال بھد و ہمد
بقلمہ خادمہ العلم بالحرم النبوی ابرہیم ابن المرحوم محمد خیار الحبیبی الحر

ابراہیم بن
محمد خیار

الحمد لله على حصول المستؤل وبلوغ الكلام نهاية المعلوم فقصير
احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی نے اس رسالہ کا سودہ اوائل جیب

ہیں کیا پھر بوجہ عرض بعض اعراض و اہتمام دیگر انماض مثل تحریر مسائل و تصنیف
بعض دیگر مسائل کی ضرورت اہم نظر آئی اسکی تہنیت نے تاخیر پائی اب بحمد اللہ بنیات
آہی و اعانت حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلوة و السلام و علی آلہ و صحبہ الکرام علیہم السلام
سنہ مذکورہ کو وقت عصر پہنچا ہوا اور اٹھائے تہنیت میں سرکار تہنیت تہنیت تہنیت
کا افاغہ ہوا و الحمد للہ اولاً و آخراً و باطناً و ظاہراً و صلی اللہ تعالیٰ علی محمد و آلہ و سلم
محمد و آلہ و صحبہ و ابنہ و خزبہ و علینا محمد و بارک و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً انک
اللہ تعالیٰ ان تقبل سعینا و تغفر لذنوبنا و یرحم فاقتنا و یحییٰ منا مسکین و یمیتنا
مومنین و یحشرنا فی زمرۃ الصالحین و ان ینفع ہمذا التالیف و سائر تصانیفی
جمع اخوانی فی الدین انہ سمیع قریب قد یرمجیب الحمد لله رب العالمین

و بالخیرو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تکمیل جمیل و تسجیل جلیل چند فوائد عالیہ کی یاد دہانی میں
حامداً و مصدقاً و مسلماً

ہر چند یہ فوائد ہی میں جن کا ثبوت مباحث رسالہ میں گزرا اگر کتاب میں انکے لیے کوئی فصل
معیین نہ تھی متفرق مواقع پر واقع ہوئی لہذا ان کے متم بالشان ہونے نے چاہا کہ یہاں
اوپر مواضع پر مطلع کر دیا جائے (فائدہ اولی) اس مسئلہ میں مختلف کتب و لے بدعتی گمراہ ہیں
دیکھو (قول ۱۵) کہ امام موقی کا اٹھارہویں مقررہ ہی قول ۱۵ کہ بعض معتزلی رافضی جمادیت
موقی سے سنہ ۱۱۹۰ کہ میت کا ہمارا ہونا مذہب اعتزال ہی (قول ۲۵) کہ علم موقی
کا منکر نہ ہو گا مگر جو حدیثوں سے جاہل ہو اور دین سے منکر (قول ۱۹۹ و ۲۰۰) کہ علم وسیع و بصیر
موقی پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہی یہ ظاہر کہ ان کے اجماع کا مخالف نہ ہو گا مگر بد مذہب
گمراہ (فائدہ ثانی) اہل قبور کے زائروں کو دیکھتے پہچانتے اور کلام سنتے سلام لیتے جواب

نہ غم و غم باریں ہوتی ہیں جسے علمائے کرام یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر غزنی میں مفصل ذکر کیا تا لثایہ اعتراض بعینہ و ن احادیث کثیرہ پر بھی وارد جن میں صریح تصریح کہ ارواح مومنین بعد انتقال جہان چاہیں سیر کرتی ہیں لازم کہ جب وہ سیر کو جائیں قبرین عالیٰ ربیائیں اور قیامت پہلے حشر ہو جائے مگر ہل و نصب جو نہ کرادیں وہی غنیمت ہی چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک موال ایازید کہتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روضہ انور سے جہان چاہتے ہیں تشریف لیجاتے ہیں عمر و منکر ہو انا للہ وانا الیہ راجعون فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں مفصل فتویٰ لکھا اور وہاں اس سیر و اختیار کو شہدا وغیرہ شہدا عام مومنین کی ارواح کے لیے بہت حدیثوں سے ثابت کیا اور کلمات علمائے دین سے اس کے وقائع نقل کیے یہ فتویٰ فقیر کی مجلس ششم فتاویٰ سمیۃ العطا یا اللہ فی فی الفتاویٰ الرضویہ میں منسلک و الحمد للہ رب العالمین

(فائدہ راجع بغایت نافعہ) ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے میں دور و نزدیک سب یکساں ہو یہ ایک مطلب نفیس و حلیل و عظیم الفائدہ ہے جسکی طرف توجہ خاص لازم دیکھو (قول ۶۵) کہ اولیائے احیاء نور خدا سے دیکھتے ہیں اور نور خدا کو کوئی چیز حاجب نہیں پھر اموات کا کیا کہنا (قول ۶۶) کہ قبر سے نزدیکی تو مبعہ کو ہوتی ہے اور ادراک و شناخت الہی (قول ۶۷) کہ روح جنت یا آسمان یا علیین میں رفیع علی میں ہوتی ہے اور وہاں سے زائر کی آواز سنتی جواب دیتی ادراک کرتی اپنے بدن سے کام لیتی ہے پھر کون سا کتا ہو کہ زمین سے جنت تک کو لاکھ کی گز دور منزل ہا فاصلہ ہو کہ بریلی سے بغداد یا ہند سے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہما و آلہ و بارک وسلم (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) کہ ارواح کے آگے کچھ پردہ نہیں اور انھیں سارا جہان یکساں ہے (قول ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷) کہ ارواح قدیمہ سب کچھ اسیا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے (مقالہ ۱۱۸) شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول کہ روح کو قرب و بعد مکانی اس دریافت کا حاجب نہیں اس کا حال نگاہ کا سا ہے کہ کوئین کے اندر

سے ساتون آسمان کے ستارے دیکھ سکتی ہو یہی معنی ہیں ارشاد عالمی دو امام اہلبیت
طہارت دو فرزند ریحانین رسالت حضرت امام اجل زین العابدین علی بن حسین شہید کربلا
حضرت امام حسن مثنیٰ ابن امام اکبر سیدنا حسن مجتبیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم الکریم و
علیہم کے زائران فرار قدس سے فرمایا انہم ومن فی الاذلس سواہم و جو اندلس
میں بیٹھے ہیں برابر ہو حکماء فی جذب القلوب وغیرہ سوال میں حدیث گزری کہ
اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہو جو روضہ اقدس پر گھڑا تمام جہان کی آوازیں سنتا ہے معلوم
ہو اگر یہ خاصہ ملزومہ الوہیت نہیں بلکہ بندے کو اوس کا حصول ممکن اور بر قدرت الہی
داخل پھر کیسے ہے اوس کا اثبات شرک ہونا عجب تماشا ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ کی اسکی تحقیق
نام اپنے رسالہ سیلۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوہی میں ذکر کی و
باللہ التوفیق (فائدہ خامسہ) ولہذا وہی امداد ہر جگہ جاری کچھ نزدیکوں پر منحصر نہیں اور
اسی لیے اون سے استمداد اور اون کی ندامین بھی حضور فرار غیر مشروط بلکہ جہان سے چاہو
صحیح و درست ہو اگرچہ حضور فرات میں نفع اتم و زائد ہو دیکھو (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) غور کرو
ائمہ مجتہدین کے پیرو تمام ملک خدامین کہان سے کہان تک پھیلے ہیں پھر وہ کیونکر ہر
شخص کی ہر شکل و آفت میں مدد فرماتے اور دائما خبر گیران رہتے ہیں اسی طرح حضرات
اولیائے کرام اپنے مریدان سلسل کے ساتھ دیکھو (قول ۱۱۵) خود سیدی احمد زروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کوئی مصیبت آئے یا زروق کہہ کر یار میں فوراً مدد کو آؤگا
دیکھو (قول ۱۱۶) اور شاہ عبدالغنی صاحب کا قول دیکھو (مقالہ ۸۸) شاہ ولی اللہ
کہتے ہیں گھر بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کرو دیکھو (سوال ۱۲) مرزا مظہر صاحب
عارضہ جسمانی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اور مشکل باطنی میں حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب توجہ میں کرتے اور دھڑ سے امداد فرمائی جاتی دیکھ
(سوال ۱۷ و مقالہ ۱۲) گھر بیٹھے قصائد سناتے ارواح عالیہ سے توڑ تین پاتے

دیکھو (سوال ۸) و متقل ۱۸ حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا
 حضور کے جس مشوئل سے ملاقات ہوئی توجہ والا اس کے حال پر مبذول پائی دیکھو (متقل
 ۳۳) مخلون کا بیان کیا جنگل میں یا سوتے وقت اپنا مال حضرت خواجہ بہار الحق الدین
 نقشبند قدس سرہ العزیز کی حمایت میں سونپتے ہیں اس پر غیب سے ہدیہ پاتے ہیں دیکھو
 (متقل ۳۴) ہر شہر میں بندگان خدا ولایت و طہیت کے مراتب پلٹے ہیں پھر کیونکر اون
 سب کو وہ فیض حضرات ائمہ اطہار حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم عطا فرماتے
 ہیں دیکھو (متقل ۳۵) ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
 امارت میں کس ملک و شہر میں نہیں ہوتی پھر ان میں حضرت مولیٰ مشککش کا توسط کیونکر
 ہوتا ہو دیکھو (متقل ۱۸) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ابوالرضا کو اسماء تعلیم
 فرمائے دیکھو (متقل ۱۹) یہ ایک عجزہ کو پانی پلا کر کھانا اور صفا کر غائب ہو گئے
 دیکھو (متقل ۲۰) حضور غوث اعظم و حضرت نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے مریدان سلسلہ
 کی تربیت فرمائی دیکھو (متقل ۲۱) ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
 ان کے پیر چلوہ فرمایا اور پھر بھرتک توجہ بخشی دیکھو (متقل ۲۲) ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
 یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا ہے تخصیص کل قیڈان جائز ہوا اور شاہ ولی اللہ اور ان کے اکابر اعلیٰ
 یا علی کا وطن کیا دیکھو (متقل ۲۳) ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
 ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰
 الہادی الی صراط مستقیم تنبیہ یہ مواضع بعیدہ سے استمداد و نذا کا مسئلہ بجائے خود
 ایک مستقل تالیف کے قابل ہے جسکی تالیف میں خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بہت احادیث اور خاص تصریح میں حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر
 و عثمان بن حنیف و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار اور علاوہ اون چھیا لیس مضمون
 سید محمد یونس کے جنکی طرف فائزہ خواجہ سیدہ امین ایمان بہت ائمہ دین و علمائے

مستعین و کبرائے خاندان عزیزی کے اقوال اسوقت میرے پیش نظر جلوہ کر رہے ہیں عجب
 نہیں کہ حضرت حق جل و علا کا ارادہ ہو تو فقیر اپنے رسا کی کیشہ کی تسمیہ یعنی سے قانع ہو کر
 خاص اسباب میں ایک جامع رسالہ ترتیب دے اور ان سبب حادینہ و اقوال ماضیہ کے
 فراہم کر کے تحقیقات سلطنتہ المصطفیٰ وغیرہ افاضات تازہ کا حنفہ کرے واللہ اعلم و بدیع
 و الحمد للہ رب العالمین

تذیل

نواب صدیق حسین خان بہادر شوہر ریاست بھوپال رسالہ فقہاریہ و الہامیہ تحریر
 کرتے ہیں کہ غوث الثقلین و غوث اعظم قطب القادس کے ناموں میں
 کہتا ہوں نواب بہادر نے یہاں خدا جانے کس خیال سے ایسا گراہوا لفظ کھاد و ریش شک
 تمام و نامیہ پر فرض قطعی کہ صرف لفظ غوث کہنے پر خالص شرک جلی کا حکم لگا ہوا ہے غوث اعظم
 و غوث الثقلین تو بہت اجل و عظیم ہو آخر غوث کے کیا معنی فریاد کو یا پختہ لا جہان کے
 نزدیک استمداد و فریاد شرک تو فریاد رس کہنا کیونکر شرک صریح نہ ہو گا اب دیکھتے کہ
 حضرات کے طور پر کون کون مشرک ہو گیا قاضی ثناء اللہ پانی پتی و میان اسماعیل پانی
 نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث الثقلین لکھا و لکھو (مقالہ ۶ ص ۷۷)
 شاہ ولی اللہ امام معتاد و شیخ ابوالرضا اون کے جد امجد اور مرزا جان جانا اون کے
 مدد و اوحد اور اون کے پیروں سے شیخ عبدالاحد نے غیاث الدین و غوث الثقلین
 کو غوث اعظم کہا و لکھو (مقالہ ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴) شاہ عبد الغفر صاحب
 تفسیر عزیزی میں فرمایا برحق از اولیا مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت
 غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سلطانہ المستلخ حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ
 تعالیٰ سرہ تنبیہ ذرا یہ مسجود خلائق کا لفظ بھی پیش نظر رہے جسے شرک پانی سر سے گزرا
 میان اسماعیل نے صراط مستقیم میں کہا طالبان تائید و اندکہ نامیہ پر پختہ لا جہان

شہید انجین بزرگوار نے حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کو قطب الاقطاب لکھا دیکھو (مقال ۷۹) اور ان مولوی اسحق صاحب تورہ سے ہی جاتے ہیں جنھوں نے مائتہ مسائل کے جواب سوال و جواب میں کہا ولایت و کرامت حضرت غوث اعظم قدس سرہ غرض مذہب طائفہ عجیب مہذب مذہب جو بسکی بنا پر تمام ائمہ و علمائے طائفہ بھی سو سو طرح مشرک کافر بتے ہیں لاجل ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تنبیہ مہمہ واجب الملاحظہ

الحمد للہ کلام نے ذرۃ پختہ لیا اور بیان نے مسئلے کو اس کا حق دیا ذلک فیض اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون اب حضرات و مایہ سے اتنا پوچھ لینا چاہیے کہ اس مختصر رسالے کے مقصد سوم نے علمائے تین سو پانچ قول آپ کے گوش گزار کیے جن میں ایک سو اونچاس علم و بصیرت کی متعلقہ اور پانچ میں یہ کہ اولیاء کی کرامتیں بعد وصال بھی جاتی ہیں ان ایک سو چوں پر تو آپ کی سرکار سے شناید صرف حکم بدعت و ضلالت ہو اگرچہ بھی تبصریح امام الطائفہ شمس الملک اصل ایمان ہی باقی کتنے رہے ایک سو اکاون اور تین قول ابھی ابھی اسی تکرار کے فائدہ راجعین تازہ مذکور ہوئے یہ پھر ایک سو چوں ہو گئے مجھے مفاد و مقاصد کی تفصیل اس جدول سے ظاہر

اسباب میں کہ	اقوال ائمہ و علمائے سلف	مقالات خاندان عزیزی	کل مجموعہ
اولیاء وصال بھی تصرف فرماتے ہیں	۸	۷	۱۵
دو بوجہ جنات بھی مستور تریک دور در کرت ہیں	۲۵	۵۹	۸۴
وقت حاجت اول سے استغاثت اور دینی	۱۶	۲۶	۴۲
باز تکرار دور دور سے روا	۱۲	۱	۱۳

اب انکی نسبت بارشاد ہو وہ ایک سو چوں بدعت تھے یہ ایک سو چوں آپ کے

مذہب میں خالص شرک اور ان کے قائل ائمہ و فاضل عیاذ باللہ کے شرک ٹھہرن گئے یا
 نہیں اگر کہیں نہ (اور قد اکرے ایسا ہی کہو) تو ائمہ لشد کہ ہدایت پائی اور کفر و شرک کی تیز
 و تند کہ مدتوں سے بینہ نگہ چڑھی تھی اوتار پڑائی رب قدیر کو ہدایت فرماتے کیا دیر لگتی ہے
 آخر کلمہ پڑھتے ہو شاید پاس اسلام کچھ جھلکت کھا جائے اور محبوبان خدا و ائمہ ہدیٰ کو
 معاذ اللہ کافر و مشرک کہتے جگر تھلے ان ذلک عن اللہ یسیر ان اللہ علی کل شیء قدیر اور اگر
 شاید اصرار مذہب و مذہب شرب آئے آئے اور بیدھڑک آئیے ہونہ سے مان نکل جائے
 تو آپ صاحبوں سے تو ساعرض کرونگا کہ حضرات جنہیں آپ نے مشرک کہہ دیا ذرا نگاہ رو برواؤ
 میں شاہدوں اللہ و شاہد عبد اللہ صاحبان اور ان کے اسلاف و اخلاف یہاں
 تک کہ خود بانی مذہب امام طائفہ مولوی اسماعیل دہلوی بھی ہیں اب انکی نسبت تصحیح
 استفسار اگر بیان چھوٹے تو کہو لگا کیوں صاحب اسی بات پر ائمہ ہدیٰ تو پناہ بخدا
 چین چین چنان چھوڑیں اور یہ حضرات مطلق اذان کیا اون کیلئے کوئی جی آگئی ہے کہ
 احکام الہی سے شتمی میں یا انھوں نے رحمت سے عہد لیلیا ہر کانکی امامت میں ہاں
 نہ آئے اگرچہ شرک کے برائے ہیں مالک کہ کیف تحکون ۵ اللہ اذن لکم هذا علی اللہ تفرد
 ام لکم کتابہ سورہ ان لکفلا تمخیرون ۵ اور اگر شاید بات کی نکالیں ہی آپری کہ
 یہاں بھی کھنکھ شرک کی جڑی ہے شاہد کہ زرقیان دس کنشان گزشتی پاگوشت
 خاک نام بر باد رفتہ باشد۔ عرض اس تقدیر پر آپ سے زیادہ عرض کا کیا محل ہو گا جزا اینکه
 سلام علیکم لانتہی الجھلین ۵ مان عوام اہل سنت کو بیدار کرونگا کہ بھائیو اب بھی وضو
 حق میں کچھ باقی رہیں نامہ مذہب مذہب ناپاک مشرب کی رو سے صحابہ و تابعین و ائمہ
 مجتہدین و علمائے دین و اولیائے کاملین قرون ثلثہ سے لیکر آجتک سب کے سب
 معاذ اللہ مشرک کافر بدعتی خاسر ٹھہرن گئے مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم۔ ظاہر ہی
 کہ وہ طائفہ تالفہ کیسا ہو گا اور اسے سنت و جماعت سے کتنا علائہ سخن اللہ سنت

جماعت کو شرک بتائیں جماعت سفت کو مشرک ٹھہرائیں پھر سنی ہونے کا دعویٰ بجا
 نکلا وہی العرش الاعلیٰ قل جاعل الحق و زهق الباطل ط ان الباطل کان زهوقا و الحمد لله
 رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و تحیہ جمیعین سبحانک
 اللہ و بحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و التوب الیک و الحمد للہ رب العالمین

تذیل اہم اجل و عظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم لاک الحمد و بک استغنی صل و سلم و بارک علی الامان الامین المبارک الیمین
 حبیبک و الذو تحبہ جمیعین ما یوربار او حث حاثت فی بین عامہ و خبرہ تحقیق مسئلہ
 بین بین حضرات منکرین کی غایت سعی و تمام مائتہ ناز اس باب میں جو کچھ ہو وہ یہی مسئلہ
 بین ہو جسے دیکھا کر عوام بلکہ علموں کو متزلزل کر دیتے یا کیا پاتے ہیں مائتہ سال میں کافی
 شرح وافی دفعہ القدیر و کفایہ جوشی ہدایہ و مستخلص و عینی شروع کثرت سے طولانی عبارتیں
 کچھ قطع پرید کچھ بیگانہ ضرب پریشانی نقل کیں کہ عوام پری پری عبارتیں عربیہ دیکھ کر راجائیں
 اور اگر سماع موافق سے سنکر نہ ہوں تو الا اقل تردد تو کر جائیں مگر بحوالہ اہل علم جانتے ہیں
 کہ یہ سب نری طرح کاری ہو ورنہ وہ عبارت اور ان جیسی ہوں یا نہ جتنی اور ہوں نہیں
 مفسرہ منکرین کو مفید نہ اہل سنت و جماعت کا اجماعی مسئلہ جو اصول و مریضہ ادا ویت صحیحہ
 سید المرسلین علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت اسی مسئلہ کی اشکیات تینوں مسئلوں سے
 متزلزل ہو سکے فقیر غفرلہ اللہ الولی القدیر اوس کی تحقیق و نتیجہ میں بھی کلمات چند نافع
 ہو و صد گزارش کر رہا کہ ایسے تعالیٰ وافی کوشات و ہتقات متخالف منصف کو
 رضاء و ندامت حکما بر منصف کو وبال و غرامت دین و باللہ القریق و بہ الوصول الی
 الذری تحقیق مسئلہ ہو کہ اگر کوئی شخص قسم کھاتے زید سے نہ ہو لو کا تو یہ قسم زیدی کی

حالت حیات پر مقصور رہتی ہو اگر بعد انتقال زید سے کلام کرے حانت نہ ہو گا اصل مسئلہ
ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صرف استفادہ ہو اور اسکی وجہ یہ کہ ہمارے
نزدیک بنائے میں عرف پر ہی لفظ سے جو معنی عوام اور مفہوم ہوتے ہیں اور نیز قسم وارد
ہوتی ہے معنی لغوی یا شرعی پر تمام کتب مذہب اور خود ان کتب مذکورہ میں جسکی
عبارات کو مکررین بارہا مل یا تجاہل اپنی سند سمجھے اس امر کی تصریحات جلیب میں
مثلاً قسم کھائی تجھ کو نے پر نہ بیٹھے گا یا چراغ سے روشنی نہ لینگا یا چھت کے نیچے نہ بیٹھا
تو زمین پر یا دھوپ میں یا زیر آسمان بیٹھنے سے قسم نہ ٹوٹگی اگرچہ قرآن عظیم میں
زمین کو فرش اور آفتاب کو سراج اور آسمان کو سقف فرمایا قال اللہ تعالیٰ جعل
لکم الارض فرشا و قال اللہ تعالیٰ وجعل فیہا سراجا و قرا منیرا۔ و قال اللہ تعالیٰ
وجعلنا السماء سقفا محفوظا یومنین قسم کھائی کسی گھر میں نہ جائیگا تو مسجد وغیرہ
معابد میں جائیسے حانت نہ ہو گا اگرچہ لغت انہر بھی گھر کا لفظ صادق وجہ دہی ہو کہ اگرچہ شرعا
یا لغت یہ اشیاء اول الفاظ میں داخل گرایان میں عرفاً شمول درکار ہو وہ یہاں غیر حاصل
بعینہ اسی وجہ سے مسئلہ مذکورہ میں بعد موت ہونے سے حنت زائل کہ کسی سے نہ بولنا عرفاً
او سکی موت کے بعد سلام و کلام کو غیر شامل اس سے یہ تراش لینا کہ ہمارے اصل ائمہ مذہب
کے نزدیک میت سے کلام حقیقتہ یا شرعاً کلام نہیں محض باطل اور ایسا گمان کرنے والا
اصل مذات مسئلہ سے جاہل یا نااہل ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم نے حسب طرح تصریح
فرمائی ہے کہ جو صورت مذکورہ میں اگر قسم کھائیو الا اور زیر دونوں گز میں گھے اور زید نے
سلام پڑھنے میں ہم دونوں پر سلام کی نیت کی حانت نہ ہو گا اور بیرون نماز اگر کسی مجمع میں
ہو اور قسم کھائیو الا سلام پڑھنے سے حانت ہو جائیگا یو ہیں اگر زید یا م تھا اور یہ تقدی زید
نماز میں کچھ بھولا اس طرح بتایا قسم نہ ٹوٹگی اور نماز سے باہر بتایا تو حائگی بجز الراق و
رد اختیار وغیرہ کتب کثیرہ میں جو لو سلام علی قومہ ہو فیہم حنت الا ان لا یقصده

فیدین ولو سلم من الصلاة لا یجنت وان کان الحلو فکلیه یسئل فی ذلک لا یجوز
 السلامین فی الصلاة من وجهه ولو سجد له تسبیحاً او فتح علیه القربة وهو متدلم یجنت
 وخروج الصلاة یجنت اب اس سیم قرآن کریم نازی تهرین نازی کچھین سنتے نازیون
 سے کلام حقیقہ کلام ہی نہیں اس جمالت کی کچھ بھی حد نہ ہو اور نہیں کتب مستندہ کی
 عبارتیں سننے کافی ہیں ہر الاصل ان الالفاظ المستعملة فی الایمان مبنیة علی العرف
 عندنا الی ان قال قلنا ان غرض الحالف ما هو المتعارف فیتقید بما هو غرضه
 الا ترى ان من حلف ان لا یستغنی بالسرّاج او لا یجلس علی البساط فاستضاء
 بالشمس وجلس علی الارض لا یجنت وان سجد فی القرآن الشمس سراجاً والارض بساطاً حل
 حلف ان لا یدخل بیتاً لا یجنت بدخول الکعبة والمسجد والبیعة والکلیسة الخ ای
 فتح القدرین ہر الاصل ان الایمان مبنیة علی العرف عندنا لا علی الحقیقة اللغویة
 کما نقل عن الشافعی ولا علی الاستعمال القرآنی کما عند مالک ولا علی النیة مطلقاً کما
 عند احمد اسی کفایہ میں ہر الاصل ان الالفاظ المستعملة فی الایمان مبنیة علی
 العرف عندنا وعند الشافعی علی الحقیقة لان الحقیقة حقیق بان یراد وعند مالک
 علی معانی کلم القرآن لانه علی اصح اللغات وافصحها ولنا ان غرض الحالف ما هو المتعارف
 فیتقید بغرضه اوسی میں ہر جہنا العرف علی الحقیقة لان مبنی الایمان علی العرف
 اسی مستخلص شرح کنز میں کفایہ کا پہلا کلام بعینہ نقل کر کے لکھا کذا فی کفایہ وقد ذکر
 فخر الاسلام فی اصولہ ان جملة ما ترکہ الحقیقة خمسة انواع وعد من جملة ما استعمل
 العرف الغالب اسی عینی شرح کنز میں ہر الايمان عندنا مبنیة علی العرف وعند الشافعی
 واحمد علی الحقیقة وعند مالک علی معانی کلم القرآن بلکہ اسی فتح القدرین میں خاص ہر
 مسئلہ دائرہ کے مبنی علی العرف ہوگی تصریح کی فرماتے ہیں ہمینہ لا ینعقد الا علی
 المتعارف هو الکلام معہ یعنی یہ قسم ہر حالت زندگی ہی پر معتقد ہوگی کہ عرف میں

کسی سے یوں اسکی زندگی ہی میں بات کرنے کو کہتے ہیں علامہ علی قاری کی حنفی مرقا شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی مسئلہ کو ذکر کر کے فرماتے ہیں **وَمَا مِنْهُمْ بَلَدٌ عَلَىٰ ابْنِ الْإِيمَانِ** علی المرتضیٰ فلا یلزم فی حقیقة السماع تکفایا لو افهم حلف لایا کل اللعم فاکل السمک مع انه تعالیٰ سماء لهما طویا یعنی ہمارے علماء کا یہ ارشاد کہ بعد موت کلام سے قسم نہ تو لگنی سہنی ہو کہ قسم کی بنا عرف پر ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مردے حقیقت نہیں سنتے جس طرح ہمارے علماء نے فرمایا کہ جو گوشت کھانے کی قسم کھائے پھل کھانے سے حانت نہ ہو گا حالانکہ اللہ عز وجل نے قرآن عظیم میں اس سے تر و تازہ گوشت فرمایا۔ سیطرہ شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث حنفی شیعہ المذہبات شرح مشکوٰۃ میں بعد ذکر مسئلہ کہ اگر کسی سوگند خور کہ کلام نکم پس کلام کرد اور بعد مردن او حانت نیگردد او سکی وجہ ارشاد فرماتے ہیں **بَنَاءُ إِيَّانِ بِعَرَفٍ** و عادات است نہ تحقیقت اصل بات تو اتنی ہو جیسے انکار سماع موتی سے نام کو مس بھی نہیں کر بعض شروع مثل لب خمہ مذکورہ وغیرہ میں اس مسئلہ کی توجیہ و تاویل و وجہ دلیل کچھ ہے طور پر واقع ہوئی جس سے بنظر ظاہر یہ فکر غائر کچھ ہم خلاف پیرایہ حضرات سنکرین اور ایک یہ سنکرین کیا اہلسنت کے تمام مخالفین ہمیشہ لغریق یتشبث بکل حشیش کے مصداق ہوتے ہیں و وہ تباہ و برباد ہوئے اپنے صریح مضمر سے بھی تو استدلال کر لاتے ہیں پھر میں بنظر کچھ نفع کا وہم نکلتا ہوا و سکا کہنا ہی کیا ہو اب حادثہ صحیحہ جلیلہ خیرلیہ کے تمام قاسم باہر زائر ظاہر تفرجات سب اوٹھا کر طاق لبیان پر رکھ دیں صحابہ تابعین ائمہ دین سلف صالحین خلف کا ملین سب کے ارشادات جلیہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں احادیث اور وہ ارشادات ائمہ کیوں دیکھے جاتے وہاں تو انکار کی قطع کھلتی ہوئی مطلع علی العیب کے ارشاد سے اس برزخی حال نہماں کی خبر اپنی خواہش کے خلاف ملتی ہو تو ال علماء میں جماع اہلسنت کے بادل گرج رہے ہیں جنھیں سنکر انتہاء انکار کی چھائی دہتی ہو چار ناچار جنھیں چند عبارات موہمہ کے معانی موہومہ پر ایمان لانا فرض چھڑ خدا را انصاف اگر معاذ اللہ صورتہ برکس ہو تی کہ حضرات کی طرف وہ ذرا اقل قاہرہ

احادیث متواترہ و نقول اجماع اہل سنت تو ہیں اور دوسرا وہ کہ خلاف ایسی چیزیں ہیں
 کہ ان کا کچھ نہ بکھرتے پھر تے قطع تشبیح کے رنگ نہ کھرتے مگر ان کے یہ سب کچھ حلال ہیں کیا کریں نہیں
 گنجائش نہیں تاکہ محال ہو نہ انکے مبالغہ میں احکام طرہ کہ نہیں در بیان حقیقت و نہ انکے
 غیر متقلدین بھی انکار سے موتی پر مرتبہ جان دیتے ہیں اور قصوں صحر کی جاوید بھی
 چھوڑ کر ایسے ہی بعض عبارات موسیقی کی آڑ لیتے ہیں اب نہ عل بالحدیث کی آن تہ انکے
 احادیث و روایات ہم پر ایمان بات یہ ہو کہ منکر صاحب کچھ یہاں دین و شریعت اپنی ہوا ہو
 کا نام ہو یہاں جیسا موقع دیکھا اسی سے کام ہو ان حضرات کی عمل بالحدیث کی وہی حالت ہو
 جو قرآن عظیم میں اصل اصول مذہب ذوالخویشہ و تمیزی کے دربارہ صدقات ارشاد فرمائے کہ وہم
 من ینزلک فی الصدقات فان عطاوا منہ فاضوا وان لم یعطوا منہا اذ اہم منہم من انزلہ
 حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زعم میں ان کے ہوسات کو جگہ دی تو توٹیں میں ٹپسے
 شیعہ حدیث ہیں و نہ تھا حدیث کی طرف سے رو در قفا آب لائے پکارا کیجیے تعالیٰ الرسول
 کون سنتا ہر کسے قبول خوبی یہ کہ سب کو چھوڑ کر جنکا وہاں کوہ الذہب کے گات میں جس طرح
 ماکہ ہر پر عمل رابطہ تریہ کہ او کی خود عبارت تو نہیں عقل انصاف کو غور نظر کی خصیصہ شہری
 نہ ختمال استدلال میں تمیزی کی یاں طالب تحقیق و صاحب توفیق براہ انصاف و نہ کہ عکس
 ادھر گئے کہ بعون تعالیٰ رفع حجاب و رفع اضطراب و تفتیح جواب توضیح جواب کے دریا ہر تے
 پائے فاتحہ بول اللہ اصول تقریر جوابات سے پہلے چند مقدمات مفید لائق تہذیب و توفیق
 من اللہ العزیز محمد مقدمہ اولی قصول سابقہ میں ثابت ہو گیا کہ اہل سنت کا یہ کہ
 روح کیلئے فنا نہیں موت سے روح کا جانا باندہ ہون کا قول ہے کتب عقائد میں لکھا
 و موافقہ و طلوع اور او کی شروح و غیر ناو کی تشریحات سے الامال میں یہ مسئلہ بلکہ خود روح
 کا جسم کے علاوہ ایک شے ہونا بھی اگرچہ نظر بعض الناس منجہ نظریات تھا جس کے سبب ایہم
 اجل فخر کریں رازی کو تفسیر کبیر میں زیر کرمیہ معلومہ عن الروح او سپر شہر قاهرہ کا

اہل ان میں
 بعض اہل
 کچھ خاصہ ہے
 یا ہر جیسے
 بعد موت
 بدن حیوان
 نسخ بھی
 ثابت ۱۱
 مسئلہ

عقائد اولی صورت و کیفیت و خصوصیات کی کچھ اطلاق سے کچھ انکار

قائم کرنا پڑا اگر قرآن و حدیث ان پر اتنے نصوص و اضمحلال عطا نہیں فرماتے جنکا حصہ شمار ہو سکے
 اور اب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ باتیں اہل اسلام میں بدیہیات سے بین جان کا جانا ہر ایک کی جان
 نہیں گرجاں سا انجان جان کا جانا ہم سے کلنا ضرور جانتا ہی اور ساتھ ہی فاتحہ و خیرات
 و ایصال ثواب و صدقات سے بتا دیتا ہی کہ وہ روح کو باقی و برقرار مانتا ہی تو موت
 حقیقتہً تعذبت بدن ہی نہ وصف روح و لہذا علامۃ الوجود مقتی ابوالسعود محمد عمادی نے تفسیر اشار
 مقتی سلیمین بن زرقہ الحاکم حیات عندہم یا فیاء لالة علی ان روح الانسان جسم لطیف
 لا یتوقف علی بدن ولا یتوقف علیہ دراکہ و تألمہ و التناذہ پھر بھی مجازاً روح
 متعلق عن البدن پر بھی اوس کلام اسی حدیث میں ہی انہم رب الارواح الفانیة و الاجساد
 البانیة الحدیث و لفظہ عند ابن السنی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان ربہ
 اللہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل الجبانہ یقول اسلام علیکم ایتہا الارواح الفانیة
 و الابدان البانیة و العظام النخرة التي خرجت من الدنیا و ہی باللہ مؤمنة اللہم ادخلی علیہم
 و صامدات مسلم و صامنا علامہ عزیزی اس حدیث کے نیچے راجح المنیرین فرماتے ہیں (کراچی)
 الفانیة ای الفانی اجساد ہا انکارین العابدین ناوی میسرین فرماتے ہیں یعنی الارواح
 التي اجساد ہا فانیة و الاقلا الارواح لا تقنی علامہ غنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں
 قوله الفانیة ای الفانیة اجساد ہا اذ الارواح لا تقنی و لذانی بالجملة بعد ہا مفسرہ
 لذلك اتی و الابدان البانیة ای فی غیر نحو الشہداء ان سب عبارات کا محصل یہ کہ روح
 پر اطلاق فی باعتبار جسم اتعہد یعنی ای وہ روح جس کے بدن فنا ہو گئے تیسرے سلام ہو و رن خود
 روح کیلئے کہ فنا نہیں و لہذا وہ سر نہیں و اسکی تفسیر فرمادی کہ گلے ہوئے بدن یعنی عام
 لوگوں کے لیے کہ شہداء و ان کے مثل جو جس جسم بھی سلامت رہتے ہیں اس کے بعد تیسرے سلام
 انسیر و نون میں ہر فیہ ان الاموات یسمعون اذ لا یخاطب الا من یسمع یعنی اس وقت
 سے بھی ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں کہ خطاب ہی سے کیا جاتا ہی جو سنتا ہو۔ احادیث نوع

اول فصل اول بر نظراته کیجه تو وه ایک ساتھ ان مطالب کو ادا کر رہی ہیں کہ بدن روح
 و دون پریت کا اطلاق ہوتا ہی اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتی ہیں کہ حقیقت موت بدن کیلئے ہی
 روح اس سے پاک ہے اور ہر وقت ہمیں ارشاد ہو کہ جو شخص مرد کو نہلا نکلتا نکلتا
 و فتا تا ہی مردہ اوسی بچا تا ہی و ظاہر کہ یہ افعال بدن پر وارد ہیں نہ روح پر اور یہاں تا کام
 روح کا ہی اور جب اپنے علم و ادراک پر باقی ہو تو اوسی موت کہان موت کی چھوٹی
 بہن نیند میں تو بچا تا ہی ہمیں موت میں کو فکر رہتی یوں شدہ ۶ و ۷ و احادیث ۱۰ تا ۱۵
 وغیرہ سب اسبطر ان جملہ مطالب کی خامودی ہیں کہ لایحی لا جرم شاہ عبد العزیز
 نے تفسیر عزیزی میں فرمایا موت بخفی عدم حس و حرکت و عدم ادراک و شعور جسید را
 رو میبد و روح را اصلاً غیر نمیشود چنانچہ حال قوی بود حال اہم ہست و شعور و ادراک
 داشت حال اہم دارد و کہ صاف تر و روشن تر پس ارواح را مطلقاً خواہ روح شہید یا شہید یا
 روح عامہ موئین یا روح کافر و فاسق یا حتی مردہ تو گنفتہ و کی صفت بدن نہ کہ شعور
 و ادراک حرکات و تصرفات کہ سبب خلق روح باوی از وی ظاہر نمیشد حال انکس و ندری
 روح را بد و سنی موت لائق نمیشود اول آنکہ بعد از مفارقت بدن از ترقی باز میماند دوم بعضی
 تمتعات مثل کل و شرب از دست او میروند و ہذا اورانیز در شرع حکم موت غیر بانیدادین ہو
 فقط اما شہیدان را ہذا در حقیقت این دینی ہم نیست بلکہ ایشان را زندگانند و اما در ترقی و تمتعات
 جسادیہ نیز از ایشان موقوف شدہ ہذا مختصر الامین ہر جان آدمی چند پر شدہ و مصائب
 گرفتار شود و فقط اتی محفوظ است شگستہ شدن و فنا پذیرفتن آن از محالات ہست و ہذا در
 حدیث شریف وارد ہست انما خلقکم للابد یعنی جان آدمی کہ حقیقت آدمی عبارت از است
 ابدی است ہرگز فنا پذیر نیست و آنچه در عرف مشہور ہست کہ موت ہلاک جان میکند محض مجاز
 نہایت کار موت آنست کہ جبار از بدن جدا شود و بدن بسبب نیافت مربی محافظ از
 ہم باشد والا جان فنا منصوص نیست و اثبات عالم برزخ و امکان شعور و شعری بہرین مسئلہ است

بالجمله موت بمعنی حقیقی که بدن ہی کو عارض ہوتی ہر وہی ایسی چیز ہو کہ جسے لاحق ہو مہل و
 معطل و معرض فساد و تحقق بالجہاد کردے موت مجازی کہ روح کیلئے ہر ان سب آفات
 سے پاک و مبرا ہے و لہذا الحمد والحجۃ السامیۃ مقدمہ ثانیہ ہر عاقل جانتا ہو کہ علم اور اس
 صفت جان پاک ہے نہ وصف مشیت خاکہ قال اللہ عزوجل ما کذب الفؤاد ما داری
 علی القول المحتمل ان المراد الرویۃ بحاستہ البصری تفسیر سیر میں ہر ان الانسان شئی
 واحد وذلک الشئی هو المبتلی بال تکالیف الالہیۃ والامور الربانیۃ هو الموصوف
 بالسمع والبصر و مجموع البدن لیس کذلک و لیس عضو من اعضاء البدن
 کذلک فالنفس شئی مغایر لجملۃ البدن و مغایر اجزاء البدن و هو موصوف
 بكل هذا النصفا و سی میں بعد اقامت حج کے لکھتے ہیں قبت بما ذکرنا ان النفس
 الانسانیۃ شئی واحد و ثبت ان ذلک الشئی هو المبصر و السامع و الشام و الذائق
 و اللامس و التحیل و المتفکر و المتذکر و المشتہی و الغاضب و هو موصوف بجميع الادراکات بحسب اللہ تعالیٰ
 و هو موصوف بجميع الافعال الاختیاریۃ و الحركات الارادیۃ یہ فرمایا کہ ان النفس
 شئیاً واحد امتنع کون النفس عبارة عن البدن و کذا القوة السامعۃ و سایر
 القوى فانما العلم بالضر و تر نہ لیس فی البدن جزء واحد ہو بعینہ موصوف بالابصار
 و السماع و الفکر و ثبت ان النفس الانسانیۃ شئی واحد موصوف بجملۃ هذه
 الادراکات و ثبت بالبداہتہ ان البدن و شیا من اجزاء البدن لیس کذلک
 و لنقر هذه البرہان بعبارة اخرى فنقول نعم بالضر و تر انما الذابصر ناشیاً عن فناء و اذ انما
 اشتہیہ و اذ اشتہیہ حوکنہ ابدنا الی القرب منه فوجب القطع بان الذی
 البصر هو الذی عرف هو الذی اشتہی هو الذی حوکنہ الی اخر ما اطال و اطاب
 هذا المختصر ملتقط تفسیر عزیزی میں ہر جزو اعظم جان است و شعور و ادراک و تلذذ و
 و تائم خاصہ اوست اخصاً بقول اس معنی پر شرع سے بھی دلائل قاطعہ قائم قرین

عقل امر تأیید ملک روح ہر جزو بدن ان نسبت ایک طرف ہی کر لائیں

واجماع عقلا و مشاہد عدل بین کہ انسان سمیع و بصیر ہو قال اللہ تعالیٰ نخلقنا الانسان من
 نطفۃ امشاج بتدلیہ فجعلنہ سمیعاً بصیراً اور عقلاً و نقلاً برہمیات سے ہو کہ انسان کی
 آنکھ کان انسان نہیں تو یقیناً ثابت کہ جسے سمیع و بصیر فرمایا چشم و گوش نہیں اور باقی
 اعضا کا سمیع و بصیرت سے بے علاقہ ہونا واضح تر تو وہ نہیں مگر روح و لہذا قرآن مجید فاعلموا
 انکم ارجل یمشون بہا ام لم یطشون بہا ام لم یعین بصرکم اعمیٰ بصرکم بہا ام لم یذق
 یسمون بہا ام لعل سمیع بصیرکی اضافت صاحب جوارج کی طرف فرمائی اور جوارج پر
 بای استعانت آئی ثابت ہو کہ فاعل و سامع و بصیر روح ہو اور بدن صرف آلہ سیطرہ
 تمام نفوس احوال برزخ کہ بعد فنا سے بدن بقاء اور اکات پر مشاہد ہیں جسے جگہ کثیرہ
 قصود سابقہ میں گزرا ہے ثابت کہ مدبر غیر بدن ہی ان کبھی مجازاً بدن کی طرف بھی بوجہ
 آلیت نسبت اور اکات ہوتی ہو قال اللہ تعالیٰ تعیمہا اذن واعیۃ معالمین ہو قال قتادہ اذن
 سمعت وعقلت ما سمعت مارک میں ہو قال قتادہ اذن عقلت من اللہ تعالیٰ و انتفعت بما
 سمعت یہ بر تقدیر مجاز عقلی ہو محتمل کہ مجاز فی الطرف ہو یعنی روح پر اطلاقی اذن کافی قولہ
 تعالیٰ قل اذن خیر حکم نعماً حبیب کی حدیث میں ہو ما لا یعین رأیت ولا اذن سمعت صحابہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب تا کہ یہ توشیح روایت چاہتے فرماتے ابصر عینای و سمع اذنا و عاہ
 ظہری تفسیر کریم میں ہو التحقیق ان الانسان جوہر ہو الفعل وهو الذی وهو الخ
 وهو المظہر وهو العاصی وھذا الاعضاء آلات وادوات لہ فی الفعل فاضیف
 الفعل الی الآت فی الظاہر و فی الحقیقۃ یضاف الی ذلک الجوہر مقدر ثلثہ
 جب باجماع اہل حق روح کیلئے موت نہیں اور تمام کتب عقائد میں تصریح اور شرح مقاصد
 کی عبارت فصل دوم نوع اول مقصد سوم میں گزری کہ اہلسنت کو نزدیک جسم شرط حیات
 نہیں مقرر اس میں خلاف کر نہیں اور ظاہر اکات تابع حیات ہیں کما انص علیہ فی شرح
 طالع الہ نور للعلامة التفتازانی وللاصحابی و شرح للمواقف للسیدنا البحر جالی و

مقدار مد تالذہ روح کی حیات و ذکر برہن اعلیٰ حیات بدن بتدلیہ ہو تا و کثیرہ

ہمارے نزدیک روح موت سے متغیر نہیں ہوتی اس کے علوم و ادراکات بدستور رہتے ہیں جس کا بیان
شافی بروجہ کافی فیصلہ مارکوسین مسطور توروح بعد فن فتنہ و سوال یا لعیم و کمالی امین
ہرگز عادیہ حیات کی محتاج نہیں کہ حیات و ادراکات اسے جدائی کے بعد بھی پہنچے جو ہر بدن ضرور
محتاج ہے وجہ یہ کہ بسنت کو نزدیک قبر کی تعیم یا معاذ اللہ عذاب جو کچھ ہے روح و جسم
دونوں پر ایمان حلیہ طلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں عذاب القبر حملہ الروح
والبین جمیعاً بالتفاق اہل السنۃ وکذا القول فی التعمیم اور اس پر شرح مطہرہ و نصوص کثیرہ
شہیرہ متواترہ دال ہیں جنکو استقصا کی طرف ماہ نہیں اسی کتاب کے احادیث مذکورہ میں بکثرت
اس کے دلائل ہیں کما تزی اس بطرح سوال نگیرین بھی روح بدن دونوں سے ہر شرح فقہ اکبر میں
لیس السؤال فی البرزخ للروح و حدھا کما قال ابن حزم و غیرہ و افسد منه قول من
قال انه للبدن بل الروح و الاحادیث الصحیحة ترد القولین اور جہاد من حیث ہو
جماد سے سوال یا رسول اللہ خواہ الم کا ایصال بدائتہ محال لاجرم وقت سوال وغیرہ بدن کے
ایک نوع حیات کی عود سے چارہ نہیں اگرچہ ہم اسکی کیفیت خبر مانجا میں امام اجل ابوالبرکات
نسفی عمدۃ الکلام میں فرماتے ہیں عذاب القبر للکفار و لبعض العصاة من المؤمنین و
وکانعام لاهل الطاعة باعادة المعیة فی الجسد وان توقفنا فی اعادة الروح حق
امام الائمہ مالک الازمہ سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں سؤال
منکلو تکبیر فی القبر حق و اعادة الروح الی العبد فی قبرہ حق او سکی شرح نسخ الروض میں ہر
(اعادة الروح) ای ردھا و تعلقھا الی العبد ای جسدہ بجمیع اجزائہ او ببعضھا
بجمیعة او متفرقة (فی قبرہ حق) والوا وجر د الجمعیة فلا ینافی ان السؤال بعد
اعادة الروح و کمال الحال اوسی میں ہر علم ان اهل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ
یمخلق فی المیت نوع حیاة فی القبر قدر ما یتلذذ و لکن اختلفوا فی انه هل یعاد
الروح الیہ و المتقول عن ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ التوقف اے ان کلامہ ہما

يدل على إعادة الروح اذ جواب الملكين فعل اختياري فلا يتصور بدون الروح
وقيل قد يتصور الخ امام ابن الهمام او في شرح القديسين فرمات في الحق ان الميت المعذب
في قبره توضع فيه الحياة بقدر ما يحس بالآلام والبنية ليست بشرط عند اهل السنة
حتى لو كان متفرق الاجزاء بحيث لا يتميز الاجزاء بل هي مختلطة بالتراب فعذاب
جعلت الحياة في تلك الاجزاء التي لا يأخذها البصر ان الله على ذلك لقدير والخلد
فيه ان كان بناء على انكار عذاب القبر امكن والا فلا يتصور من عاقل القول بالخلد
مع عدم الاحساس به روح كي نسبت تواويرة واضح هو چكاك او سكي حيات ستمه غير منقطع
يكره بدن كيلى بعد عود يحي استمرار ضرور نهين كه وه ايك تعلق خاص بمقصد خاص به تايه
حكي الفرام پلوسكا انقطاع بجا هو امام بدر عيني عمدة القاري شرح صحيح بخاري مين جواب
معتزله دلائل اثبات عذاب قبر مين فرمايدين لنا آيات احدها قوله تعالى النار يعرضون عليها
عذوا وعشيا فهو صريح في التعذيب بعد الموت الثانية قوله تعالى ربنا اهدنا الصراط المستقيم والهيئتنا اثنتين فان
الله تعال ذكر الموت مرتين وهما لا تتحققان الا ان يكون في القبر حياة وموت حتى تكمل
احد الموتين ما يحصل عقيب الحياة في الدنيا والاخرى ما يحصل عقيب الحياة التي
في القبر شرح الصدور مين بدائع سبب نقلت عن خط القاضي الي يعلى في تعاليقه
لا يد من انقطاع عذاب القبر لانه من هذا الدنيا والدنيا وما فيها منقطع فلا بد ان يلحقهم
الفناء والبلا ولا يعرف مقدار مدة ذلك پھر فياير قلت ودليل هذا اما اخرجه هذا
بن السري في الزهد عن مجاهد قال للكفار محجعة يجدون فيها طعم النوم حتى
يؤمر القيمة فاذا اصبح باهل القبور يقول الكافر يويلنا من بعثنا من مرقدنا فيقول
المؤمن الى جنبه هذا اما وعد الرحمن وصدق المرسلون مقدمه راجع سمع وصر
لغة وعرفا وراك الوان واضوا واصوات بجاسه چشم وگوش كانام هو قاموس مين هو
السمع حس الاذن او سمين هو البصر محرك حس العين اسيد طرح تاج العروس مين

مقدمه راجع وسمين هو البصر محرك حس العين اسيد طرح تاج العروس مين

محکم دہی صحاح جو بہری و مختار رازی میں ہر بصیر حاسۃ الرؤیۃ مصباح المنیر میں ہے
البصر النور الذی تدرک بہ الجارحۃ اوسمین ہر ذیت الشی رؤیۃ الجہتۃ بحاسۃ البصر ہی معنی
مواقف و شرح مواقف میں فیایہ انما یحصل الاذراک السمعی بوصول الهواء الی
الصماخ اور شراح فیما بحث نظر میں ذکر کیا الادراک بالبصر یتوقف علی امور ثلثۃ
مواجهۃ البصر و تقلیب الحدقۃ نحوہ طلبا لکرویتہ و ازالة الغشاوۃ المانعۃ من الابصار
اور ادسکا اطلاق ہر واسطہ جوارح و آلات اور اک تام جزئیات مذکور خواہ غیر مذکورہ ہر وجہ
جبری مخصوص پہنچی کیا جاتا ہے یہاں نہ مدرک بالفتح میں صوت و لون و وضو کی تخصیص
نہ مدرک بالکثرة آلات جسمانیہ کی قید۔ روز قیامت مومنین پہنچے رب عزوجل کو دیکھنے اور
اور ادسکا کلام سننے اور وہ اور ادسکی صفات اعراض سے پاک ہیں اور مولیٰ عزوجل سمیع
و بصیر علی الاطلاق ہر اور آلات و جوارح سے منزہ مصباح میں ہر سمع اللہ قولک علیہ
جمع الجارین ہر البصیر تعالیٰ یشاہد الاشیاء ظاہرہا و خافئہا من غیر جارحۃ و البصر
فی حقہ تعالیٰ عبارة عن صفۃ ینکشف بہ اکمال لغوت البصرات من الروض میں ہر
السمع صفۃ تتعلق بالمسموعات و البصر صفۃ تتعلق بالمبصرات فیدرک ادراکا تاما
لا علی سبیل القییل و التوہم و لا علی طریق تاثیر حاسۃ و وصول ہوا اسی اطلاق
مواقف و شرح میں فیایہ الثانیۃ شہتہ المقابلۃ وہی ان شرط الرؤیۃ کما علمہ بالفردۃ
من التجویۃ المقابلۃ او مافی حکمہا نحو المرئی فی المرآۃ وانہا مستحیلۃ فی حق اللہ تعالیٰ
لتنزهہ عن المکان و الجہتۃ و الجواب منع الاشتراط امام نسفی مصنف کافی مذکور
عمدۃ الکلام میں فیایہ ما قالوا من اشتراط المقابلۃ وغیرہ یبطل برویۃ اللہ تعالیٰ انہ نوح
ملاصق بالبدن کا سمع و بصر ہر وجہ اول ہر اور مفارق کا از قبیل دوم کل ذلک علی الاغلب کا
فہر ایچس الملاصق بنوعہ کما فی کشف الاولیاء و المفارق بالآلات الباقیۃ الدائمۃ کما فی
الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام و معنی المفارقة فیہم طریان لفرق الی تحقیق اللوعدا لولہ الی اور

اس معنی سے انکار کی سنگین سزا موتی کو بھی نکال کر نہیں کہ آخر رویت جنت و نار و عذاب و سماح و کلام ملائکہ ملتے سی چارہ کہاں اور جسم معطل اور آلات مختل ہی معنی ظاہر و عیان و مسیاتی تفصیل سے قریب النساء القریب اور یہاں ایک تیسرے معنی مجازی ہیں یعنی رانی و مرئی و سامع و مسموع میں بروجہ آلیت واسطہ ہونا اور صورتیہ کا مدرک تاکہ پہنچا یا یہ اوس وقت مراد ہو کہ ہم جب سمع و بصر بدن کی طرف مضاف ہوں گے مابینہ فی المقدمات الثانیۃ خواہ بروجہ اثبات اور یہ ظاہر ہو خواہ ضمن سلب جہاں سلب مقتصر ہے مستمر یعنی تضمنہ الاثبات کمالاً یعنی مخفی مقدرہ خاص قرآن و احادیث نصوص شرعیہ و محاورات عرفیہ سب میں انسان کی طرف صفات روح جسم دونوں نسبت کیجاتی ہیں قال اللہ تعالیٰ و لقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ۵ ثم جعلنا نطفة فی قرار مکیں ۵ الی قولہ سبحنہ قبریک اللہ احسن الخلقین ۵ وقال عز وجل واذ قال بلک للملک الی خالق بشرا من صلصال من حمأ مسنون ۵ فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ السجدين ۵ وقال تبارک اسمہ ما خلقہم من طین کاذب وقال جل جلالہ یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة و غیر مخلقة قلینکم و لفرغ الایام ما نشأ الی اجل مسمی الایۃ پر ظاہر کہ کھنکھاتی چپکتی خمیر کی ہوئی مٹی پھر پانی کے قطرے پھر خون کی بوند پھر گوشت کو لوتھڑی سے بننا رحم میں ایک مدت معین تک ٹھہرنا ٹھیک ہونے کے بعد اوس میں روح کا پھونکا جانا یہ سب احوال و اطوار بدن کو ہیں اور انسان کی طرف نسبت فرمائی و قال تعجبت و جعلنا الانسان ناعا کان ظلو ما جهو کا و قال تعالیٰ شأنہ ۵ بحسب الانسان ان لو یجمع عظامہ ۵ جی قادرین علی ان نسوی بنانه بل یرید الانسان لیفخر امامہ سیئل ایان یوم القيمة الی قولہ جل ذکرہ ۵ یقول الانسان یومئذ ان المفرا الی قولہ جلالت عظمۃ بنی الانسان یومئذ بما قدم و اخرہ بل الانسان علی نفسه بصیرۃ ۵ و لو القى معاذیرہ ۵ واضح ہے کہ کوالیف شرعیہ سے مخاطب ہونا اور ظلم و جہل و حسان و ارادہ و سوال و کلام و اعلام و غیر

فہرست انسان کی تحقیق کی ہے

۵
نصوص ما ذکرہ
ہر یکہ کی طرف
مقل نہیں ۱۲

و قدرت یہ سب صفات و افعال روح سے ہیں یوہین فوج بھی قال عنجدہ و نفس
 و ما سونہا فالہمہا فجوہا و تقوہا الخین بھی انسان کی جانب انصاف و یابا بلکہ
 ایک ہی آیت میں دونوں قسم کو امور اسکے لیے مذکور قال عز شانہ انما خلقنا الانسان
 من نطفۃ امشاج بتلیہ فجعلنہ سمیعا بصیرا مردوزن کوٹے ہوئے نطفے سے بدن
 بناؤ و تکلیف و آزمائش روح کی پروردہی شنوا و بنوا و قال تعالیٰ ذکرہ اولمیرا الانسان
 انما خلقنہ من نطفۃ فاذا ہوا خصیم مباین ہ و ضرب لنا مثلا و نسی خلقہ الا یتد
 روت و علم شان روح ہ و نطفے سے پیدائش بدن کی پھر خصوصیت و مثل زنی و نسیا
 احوال روح اور خمیر اخیر فی پھر تخلیق نطفہ سے جانب بدن مراجعت کی یہی سب محاورات
 عرف عام میں شائع۔ اب چار حال سے خالی نہیں یا تو انسان محض بدن ہی یا مجرد روح
 یا ہر ایک یا مجموع۔ احتمال ثالث تو بدائتہ مدفوع ہر عاقل جانتا ہے کہ اسکے ہی نوع کا
 ہر فرد اور وہ خود ایک ہی انسان ہے نہ یک ہر شخص میں دو انسان ہوں ایک روح ایک بدن
 و لہذا اسکی طرف کسی کا ذیاب معلوم نہیں ثلثہ باقیہ مذاہب معروفہ ہیں اول اکثر متکلمین کا
 خیال ہر فرد ثانی امام رازی وغیرہ کا مفاد و مقال اور ثالث خود انھیں امام جلیل و دیگر اہل
 اکابر کا ارشاد جلیل تیسرے میں ہر اہل القائلون بان الانسان عبادة عن هذه البنية المخصوصة و من ہذا
 المحسوس و جمہور المتکلمین و هذا القول عندنا باطل و روذ کر علیہ حججا الی ان قال
 الحجۃ الخامسة ان الانسان قد يكون حیا حال ما يكون البدن میتا والدلیل
 قوله تعالیٰ ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء فہذا انض صریح
 فی ان اولئک المقتولین احياء و الحس يدل علی ان هذا الجسد میت الحجۃ
 السادسة قوله تعالیٰ النار یحضون علیہا وقوله اخر تو افاد خلوا نار او قوله علیہ
 الصلوة والسلام القبر و مضت من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار کل هذه
 النصوص يدل علی ان الانسان یبقی بعد موت الجسد الحجۃ السابعة قوله

صل الله تعالى عليه وسلم اذ حمل الميت على نعشه رفرت روحه فوق النعش و
 يقول يا اهلي ويا ولدي (الحديث) النبي صل الله تعالى عليه وسلم صرح بان حال
 ما يكون الجسد على النعش بقي هناك شئ ينادي ويقول جمعت المال من حله
 وغير حله ومعلوم ان الذي كان الاهل اهلا له كان جامع المال ولقي في رقبته
 الويل ليس الا ذلك الانسان فهذا التصريح بان في الوقت الذي كان الجسد
 ميتا كان الانسان حيا باقيا فاما الحجّة الثامنة قوله تعالى يا ايها النفس المطمئنة
 ادجي الى ربك راضية مرضية والخطاب انما هو حال الموات فدل ان الذي يرجع الى الله
 بعد موت الجسد يكون حيا راضيا وليس لا الانسان فليل ان الانسان بقي حيا بعد
 موت الجسد الحجّة العاشرة جميع فرق الدنيا من الهند والروم والعرب والعجم جميع ارباب
 الملل والنحل من اليهود والنصارى والمجوس والمسلمين يتصدقون عن موتاهم
 ويدعون لهم بالخير يذهبون الى زيارتهم ولو لا انهم بعد موت الجسد بقوا حيا
 لكان التصديق والدعاء والزيارة عبثا فيدل في طريقتهم الاصلية شاهدا بان الانسان
 لا يموت بل يموت الجسد الحجّة السابعة عشر ان الانسان يجب ان يكون عالما
 وانعلم لا يحصل الا في القلب فيلزم ان يكون الانسان عبادة عن الشئ الموجود
 في القلب او شئ له تعلق بالقليل هـ ملتقطا لمختصا امام الطريقة بحر الحقيقة سيدنا شيخ
 اكبر محي الدين ابن عربي رضي الله تعالى عنه فتوحات كليات شريف بين فراتين ليس في العلوم
 اصعب تصورا من هذا المسألة فان الارواح طاهرة بحكم الاصل والاجسام وقواها
 كذلك طاهرة بما فطرت عليه من تسبيح خالقها وتوحيدها ثم باجتماع الجسم
 والروح حدث اسم الانسان وتعلق به الكايف وظهرت منه الطاعات والمخالفات
 الخ امام عارف بالله سيدى عبد الوهاب شعراني قدس سره الرباني كتاب اليواقيت والجواهر
 من امام ابو طاهر رحمه الله تعالى عنه من نقل فراتين من الانسان عند اهل البصائر هذا

المجموع من الجسد والروح بما فيه من العالی امام محمد بن رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ
 فی سورة النحل خلق الانسان من لطفه فاذا اخرجهم مبیین فرأوا بین اعلما ان الانسان مرکب من
 بدن و نفس فقوله تعا خلق الانسان من لطفه اشارة الى الاستدلال بدنه علی وجود الصانع
 الحکیم وقوله تعا فاذا اخرجهم مبیین اشارة الى الاستدلال بالحوال نفسه علی وجود الصانع
 الحکیم الخ اقول وبالله التوفیق آیات کریمہ قرآن عظیم و محاورات عامہ شائعہ تمام عالم کے
 ناظر سے چکاہ اولین ذہن میں منتشر ہوتا ہے کہ جس انسان کہتے اور زید و عمر و اعلام یا من و تو وغیرہ
 یا این و آن و ہا و اشارہ سے تعبیر کرتے ہیں ان میں روح و بدن دونوں ملحوظ ہیں ایک کیسے
 معزول ہو ایسا نہیں اب خواہ یوں ہو کہ ہر ایک شخص حقیقت انسان میں داخل و جزو حقیقی ہو لہذا
 ہر ایک تجوہ حقیقت و دروس کو معین شرطیت کے ساتھ ہی عقل و نقل کے بغیر نظر کیجے تو ان کا اجماع
 و اتفاق یکجہ ہے کہ انسان ایک وید کہ عاقل نام مرید مکلف مخاطب بن اللہ تعالیٰ ہے اور یہ
 صفات اس کے جوہر حقیقہ ثابت ہیں نہ کہ موصوفہ بالذات کوئی شری غیر ہو اور اس کی طرف بالتبع بالعرض
 نسبت جاتی ہوں اس میں واضح اس کے طرف التفات کرتے ہی بخفی ہو گیا کہ جس طرح قولین اولین میں
 تجوہ و توحش بمعنی بشر الا شاعر اولیٰ کسی ناقل سے معقول نہیں اگرچہ تو لا بشر شری اور یہ بھی مقبول نہیں
 کہ روح و بدن میں کوئی کما فی سبیل معزول نہیں اور قول اول تو اصلا قابل قبول نہیں کہ انسان
 عاقل ہے اور ابدان ذوی العقول نہیں انسان ہاں کہ متصرف ہے بدن کی طرح آلہ و معمول نہیں
 یونہی یہ بھی روشن ہو گیا کہ قول اخیر میں مجموعہ سے مراد متب بشر شرط شری جو نہ کہ بدن نفس حقیقت و بدن انسان
 عاقل مددک نہ ہو کہ مجموعہ مددک نامہ رکنا مددک ہے جو لازم ہے کہ آیات و محاورات عامہ خواہ بدنیات
 ہوں جنہیں موصوفہ بصفات جسم کو انسان کہا گیا یا روحیات جنہیں صفات نفس سے انسان کو
 متصف کیا جا معات جنہیں دونوں کو اجتماع و یا سب کیسے حقیقت سے معزول اور مجاز پر معمول ہو
 کہ اب انسان نہ روح ہے نہ بدن بلکہ شری ثالث ہے اور مجموعہ کا محمول مراد نہیں ہو سکتا و من الدلیل
 علیہ قول الامام ابی طاہر جافیہ من الاعالیٰ فاما کان لعاقل ان یتوهم و یخول الاعرا علی فی

قوام جوهر فاما المراد الدخول في المحاط وكذا تنصيبه في الامام الرازي على التركيب مع اعطائه مراد
 كثيرة ان الانسان هو الروح رها محل دوم اعين بكي دوا احتمال بين قوام روح سوي او رين
 شرط ليعني انسان روح متعلق بالبدن كاتام هو يا بالعكس يعني بدل متعلق به الروح كاتاني
 بكي اوس مقيد بذكره واضحه سرفوع كذا انسان عاقل مما طلب بالاصالة سرفه بالتبع توفضل
 الله تعالى عرش تحقيق مستقر بونگيا كذا مختار ومنصور دي قول اخبرنا عن معنى تفسيره او قول ثاني
 بكي اوس كعبه نسين كذا جب قوام سرفه من سرفه روح بكي انسان روح بكي كاتام هو الطوط الجاط اعلق
 هو ناو كذا روح هو سرفه خارج نسين كذا ناو ان عبارات بين الحاط اعلق هو قطع نظر نكره ناو اوس
 اوس قول منصور كطيف ارجاع يسور والله الامام اجل فخره بين راوي زبا الحكم بار روح بكي
 انسان هو بكي تحصيل بكي فاما خودي انسان كذا روح ودين سوي ككب هو بكي تصريح فاما
 اسطرخ شاه عبد العزيز صاحب تفسير عزري بين جهان وه عبارت كذا جان آدمي كذا حقيقت
 آدمي عبارت ازان است و بين اسكي شرح يون بارشاو كذا تفصيل بين اجمال كذا آدمي ككب ازان
 جيز است جان و بدن جزو اعظم جان است كذا باري تغير وان راهمي يابده بدن بنه لباس
 است كذا اختلاف بسيار وروي راهمي يابده مختار بغير روح كذا بدن متعلق جاز قسم بكي متعلق
 روي بجال بيداري و سرفه اجمال خواب كذا من وجه متعلق من وجه مفارق تيسر بكي بكي بكي بكي
 و جعلها في شرح المصدر و عن ابن القيم خمسة حيث قال للروح بالبدن خمسة احوال
 من التعلق متغايرة الاول في بطن الامم الثاني بعد الولادة الثالث في حال النوم
 فلها به تعلق روح و مفارقة من وجه الرابع في البرزخ فالحال الخامس فارقته
 بالموث فالحال فارق فارق كذا بحيث لم يبق لها اليه التفات الخامس تعلقها
 به يوم البعث وهو اكل انواع التعلقات ولا نسبت لما قبل اليه اذ لا يقبل البدن
 سرفه ناو لا ناو لا نشاء انه و تجعله فارق في منع الوجود **اقول** الكلام
 في انواع المتغايرة ولا يظهر للتعلق الوحي تغاير مع الذي بعد الولادة فان

جان و بدن جزو اعظم جان است
 كذا باري تغير وان راهمي يابده بدن بنه لباس

[illegible]

[illegible]

وان الذي في البرزخ من لدن الموت الى حين البعث ليس با انسان ومعاذ الله ان
يريد كده هو قول اهل البدع ومصادم للقواطع وكيف يجوز ان لا يكون الروح النورية
المتصل بالبدن اتصالا في فراق انسانا ومعلوم قطعا ان الانسان هو الذي كان امن
وكفر احسن وفجرا ويدا اي ان غير الانسان افينعم من لم يعمل ويعذاب من لم يعص و
الله تعالى يقول عنهم يوينا من يعذبنا من مرقدنا فاذا ان المبعضون في الحشرهم الرافدة
في القبر ومعلوم ان المحشورين في العقبي هم الكائنون في الدنيا فاذا الانسان هو
هو في الدور الثالث لم يزل عن انسانية ولم ينسلم عن حقيقة وقال تعالى الثالث
يعرضون عليها وانما اعد الضمير الى الناس المذكورين فهم المعروضون على النار لا
غيرهم وقال تعالى قتل الانسان ما اكفر الى قوله عز وجل ثم اماتناه فاقبره فالا قتلنا بعد
الاماتة وقد ارجع الكناية فيه الى الانسان فثبت ان الميت المقبور ليس كـ انسانا وبالجملة
نفى الدلائل على هذا الكثرة لا مطمح في احاطتها وانما اراد التبيين على ان الانسان ليس
بمعزول للمخاطعة شئ من الروح والبدن فالجسد اذا بطلت صورته بالموت
وزالت عنه المعاني بخروج الروح عنه لا يسهى ذلك الجسد الفارغ انسانا وقلنا كان
يسمى قبله عرفا للمكان الاتصال كما سيأتي وكذا الروح المجردة من حيث هو مجرد كـ يسهى
انسانا وانما الانسان المجموع اعني الروح المحفوظ بالمخاطة الاتصال اعم من ان يكون
تيويا واخرى او بوزن خيال كذا ينبغي ان يفهم هذا المقام والله سبحانه وتعالى الانعام
يتحقق حقيقت ومصدق انسان من كلام تهاب آيات ومجاورات المذكورة كيف حيلة
جبا انسان وروح هرايك كـ انسان جدا كانه هو نابداهته باطل هو حكايت اب اقول ثلثة سے
کوئی قول صحیح آیت و مجاورات بنیہ و روحیہ سے ایک میں تجوز اور جامعہ میں استخدام مانتے سے
گزیر ہوگی کما الخفی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نہ مفسرین انہیں کہیں استخدام مانتے ہیں نہ اہل عرف
انہیں کسی کلام کو حقیقت سے جدا جانتے ہیں تو وجہ یہ کہ بوجہ شدت اختلاط گویا روح و بدن

كَمَا أَفْرَحُ بِنُزُولِهِ
 مِنْ طَرِيقِ الْفُجَاكِ مِنْ
 ابْنِ حَبَاسٍ رَافِي الْأَشْجَرِ
 تَقَالِي عَمِيهًا الضَّيِّقِ
 الْمُرَادِيهِ قَامَ السَّاسَةُ أَو
 الْعَذَابِ وَالثَّانِيَةِ
 وَتَقَالِي الْأَنْسَانَ
 مِنْ سُلَاسٍ طِينِ
 الْمُرَادِيهِ أَوْ مِمَّا عَادَ
 الضَّيِّقِ عَلَيْهِ أَو مُرَادِهِ
 تَقَالِي جِلْمَةً نَقْطَةً
 قَالِ دَعَى الظُّلُمِ أَوْ
 لَمَّاسَةً لَا تَسْأَلُونَ
 أَشْيَاءَ مِنْ تَبْدِيلِكُمْ تَسْجِيمِ
 بِمَقَالٍ دَعَا أَمَّا قَوْمُ
 مِنْ يَكْلُمُ أَيْ الشَّيْءِ
 أَوْ مِمَّا لَمْ يَكْلُمُ
 أَقُولُ مَا تَحْتَفِظُ
 نَسْأَلُكَ عَنْ الْأَمَلِ قَالَهُ
 نَسْأَلُكَ عَنْ حَسَنَتِهِ
 عَزَّ وَجَلَّ وَنَسْأَلُكَ
 تَقَالِي عَلَيْهِ سَبْعَةُ
 وَالْخَبِيرُ تَحْتَفِظُ
 الْجَبِينُ عَلَى عِلَاقَتِي
 وَالْأَزَلُ عَلَى كَيْفِيَّةِ
 وَالْأَزَلُ عَلَى كَيْفِيَّةِ
 مَصْنُوعَةٍ أَوْ تَقَالِي
 وَكَتَبَ فِيهَا تَقَالِي
 عَزَّ وَجَلَّ مِمَّا لَمْ يَكْلُمُ

شرواح ہیں بلکہ روح نفی و نظری اور بدن محسوس و مرقی اور اشراق شمس روح نے بدن
 حیات کی شواہین ڈال کر اسے اپنے رنگ میں رنگ دیا جس طرح دیکھتے کوئے کو اس کے ہر ذرے
 میں آگ کی سرایت نے انا النار کہنے کا مستحق کر دیا اب اس آگ ہی کہا جاتا ہے اور یحییٰ بسم کو انا
 الانسان کا دعویٰ پہنچا ہے ہم سنا دیکھتا بولتا چلتا پھرتا کام کرتا بدن ہی کو دیکھتے ہیں حالانکہ
 اوفاصل روح سپہ اور بدن آلہ لہذا بدن پر اطلاق انسان حقیقت عرفیہ قرار پایا اور وہی تمام
 صفات و افعال کا منسوب الیہ ٹھہرا اور قرآن عظیم بھی مطابقت عرف پر اور افعال تعالیٰ انہ الحق
 مثل ما انکم تنطقون اب نہ تجوز ہے نہ استحزام نظیر سکی رأیت زیداً ہر زید را دیدیم زید کو دیکھا
 حالانکہ زید اگرچہ اس سے بدن ہی مراد لیجے ہرگز نہیں رہی نہیں بلکہ سطح بالائی ہر اور وجہ قطعاً
 نہ روح زید ہر نہ بدن مگر شدت اتصال کو باعث اس رویت زید کہتے ہیں اور ہرگز اس میں تجوز
 و مخالفت حقیقت کا تو ہم بھی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر کوئی زید کے رنگ سطح کو یوہین دیکھے اور
 قسم کھائے میں زید کو نہ دیکھا قطعاً کاذب سمجھا جائیگا لاجرم تفسیر کبیر بدن روح کو غیر جسم ہونی پر
 کلام واسع و شریع لکھ کر فرماتے ہیں اعلم ان اکثر العارفین المکاشفین من اصحاب الیاضات
 و ارباب المکاشفات و المشاہدات مصرح علی هذا القول جازمون بهذا المذهب
 و اہلجہ المنکرون بقولہ تعالیٰ من ای شی خلقہ من نطفۃ هذا تصریح بان الانسان
 مخلوق من النطفۃ و انہ میوت و یدخل القبر و لو لم یکن عبادة عن الجنة لم تکن
 الاحوال المذكورة صحیحۃ و الجواب انہ لما کان الانسان فی العرف و الظاہ عبادة
 عن هذا الجنة اطلق علیہ اسم الانسان فی العرف اہ مختصراً **قول** و هذا الجواب
 احسن مما قدم قبلہ حیث قال فان قالوا هذه الآية حجة علیکم لانه تعالیٰ قال ولقد
 خلقنا الانسان من سلالة من طین و کلمۃ من التبعیض و هذا یدل ان الانسان
 بعض من البعاض الطین قلنا کلمۃ من اصلہا لا ابتداء العایۃ لقولک خربت من
 البصر الی الکوفۃ فقولہ تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین یدل علی انہ

روح اس شدت
 اعتدال و قدرت و تراز
 جہان کے سفارے
 فلا کس کو دیکھا دیا
 جہان کے ترقی کے
 جہان و بدن اور
 نام و جان و خلق
 فصول و مقامات و تحقیق
 جان و بدن و جسم و بدن
 خاص مقام خود بدن
 انسان کا نفس و روح
 جہان و خلق و مادیات
 جہان و بدن و جسم و بدن
 جہان و جسم و مادیات
 اور باطن و بدن و روح
 بلکہ قوت و جان ہی کی
 ترقی و بدن ہی کی
 اور جسمانی غلط
 بظاہر و احساس و
 ارادہ و احساس و
 ارادہ و احساس و

تقریباً حال صحت رہیگا کہ بغیر اس کے بدن اور کھانسی نہیں باوجود انسان کا عمر غالباً بیس
 ہوتا اور حقیقتی میں اس کا حال کیا جائیگا یہاں تک کہ بعض نہیں کہ وہ کلام بدلتا کہ
 شتم بہت ہی بعض احوال پر اقصاء کے باعث حقیقت میں سر مشعل ہو کر کسی اور قسم کی
 ہے بلکہ وہی مراد ہو کر باتیں میں حالی کو قابل ہوئی وہ سیدہ کو کہ اس کی شہادت اگر کسی
 کو لے کر یہاں چلا گیا تو قطعاً اس کے وہی دو گنا کو اس مراد ہو گا کہ چار گنا کی صلاحیت اس میں
 اس میں نہ لازم کہ مطلق کو اس سے مفہوم ہونے کہ کوئی اپنی حقیقی موجودہ ہو سکتا
 ظاہر ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں اس ضابطہ کو جو علمانی زبان ارشاد فرمایا اور جو
 الابصار و درختار و شرح کفر و غیرہ میں مذکور ہو کہ مشارک المیت فیہ الخ و یقع الیہ
 قہ علی الحد التین و ما اختص بحالہ الحیات تقریباً ہما مقولہ سال بعد قول سائر
 میں وقت و طاقت کہ راہ پائی ہر بیشتر اہل مقصد و مورد نزاع و غفلت کو باعث ہو گا
 ی فریقین اسکے پاس رہیں یہ تو معلوم کہ اہل اہل کو اکثر مطلب قرار دی ہیں مگر اہل حق پر
 خیال لازم ہر وقت پیش نظر کہیں کہ بحث کیا تھا اور چلے کہ ہر میں باذن اللہ تعالیٰ آفتاب
 موت اور مخالفہ کو عز و سکوت جلد ظاہر ہونے پر موت ہو قی ہے اس مسئلہ دائرہ عمل و
 میں مقصود اس صفت کچھ سے متوقف نہیں کہ تمام اموات کے بدن ہی قبر میں ہمیشہ زندہ
 رہیں تا عروا کے سلام کلام وہ انھیں کانون کے ذریعہ و سنیں ہوں متوجہ تکلیف
 بانصوت انھیں کو تحفوں کو قرع کرے اسی طریقہ پر سماع ہو یو ہیں رویت عامہ اموات میں
 ہماری اس کو کوئی غرض متعلق نہیں کہ وہ انھیں آنکھوں و دیکھیں انھیں سے خروج شمع
 یا انھیں کو لوح میں صورت کا انطباع ہو یہ نہ واقع ہو نہ ہمارا دعویٰ نہ ہمارے دعویٰ کو بہر
 توقف آخر اس صفت کے نزدیک جس طرح بھی کامرہ و دیکھتا سنتا ہر یو ہیں برس و خواب کی کان
 آنکھ صیم کا کوئی زندہ سلامت نہ اسباب خاک و نمیا ہو کر شمی میں طایبہ جس طرح سلمان قبر میں
 سنتا ہر یو ہیں زندہ کا فر فرشتہ میں جس وقت اس کے کان آنکھ کو آگ دیتے ہیں وہ ان

اس مسئلہ کے لئے اس طرح اسامی میں کو باطلان سے فرض نہیں

آگ دینے والوں کو دیکھتا اونکی باتیں سنتا اوس آگ کی اذیت کا احساس کرتا ہر آنکھ کان کو
 جلتا دیکھتا اونپر آگ بھڑکنے کی آواز سنتا ہر وجہ بل بھیکر لکھ ہو جاتا میں جب بھی دیکھتا سنتا ہر
 سلام و کلام دفون مروڑہ کیلئے شرح مطلب میں ہر وہی دفون ہزار سالہ کیواسطہ دفون ہر وہی
 کہا جائیگا کہ سلام تمہارے ایمان والو اللہ تعالیٰ تمہیں اور عین بخشے تم ہمارے آگے اور تم تمہارے
 پچھلے خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہیں ختم و رسید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوس صحابی
 اعرابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی یہ حکم دیا کہ جہاں کسی کا فر کی قبر پر گزرواد سے دوزخ میں جانیگا
 غزوہ دو تو ارشاد اقرس میں کوئی تخصیص تازہ مرے ہوئی تھی بلکہ صاف تعیم تھی اور میری پاؤں صحابی
 کبر بنی کی غرض دلائل مطلق ہیں اور عقیدہ ظاہر اور الاجسامانی کی تخصیص ناحق عین اتنی بات کو کام
 کہ مرے زندوں کی طرح صورت و صوت کا ادراک کر تو میں اور اوپر روشن ہو چکا کہ ادراک کا روح
 ہوا و روح موت سے نہ مرنے کی تیرے متغیر ہوتی مگر اوس پر بھی لفظ سمیت کا اطلاق آتا ہی ہم انھیں ارواح
 موتی کے سماع والبصار کا عقیدہ رکھتے اور اسی کو اموات کا دیکھنا سنتا کہتے ہیں اس سے
 کچھ غرض نہیں کہ وہاں بھی ذرائع و آلات یہی ہوں یا غیر فصل پانزدہم میں امام شیخ الاسلام خاتم
 المجتہدین نقی الملتہ والدین ابو الحسن علی بسکی قدس سرہ الملکی کا ارشاد گذرا کہ ہم نہیں کہتے کہ مردہ
 بدن سنتا ہر کلمہ روح مستقی ہو خواہ تھا جبکہ بدن مردہ ہر کلمہ جسم و ملک جبکہ حیات جانب جسم و ملک کے
 آخر اس قدر سے عقیدہ مسکن ہیں بھی ملکہ نہیں کہ اموات جنت و نار و ملائکہ ثواب و عذاب کو دیکھتے
 اونکی بات سنتے سمجھتے قیامت کو آتے نہ آنے کی دعائیں کرتے ہیں تو اسکی تسلیم او انھیں بھی ضرور
 کہ دیکھنا سنتا ہوتا انھیں ان الہامیہ پر غیر مقصور قال ابوہریرہ رضی اللہ عنہما و تعالیٰ النمل اعرضون
 علیہا غداً و اوعشیاء یوم القیمة اذ خلوا ال فرعون اشد العذاب سیدنا عبد اللہ بن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتا میں ان ارواح آل فرعون فی اجواف طیر ہر وہی جنوں کے الناس
 کل یوم مرتباً یقعدون و تروح الی الناس فیقال یا آل فرعون ہذا ما دلکم حتی تقوموا
 فرعون اور فرعونوں کو ڈوبے ہوئے کئی ہزار برس ہوئے ہر روز صبح شام دو وقت آگ پر

لیجائی جاتی ہیں جنہیں جھکا کر ان سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت آئے اور ایک
 انہیں پر کیا موقوف ہووسن و کا فلو یوین صبح و شام جنت و نارد کھاؤ و یہی کلام سناتو ہیں
 صبح بخاری صبح مسلم و مولائی امام مالک و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذاعات لحدکم عرض
 علیہ مقعدہ بالعداۃ و النعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة و ان کان من اهل
 النار فمن اهل النار قال لہذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیمۃ یوہین اموات کی باہم
 ملاقات آپس کی گفتگو قبر کا دوسرا تین کرنا اور انکی مدد گاہ تک کشادہ ہونا آجیاد اعمال انہیں سننا
 جانا اپنی حسنائت و سیئات اور گاہ رہائی کا تا شاید کھنڈا وغیرہ وغیرہ اور کثیرہ جنبی طرف صدمہ
 و رم میں اشارہ کرنا جبکہ بیان میں دوسری باتیں نہیں ہیں حدیث میں وارد ہوئیں ان مطالب پر
 شاہد ہیں جس طریقے سے وہ ان پیروں آواز دنگو دیکھتی سنتے ہیں اور قیامت تک جسموں کی گنتی
 ان میں ملے کر بعد بھی دیکھیں سینکے یوہین زائرین قبر کے سامنے گزریو الوں اور انکے کلام
 و طرف یہ کہ سوہوی اتحاق صاحب نے بھی تو جواب سوال ۱۹ میں تسلیم کیا کہ مرد و زن دونوں کا
 اہم سنتے ہیں حضرت جن کا خون سے سلام سنتے ہیں انہیں ہی کلام - یہ تو ہماری طرف ہی
 انقلاب جانب فکرین نظر کیجیے اور کیا انکار بھی قطعاً عام ہر طرف آلات جسمانیہ ہی خاص
 میں کاش وہ ایمان لے آئیں کہ اموات اصوات کا ادراک نام کرتے ہیں مگر نہ گوش بدن
 و نہ گھڑا ہی کیا ہے ابھی اتفاق ہو گیا اہلسنت بھی تو اس قدر فرماتے ہیں گوش و گوشت کی
 فنیص کب بتاؤ ہیں مگر شاہ کب اس راہ آتے ہیں انہیں تو اولیائی مدفونین
 کی نذر اہرام کرتی ہے ہوں محبوبان خدا سے طلب و عارام کرنی ہر وہ کس دل سے ستا مان لیں
 اگرچہ بے ذریعہ گوش دیکھنا تسلیم کر لیں گو بے واسطہ چشم - انہیں تو مولوی مجیب صاحب
 نے طرح کہنا ہے کہ جب در بیان زائر و مقبور کے حجب عدیدہ سمع و بصر حائل تو سماع اصوات
 اور بصارت صور محال یہ تحریر محل نزاع ہے جسکا سمجھ لینا موزل اشکال والحمد للہ المہم

المتعال وصلی علی سیدنا محمد و آله وصحبه خیر حبیب اللہ محمد اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ
 فرغ پیا تمیر جوابات کا وقت آیا جو امر میں مقدمے میں ثابت کیا گیا جواب میں اس پر علامت
 حق لکھ کر شمار قدم کا بندہ بغرض یاد دہانی ثابت ہو گا کہ ہر جگہ کہ مقدمہ ظان یا کہ مقدمہ ظان
 کہنے کی غائبہ قول و باللہ التوفیق وہ الاول الی ذری تحقیق جواب اول ائمہ
 اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردی سنتے ہیں قطعاً حق ہوا کیوں نہ حق ہو
 کہ وہ اہلسنت میں حق یا نہیں میں منحصر ہوا اور اس کے معنی یہ کہ ارواح مردگان رکنا و نہ بھی اطلاق
 مردہ و میت کیا جاتا ہے اور وہ خود اور ان کے اور کات باقی و مستمر و جال و نامتغیر میں بعد فراق
 بھی بدستور اور ک اصوات و کلام کرتے ہیں اور ان مشایخ و شراح اہلسنت و فلاح رحمہم اللہ
 تعالیٰ کا بیان کہ مردے نہیں سنتے بلکہ صحیح ہوا کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل تقاہت میں اور کما
 فضل و کمال ظاہر و باہر ہوا اور اس کے معنی یہ کہ جو چیز مرگئی یعنی بدن کہ حقیقہ وہی مردہ ہوا صحیح
 معقول ہوا نیست و توسط تادیہ صورت کے لائق نہیں دونوں کلام مراد حق ہیں اور آپس میں
 نہ اص متخالف نہ کوئی حرف مفید مخالف بجز اللہ تعالیٰ اس معنی نفیس کا برو جاہ و اتالی ہی
 بیان کرنا ہمیں بس تھا مخالف عبارات علماء سے مستدل اور ان کے منکر عام ہونیکہ عامی
 ہوا و احتمال قاطع استدلال پھر سند کیلئے نظر انصاف میں متعدد دلیلیں موجود مثلاً اول
 اول جب ائمہ دین و علمائے مستمیین سے ہزار ہزار قاتر تصریحیں سماع موقی کے باب میں
 موجود اور تصریح علماء حق الامکان کلمات ائمہ میں توفیق و تطبیق محمود و مقصود آورے
 ضرورت داعیہ بقائے خلاف و نزاع جسکے باعث خواہی خواہی ایک گروہ ائمہ کا کلام غلط
 و باطل ٹھہرے مطرود و مردود آورے توفیق کہ توفیق الہی ہے نہ کسی واضح و صریح اور مخالف
 مقصود و لا یرم سبکی طرف مصیر لا یرم ادیانہ خلاف نہ و سدود دلیل ۲ خلاف و تطبیق
 درکن ثقات علماء اثبات سماع موقی پر اجماع اہلسنت نقل فرما چکے کیا معاذ اللہ انہیں خلاف و
 کذب کی طرف نسبت کر سکتے ہیں یا اکثر مشایخ حنفیہ عیاداً باشد ایسے ہی مقدار و ناقابل شمار کہ

جواب اول بار صلائی قاتر و شری

کہ بقائے
 مشایخ
 سند و فضل
 نفسی
 میں کمال
 حقیقہ

وکے خلاف کو لا کر ٹھہرا کر علماء اجماع کہتے ہیں لاجرم سبیل ہی ہے کہ باہم خلاف ہی نہیں
 اجماع نسبت ارواح پر اور قول مشائخ نسبت شہاد و دلیل سبب اعادیت کثیرہ وافرہ
 حرکت متوافرہ سماع موتی پر سبب تخصیص و تقبیل وقت ایسی ناطق جنہیں ذی انصاف و دین کو
 بحال تادین تبدیل نہیں تو کیا مقتضائے حق سنائی و سماعت مشائخ پر کیا پنی بات بنانی کیلئے
 خواہ خواہ اور ان کا کلام مخالف احادیث سبب الامام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام اور وہ بھی
 جس نسبت جرات کے ساتھ کہ فاعل اخبار متعلقہ غیب و بزرگ کا مقام اور خود ارشادات حرکتی ہی تیار
 ابن الغیب صنفی امامہ تعالیٰ علیہ السلام کے خلاف کلام و ان اہل الاثر کو کماحقہ و عنا و کلام
 ابو ابی قحوظ رخواہ نامہ مسائل صاحب تقسیم مسائل کا تعصب کہ آنحضرت علی قاری
 شیعہ علی قاری اور زعمہ از شیخ صدر نقل میکند و مایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی کتب اتحاد
 طبقہ رابعہ است و این احادیث قابل اعتقاد نیستند **الاول** لا شد تعصب بجمع بکار
 و جمع کلمی احادیث جلیلیہ کو شاید دیکھنے دیا اور یہ بھی طبقہ رابعہ کا حکم ہو گیا کیا علی قاری و شیخ
 محقق فرماتے استناد کیا یا آپ نے اور کلام کو جواب دے دیا شرم شرم شرم۔ ہاں مجھی کو سہو ہوا
 جواب میں نہ زیادہ ویک عقل و حیا و دیانت سب کو جواب دیا آخر کلام میں باتیں بھی سن لیجے
 تا ایضا یہاں اور کلام اور حدیث میں بھی تھیں کہ اگر فریق خبیث تصحیح کیں زیادہ علم نہ تھا تو اگر
 خصم ہی کا کلام دیکھا ہوتا مولانا علی قاری کی عبارت نقل کی تھی لہذا اس اٹل کلام کا ذکر ہوا اسطرح
 فی کتابہ شرح الصدور فی احوال القبر بالانخبار الہیۃ و آثار الصریحۃ یعنی یہ سب
 سائل امام سیوطی نے شرح الصدور میں صحیح حدیثوں و صحیح روایتوں سے بیان کیے شیخ محقق کی
 عبارت منقول تھی باوجودیکہ کتاب و سنت و عقل و شہادت انبیا و انوار و شہادت سکندر و وجود علم
 مرسل و انبیا و اہل ان بس مقرر نشود آخر اگر باطل باخبار و حدیث میں ثالث کیا مولانا قاری و
 شیخ محقق نے احادیث اسلام و حدیث ترمذی تمام انہو میں دربارہ خطاب بیت و غیرہ پر
 استدلال کیا تھا یا یہ سب بھی طبقہ رابعہ میں داخل اور انہو اخبار و روایات میں رابعہ

کتب سیوطی میں جو کچھ ذکر کیا سب طبقہ رابعہ سے ہوتا ہے یا بیان خاص ایسا ہر واجب دونوں باتیں
 یا نہ ہاے باطل تو طبقہ رابعہ کا ذکر محل و ملاطاف خاصاً احادیث طبقہ رابعہ بطرح تصانیف
 امام محدوح میں مذکور ہوئی ہیں یوہین عامہ ائمہ کی تالیفات میں اور خود یہ بلکہ اسے نازل ترکی
 احادیث و روایات حجۃ اللہ العالیۃ و قرۃ العینین و ازالتہ النفا و تفسیر عزیزی و تحفۃ اثنا عشرہ و غیرہ
 تصانیف ہر دو شاہ صاحب میں کہیں اس قسم طبقات کو موجود قائل ہیں تو وہ تو وہ ہجرت میں مسلمان
 لطف یہ کہ خود انھیں شاہ عبدالعزیز صاحب نے مولیٰ مسند سماع موتی میں خود انھیں احادیث سے
 استناد کیا اسی شرح الصدور و شریف کا حوالہ دیا کہ تفصیل ان دفتر طویل خواہم در کتاب شرح الصدور
 فی احوال الموتی و القبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی ست و دیگر کتب حدیثہ باید و یہاں
 یہ سب تمہارے فہم کو لائق کلام تھا اگر طبقات کے بارے میں تحقیق حق ناصح درکار ہو تو فقیر کا سامان
 مدارج طبقات الحدیث دیکھیے کہ بعونہ تعالیٰ آنکھیں کھلیں اور حق کو دریا بہ از ملین
 مسکابرہ قنوجی اب وہ جواب سنئے جو نا فہمی صاحب نے صحیح حدیثوں اور ائمہ علمائے تمام تحقیق
 کا دوحرف میں دیر یا یہی شگوفہ طبقہ رابعہ چھوڑ کر فرماتے ہیں علاوہ برین از تفسیر ابن عباس
 کہ شیخ جلال الدین سیوطی ذکر آن در درشتور کردہ صریح عدم سماع موتی مستفاد ست پھر وہ تفسیر
 بحوالہ ابوسہل سدی بن سہل الجندی النیشاپوری بطریق عبداللہ وس عن ابی صالح عن ابن عباس
 یہ نقل کی کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرطیب بدر پر اون کا فروں کی ماشون ہو کا ام
 کیا اور فرمایا تم کچھ سننے زیادہ نہیں سنئے فانزل اللہ تعالیٰ انک لا تسمع الموتی و ما انت بسمیع
 من القبور اسیر اللہ عز و جل نے یہ آیتیں اوتاریں پھر خود اس روایت کی نسبت کہا نص آ
 بر آنکہ موتی را سماع نیست **اقول اول** صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری و مسلم کے مقابل
 ایسی شوافذ غریبہ و لوازم مجہولہ اجزائے خالصہ ذکر کرتے شرم نہ آئی اور ایک کتاب میں رطب یا بس
 قبول و مردود ہونے محض جمع کر دینا مقصود ہو دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق و منتج
 موجود ہو انہیں فرق کی تمیز بنائی ثانیاً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نہ کہ

درستی سیوطی
 درستی ابن عباس
 درستی ابوسہل سدی
 درستی الجندی النیشاپوری
 درستی قرطیب

درستی سیوطی
 درستی ابن عباس
 درستی ابوسہل سدی
 درستی الجندی النیشاپوری
 درستی قرطیب

قسم کر کے فرمائیں والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما قول منہم قسم ہوا سکی ہو سکے
 دست قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہو میں جو غمراہ ہوں جو تم اہل سنت
 کچھ زیادہ نہیں سنتے اور تو ان آیتوں کو اس کے خلاف پڑاؤ بنا مائے کیا معاذ اللہ قرآن عظیم اپنی
 رسول کی قسم کی تکذیب کیلئے اور ایسا لکھتے اللہ و رسول جو کچھ حیثانہ الی ام المؤمنین زوجہ
 حدیث کو مخالف آیت گمان کیا راوی کی طرف ہم و سہو نسبت فرمایا تو نے تو اس ایک حدیث
 میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوں غرمانا اور قرآن عظیم کا معاذ اللہ اس خبر کی
 تغلیط میں آنا مانا تا لٹا لطف یہ کہ یہ آیتیں تین سو تو نہیں واقع ہوئیں بل مسکد روم
 تینوں کیلئے ہیں کہ قبل ہجرت نازل ہوئیں اور واقعہ بدر ہجرت کے بعد ہو گیا آیتیں پیشگی اور پوری
 تحقیر علمائے ان آیات کو نہ مستثنیات من الکلیات میں شمار فرمایا نہ مستثنیات فی النزول
 میں مرا بجا سابق و سابق آیات دیکھیے مراۃ کلام اٹھا را حیا میں جو کہ سخن حق نہیں سن کر
 نہیں مانتے نہ کافروں کی لاشوں میں سورہ روم میں فرمایا جو والیٰں ارسلنا پیچھا فرماؤ و بمصفا
 لظلو امن بعد ان یکفرون فانک لا تسمع الموت ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدین
 و ما انت ہادی العمی عن ضلالتهم ان تسمع الا من یؤمن بالینا فہم مسلمون
 بعینہ اسی طرح انک لا تسمع سو آخر تک سورہ نمل میں جو سورہ فاطر میں فرمایا ما انتذرا الذین
 یخشون ربہم بالغیب فاموا الصلوۃ و من ترکہا فاعلیٰ توکی النفسہ والی اللہ المصیر و ما
 یتوٰی الا عمی والبصیر و لا الظلمت و لا النور و لا الظل و لا الحرور و ما یتوٰی
 الا حیاء و الاموات ان اللہ لیسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور ان انت
 الا نذیر ایمان و کفر ان آیتوں میں یہی بیان ہو کہ کافروں کی لاشوں پر کیوں پکار رہے ہو
 وہ مرنے کے بعد کیا سنیں **خامساً** قطع نظر اس سے کہ اگر اس واقعے میں اس فائدے
 کیلئے یہ کلام پاک اور تائیداً طور والی آیت یا نمل و روم میں کی ایک کافی تھی انک لا تسمع جد الا
 ما انت بمسمع الگ اور ترے کی کجاہت تھی نمل و روم کی دونوں آیتیں تو حرف بحرف ایک ہی ہیں

صرف زیادت کا فرق اس کے کیا معنی تھے کہ جبریل اس واقعہ پر ایک رکعیہ لکھا یا نہ لکھا لا سمحہ
 آخر تک سنا تو پھر سی وقت فانک لا سمحہ آخر تک سنا تے المعجم انہیں کی ایک ہی دلیل و دلیلی
 محل سورت سے جدا نہیں ہو سکتی ہاں جب کہ معظمہ میں پیش ہجرت انکار اور چکا تھا تو اب
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر قسم امر کیا احتمال رکھتا تھا معاذ صا
 ظاہر جس عقل بالبراہتہ جسمیت کے معطل و بے حس ہونے پر شاہد ہو اگر کسی وقت
 اس کا ایک ہونا ثابت ہو تو یہ قطعاً امور غیبیہ سے ہے اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 قسم کھا کر اس غیب پر حکم فرمانا پھر قرآن عظیم کا معاذ اللہ اس کے خلاف پانا دو صورتوں کے
 ممکن نہیں یا تو اولایا و ابانہ حضور پر نور صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلمہ علیہ و رحمہما بالغیب
 کلام فرمادیا اپنی طرف سے غیب پر حکم لگا دیا تھا یا یوں کہ اول اسی طرف سے غیر غیبیہ
 معاذ اللہ خلاف واقع آئی پھر اس کا رد اور اتر تھا یا ایمان ان دونوں میں سے جسے قبول
 کرے مانو معاذ صا اگر بغرض غلط یہ روایت غریبہ خالص صحیح بھی ہو تو قطعاً یقیناً تھا
 جزا آیات مذکورہ آیت کریمہ فلم یقتلوہم و لکن اللہ قتلہم و ما بدیت اذہمیت و کن ما تہی
 کے باب میں جنہیں معاذ اللہ سرگزشت نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی قسم پر روایات
 نہیں بلکہ یوں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جو اجسام مردہ تمہارا کلام سن رہے ہیں یہ تھے انہیں
 نہ سنایا بلکہ خدا نے سنایا ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور یہ
 اویسی قدرت سے ہوا کہ ان خالی بالونین روح نے خود کیا جس کے آڑی گئے ہوئے ہوش
 و حواس بدن کی چھوڑت ہو گئے۔ اب یہ روایت بھی ہماری دلیل ہاں تقبیہ کی قسم پر روایات
 و الحمد للہ الہادی السبیل خیرات و دینی ارباب عبد القیوم داخلین فی القبول و السماع
 قبول ہو قطعاً مجبور ہوا اہل حق بجانب عنان گردانی کیجئے کلام مشائخ و بارہ اجسام اوتی
 ہو پھر خواہ وہ اسانہ میں یہ تین امور بالائی کافی و کافی تھے مگر خود تفسیر حلیہ میں انہیں علم انرا
 کے کلام و دیگر اجاث مقام اور اس کے رد و احکام و انقض و ارام گزریاں اس معنی پر

شہود عدول تو قبول واجب اور عدول مخدول مثلاً دلیل ۴۴ بحث و بھیجے کا ہر کسی پر ایمان اور
اور باجماع حنفیہ و تقریحات علماء مذکورین وغیرہم اور کتابتہ عرف اور عرف میں انسان و زید
و ان و توسب کلہ و بدن تو قسم اسی پر صادق اور یہ تمام و اداری و چالشگری اسی سے متعلق
دلیل ۵۵ پکار کر اول تا آخر و کلام موت میں ہر اور میت نہیں مگر بدن خود اسی کافی شرح وافی
میں ای بحث ایمان میں فرمایا الروح لا یموت لکن ذل عن قلب فلان واللہ تعالیٰ قادر علی العادۃ
یعنی روح میت نہیں وہ تو صرف بدن و جلا ہو گئی اور اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ او کو دوبارہ بدن میں لے لے
دلیل ۵۶ ساتھ ہی دلائل میں صاف تصریح فرماتے ہیں کہ جس میت میں اور کلام ہر وہی ہر جسے
اور ان میں جسے فہم نہیں جسے درو نہیں پہنچا جو عیسٰی کتب خمسہ مستندہ ائمہ مسائل میں ہر و اللفظ
للموت الکلام لا فہم فلا یتحقق فی المیت فتح القدر میں ہر و الموت ینافیہ اسی سے خلاصہ الحقائق
میں تہ بیت ہر ہر من قال ان ضربک فعدی حرفہو علی الضرب فی الحیاء فلومات تھو ضرب
لا یحتمل لان الضرب اسم لفعل مولد یتصل بالبدن والایلام لا یتحقق فی المیت اسی سے
القدر میں ہر و یتحقق فی المیت لانہ لا یحس اسی ائمہ مسائل میں یعنی شرح کفر سے ہر الضرب
ایقاع الکلام بعد الموت لا تصور تو قطعاً ثابت وہ بدن ہی میں کلام کر رہے ہیں کہ وہی ایسا
ہر جسے جس رہتا ہے اور ان بخلاف روح کہ او کے اور اکات قطعاً باقی ہیں خود ہی نام نسفی
عمدہ الکلام میں ہر ہر کے الروح لا یتغیر بالموت، دلیل ۵۷ ہر جس اس تقریر پر شبہ وارد ہو کہ جب
جس نہیں اور ان میں نام نہیں تو عذاب قبر کیا تو ان سب اعتراضات کے یہی جواب دیا کہ معاذ اللہ
جب عذاب کیا ہوتا ہے اور قبر میں ایک گونہ حیات ہر ہر جس کے الہیہ کے قابل ہوتا ہے اسی ائمہ مسائل میں یعنی
یعنی حیات مذکورہ گونہ میں عذاب فی القبر و وضع فی الحیاء علی الصحیح اسی میں کافی ہے و عند العامة یرفع فید
الحیاء بعد ما یتفرک الحیاء المطلقة قبل یرفع فی الحیاء من کل وجہ تخلص من بعد عذاب مستورہ و عذاب
یوضع حیات بعد یل فقیہ و علی ہذا عامۃ العلماء اختلفوا لانی المحسن الصالحی لان عندہ
یعد ذل نیست من غیر حیات اور بالیقین یہ نشان بدن ہی کی ہر کہ او کو موت عارض ہوتی اور

اوسکا جسوع اور اک باطل کرتی پھر عاواذ شد تعذیب کیلئے ایک گونہ حیات کو جاتی ہوا اور وہی کائنات میں
 یوقی بظان روح مگر اوسکی حیات متروک ہوا امام ابن الہمام نے اس مضمون کو خوب صاف فرمایا بعد عبارت
 متروکہ ^{المتروکہ} بین کاندلا بحسب واما کل المحدث ان المیت للعذاب فی قلبہ فوضع فیہ الحیات بقدرہا
 بحسب الالہ حتی لو کان متفرق الاجزاء بحیث لا یتیمہ الاجزاء بل ہی مختلطة بالتراب فغضب
 بصلت الحیات فی تلك الاجزاء النقی لا یأخذها البصر وان الله علی ذلک بقدر الخوف وقله فقلہ ما فی
 المقدمة الثالثة اب ذرا لکھ کہو کہ دیکھیے وہ کسے میت کہہ رہے تھے کسی طرف اللہ حیات بقدر اوس
 الہما کے اجزا متفرق ہو کر گئے کہ اجزا اتنے باریک ہو کر کہ نظر کام نہیں کرتی ہاں وہ کیا چیز کے اجزا
 مٹی میں مل گئے کیا وہ روح پاک ہو جا سکتی ہیں تو وہ خاک ہو تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا اس مودہ تحقیق میں
 علماء کلام ہر کسی کی نسبت حکما سماع و انباء ہر وہ اللہ الحجة السامیة و دلیل یہ انھیں کتب میں کریمہ متنا
 سمیع من فی القبر ہر مسئلہ کیا اوپہ ظاہر کہ من فی القبر ہیں اگر باریک خوردہ تحقیق اس سائل فراموشی
 بحث میں براہ بدستی خواہن انھیں امام عینی شلج کز کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری و نقل کیا فلان قلت
 بعد فراغ الملکین من السؤال، ایکون قلت ان کان سعیداً فمروحه فی الجنة وان کان شقیقاً
 نفی یحییٰ علی صخرۃ فی الارض السابعة یعنی اس سوال تکمیل میں سعید کی روح جنت میں رہے گی
 ہواوشقی کی جہنم میں ساتویں زمین کی ایک چٹان پر تو قبر میں نہیں مگر بدن اسی حیات نفی
 اسماع فرماتی ہوا و اسی مودہ علماء نفی سماع و دلیل ۵ نیز سب علماء قول ام المؤمنین صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دلیل ملائے اور انشاء اللہ القریب المحیب مقرب روشن ہوتا ہے کہ ام المؤمنین
 صرف سماع جسمانی کی شکر میں ہوا اور اک روحانی ثبوت و مقبول دلیل یہ انھیں کتب میں ہی بحث میں
 سائل دوسم کے ذکر فرمائے ایک مقید بیات دوسرے شامل حیات و حیات فرماتے ہیں اگر قسم کھائی
 کہ اگر ٹھوکاروں یا تجھے بولوں یا عورت سے کہا اگر تجھے صحبت کروں یا تیرا بوسہ لون تو یہ تمہیں
 اوس مخاطب مودوں کی زندگی پر مقہر ہو گئی اور اگر قسم کھائی کہ تجھے نہلاؤں یا اوٹھاؤں یا
 چھوؤں یا بٹھاؤں تو موت و حیات دونوں کو شامل ہو گئی یہاں تک کہ اگر وہ شخص مگر یا اور سے

او سے غسل میت دیا اور سکا جازہ اوٹھایا اور ساتھ لگایا کفن پہنایا تو حالت ہوگا کافی میں ہوتا ہے
 منقولہ مائتہ مسائل کو چند سطروں پر بخلاف ان غسلات اور طہارتات کو مستحکم اور المستحکمات
 الاستیفاء بالحیۃ لانی الغسل برادبہ التطفیف والتطہیر وذا یحقق فی المیت الاثری المتعجب غسل
 المیت تطہیر الکفیف ینافیہ واصلی علی المیت قبل الغسل فی غیرہ وبعذر بخیر وین صمد حاصل میت
 لغسل لم یجز ولو کان غسیلاً جازاً والحمل یحقق بعد الموت قال علیؑ لعل علیہ وسلم من حمل
 میتاً فلیتوضأ والیس للتعظیم والشفقة فیحقق بعد الموت والالباس المتطہیۃ والمیت محل لها
 وکیفہ وہی کادن ہر وہی خطاب ہر اگر اس سے بدن مراد نہ ہو تاوان حلقہ میں واجب تھا کہ کبھی حاش
 نہ ہو کہ مسائل قسم ثانی مطلقاً وہی ہو گئے جنہیں محض بدن متعلق ہر جب بدن مقصود نہیں تو اوپر
 ہزار نا اوٹھانا چھونا پہننا کیوں موجب حش ہو کر لگا اور ایک سی قسم کیا ہر قسم اول میں ضرب
 وجماع ولبوس کیا غیر بدن سے متعلق ہیں نسق واحد کے ذکر کیے ہو تمام مسائل میں بدن مراد لینا
 اور عرف ایک کو اول تو الگ کر دینا کہ قدر دراز کار ہر کاف خطاب سچوان سب میں مراد ہر وہی کلمہ کہ میں
 تو الہم یقیناً قطعاً یہ سب خطاب محاورہ عرف حلف سب متعلق بدن ہی میں اور فارق وہی
 جلیل جلیل جو توفیق اللہ تعالیٰ مجھے ذکر کیا کہ ضرب میں در کلام میں فہم ہو میں لذت جماع میں
 قصائے شہوت وکار ہر وہی امور بدن کو ان صفات پر مقصور کہ طبیعت روح او حیال ہوتی
 میں اندہ العجزوت جسم خالی انہیں کافی نہیں بخلاف غسل محل مسوع الباس کہ عرف صفات اصلیت بدن
 طالب میں تو انہیں حیات موت کیسان ولیل الان انہ کرام وعلما کرام کا یہ کلام ارولح
 موتی چیل کر صراحتہ باطل و توجہ القول بما لا ینحی الیقائل ہر ان کو کلمات عالیات ہزار زبان اس
 تماشی فرما رہے ہیں شواہد سے شاہد الامام جلالہ الباکان نسفی قدس سرہ کا ارشاد اسی کافی شرح
 دانی و ابھی گزرا کہ حدیث نہیں ترین ۳، خود عقائد کی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ روح میں مرگ کر کچھ
 تغیر نہیں آتا کیا وہ اسی روح کو کہتے ہیں کہ مرنے فہم وادراک کو قابل نہی یہ کچھ ہوا اور تغیر آیا وہ اسے پہن
 شاہد میں ہی نام میں الامام و ایک ہی کیا تمام علمائے اہل زیارت قسم میں اساتید

سلام اور اسے خطاب و کلام تسلیم فرما اور اسے سنت بتاؤ میں نے سنی القیوم میں یہ کیجئے اللہ
 عند القیوم قضاء الحاجت بل اولیٰ کل مالہ بعد من السنة والعمود منها نیس الا زیار تھا والذ
 عندها فاما کان یقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الخروج الی المذبح ویقول السلام
 علیکم وارقوم مومنین وان ان شاء اللہ بکم لاختقون اسأل اللہ لواء حکم العافیتہ فصل ایزد
 میں گزیر یہ سلام و کلام ضرور دلیل صامع و انہام میں مگر یہ اکابر اعلیٰ سناؤ اللہ تعالیٰ تیرے کہتے
 کہ بیٹھتے تیرے سلام و کلام کیا معنی شاید (۴) یوں ہیں جسے زیارت حضرات شیخین کہیں
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکر کی بالاتفاق اور علاوہ سلام خطاب کلام تعلیم بھی کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا
 کہ ملاحظہ فرمادیں یہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتنا ہی ہے کہ صدیق کو ملاحظہ میں
 آجائے اس وقت اسی یوں عرض کی کہ پھر او کو ملاحظہ و اتنا ہی ہے کہ فاروق کو ملاحظہ میں آجائے
 اس وقت اسی یوں گزارش کر کے اگر عاؤ اللہ یہ سلام و کلام محض از قبیل ای باب و صبا ینہم اور
 تست تھا تو ہیٹ ہے مگر ملاحظہ نہیں آئیگی کیا حاجت تھی بہت دھرم ہے انصاف کی کتنی چیزیں
 مگر ذی عقل نصف تو قطعاً ان تعلیمات سے ہی سمجھتا ہے کہ یہ سلام و کلام ضرور تحقیقی ہے اور ملاحظہ
 سے مقصود بیش نظر آتا ہی فتح القیوم میں یہ تم بتلے عن علیہ قدر ذراع فیسلم علی ابیکم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ فان راسہ حال منک البنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیقول السلام علیک یا خلیفۃ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ثانیۃ فی العلم ابابکر الصدیق جزاک اللہ عن امۃ محمد
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیراً ثم یقول کن لک قدر ذراع فیسلم علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 لان راسہ من الصدیق کو اس الصدیق من النبی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیقول السلام علیک یا امیر
 عمر الفاروق والذی امر اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیراً
 شاید (۵) چلے کہاں کو انھیں امام ابن الہمام کا وہ ارشاد ہدایت بنیاد جگہ شگافی تو بہت الحاد
 سینے کہ سارا نکاری مذہب پر مبنی چھا جائے اموات کو پھر سمجھنے چھارے من سجیل کا پھر او
 اس فتح القیوم کے آخر تک بلحج میں فرماؤ میں یا القیوم الشریف و استقبل جدارہ و یستدبر

القبلة وما عن ابي الليث يقف مستقبل القبلة مردود باروی الوحیفة رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ فی مسندہ عن ابي عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال من السنن ان تأتي قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم من قبل القبلة وتجعل ظہرک او القبلة وتستقبل القبر بوجہک ثم تقول السلام
 علیک یدہ اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لان محمل علی نوع ما من الاستقبال وذلك ان صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فی القبر المشرق الکریم علی شفا لایمن مستقبل القبلة وقالہ انی زیارة القبر
 مدخل فی الآخرة ان یأتی الزائر من قبل رعل المشرق فی الايمن من راسہ وانما القبر بوجہ راسہ
 الاول لانہ یكون مقابلہ لان بوجہ الظہر بہ قد مر اذا کان علی جنبہ من قبل هذا التکون القبلة
 یساروا وقت من جهة قد مر علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الغلات ما اذا کان من جهة
 وجہہ الکریم فاذا کان مستقبل الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکل الاستقبال
 یكون مستقبل بآرة القبلة اکثر من اخذہ الی جهة فافصل فی الاستقبال بآرة نوع من
 الاستقبال الی یقع منزلة نور حضور سید الطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی زیارۃ کو حاضر ہو
 روضہ اقدس کی طرف سے آئے قبلہ کو پشت اور قبلہ کی طرف سے آئے اور وہ ہو فقیہ ابو الیث
 حضرت ابو مردودہ جو اس حدیث سے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما الی جنہما سے روایت کی کہ سنت یوں ہے کہ مزار اقدس کی طرف
 قبلہ کی طرف سے آئے قبلہ کو پشت اور قبلہ کی طرف سے آئے پھر عرض فرمایا کہ
 اے نبی اور اللہ کی رحمت اور او کی بہتیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گونہ قبلہ کی طرف سے آئے
 لیکن اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر منورین دینی گروہ کی قبلہ کی طرف سے
 فرما رہے ہیں اور علمائے کرام نے عام قبروں کی زیارت میں حکم دیا ہے کہ زائر کو چاہیے کہ
 پائنتی کی طرف سے آئے نہ سر جان کی جانب سے کہ امین مرد سے کی نگاہ کو تکیہ ہوتی ہے
 بخلاف پہلی صورت کے کہ یوں آئیہ الامیت کی نگاہ کے سامنے ہو گا اور یہ کیفیت جب
 کوٹ سے ہو تو اس کی نظر اپنی آؤں کی طرف ہے تو اس تقدیر پر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے پاؤں کی طرف سے حاضر ہوگا قبلہ کے بائیں ہاتھ کو سر کا زیادہ رخ جانب قبر النور ہو گا اور
ایک گوشہ جانب قبلہ تو پشت بقبر بھی ہوا اور ایک گوشہ قبلہ کی طرف جھکا ہونا بھی صادق آیا
اللہ اکبر واللہ اکبر واللہ الحمد ایمان کو کہنا ہی وہ علماء ہیں جو میت کو پتھر بے حس و ادراک
بتا رہے ہیں اللہ وارا نبی صر جعون پھر امام ممدوح یہ صرف اپنا ارشاد نہیں فرماتا بلکہ ہمارے
علمائے کرام سے نقل فرما رہے ہیں خدا کی شان ہی وہ مشائخ خفییہ ہیں کہ سولہ روح کا انکار
جنگہ سراندہ ہے اللہ تعالیٰ توفیق انصاف بخشے آمین مشاہد (۶) یہی امام عینی شایع کن
عمدۃ القاری شریح صحیح بخاری کتاب مواعیت الصلاة باب الاذان بعد فاب الوقت میں فرماتا
عن النور جوہر طہمہ انی مدللک للہیجات والکلیات غنی عن الاعتناء برئی
من الخلق والنام والحدیثی من فناء البدن اذ لیست له حاجۃ الی البدن ومثل هذا
الحدیث یکن من عالم النضر من عالم ملکوت فمن شأنہ ان لا یضره خلل البدن
بل یستدہ بالانوار ویتاثر بما یتاثر بہ والدلیل علی ذلك قوله تعالیٰ لا تمس من الذین قتلوا
فی سبیل اللہ امراتہن الایماء عند ربہم الا یہ وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا
وضع لیت علی نعشہ فرفہ روحہ فوق نعشہ ویقول یا اہلہ ویاولدی روح ایک
روح پر بطیف نورانی ہو کہ علم و سمع و بصر وغیرہ تمام اور کات رکھتی ہو کھانے پینے سے بے نیاز
کھانے پینے سے بری ہر اسی نے فنائے بدن کے بعد باقی رہتی ہو کہ اسے بدن کی طرف
اصلاً احتیاج نہیں ایسا جو ہر عالم آب و گل میں نہیں ہوتا بلکہ عالم ملکوت سے تو اس کی شان
ہو کہ بدن کا خلل پذیر نہ ہونا اسے کچھ نقصان نہ پہنچائے جو بات موافق ہو اس کی لذت
پائے جو مخالف ہو اس کی درد پہنچے اور اس پر دلیل اللہ عزوجل کا ارشاد ہو کہ ہمراہ خدا میں
نارے گئے ہرگز اونھیں مردہ نہ جانیو بلکہ وہ زندہ ہیں ان پر کرباس اور بنی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی حدیث کہ جب مردہ نعش پر رکھا جاتا ہے اس کی روح بلا اسے نعش پر نشان
رہتی ہے اور کہتی ہے اے میری گھر والو اے میرے بچو اللہ انصاف اگر روح بعد موت

اور سکا فہم و ادراک مختل ہو تو یہ کیونکر صحیح ہو گا کہ اسے بدن کی حاجت نہیں چلن بدن کر کچھ
 صفت نہیں بخلا روح تو بیکار و جماد ہوئی یہ سب کچھ اس زمرہ کون ہونے لکھ کر جانورہ افکن و نوازین
 ہوتے ہیں (یہی امام محمود اسی عمدہ میں اس حدیث کے نیچے کہ سیت کو باغزال کر دے سے عذاب
 ہوتا ہے امام اجل ابو زکریا نووی سے نقل فرمایا ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے عذاب بسماع بکا
 احلہ علیہ و برق لہم قال لا یصلی علیہما و ھذا ذهب محمد بن جریر و الطبری و غیرہ کہ قال الاضیعیان و غیرہ
 اولی الاقول و احتجوا بحديث فیہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زینہ ہرآۃ من الیکون
 علی ابنہا وقال ان احدکم اذا اکل استعبر لہ صومیۃ فی اعباد اللہ فلا یؤاخذوا انکم یعنی امام محمد
 نے ایک جماعت علماء سے نقل فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ لوگ جو مروت پر روتے ہیں مروت سے کہ
 اوکا رو اسکر صدمہ ہوا اور انکو لکھ اسکا دل کڑھا ہے امام نے فرمایا جو زینہ جس طرح لکھ لکھ
 اسے طوطی کہ امام قاضی عیاض نے فرمایا یہ سب قولوں سے بہتر ہے اور یہ ایک حدیث نہیں
 لاکے کہ ایک بی بی اپنی بیٹی پر ہندی تھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں منع کیا اور فرمایا
 جب تم میں کوئی روتا ہو تو اس کے رونے پر مروت سے کچھ لکھ لکھ تو اسے خدا کو بند
 اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دے تو ان اللہ سے نقل تھی اور اس کی پہلے خود امام عیسیٰ بنی فرمایا کہ
 میں امانت و البکاہ من المیت وقد ورد فی حدیث ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان
 اللہ اکبر استعبر لہ صومیۃ فی اعباد اللہ صومیۃ فی المیت لیس میت کا رونا تصور کر کہ ایک
 حدیث میں آیا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی روتا ہو تو اسکا ساٹھی ہو کر
 رونے لگتا ہے لیسہ انصاف یہی علماء میں جو روح سوئی کہ سماع و فہم سے انکار رکھتے ہیں وہ کہتے
 یہ بی بی حضرت قیلہ بنت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور یہ حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ و طبرانی
 اور سے روایت کی وہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں یہ
 ایک ستر کو یاد کر کے روئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا طریقہ ہے کہ وہ
 زندگی تک لوائے نہ تھی سے اچھا سلوک کرو اور میرے پیچھے ایذا دو فوالہی نفس محمد سید

احکام لیبک نیست عیالہ صلیحہ فی عباد اللہ لا تغدوا موناکم قسم او سکا جسے اقد میں
 محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہرگز تیار نہ ہو نہ تیار ہوا نہ ہو نہ تیار نہ ہو نہ تیار نہ ہو
 اپنی اموات کو عذاب نہ کرو شاید (۸) علامہ شمس الدین نے غنیۃ ذوق میں حکام میں
 قول در کلام کہ لا یتحقق فی المیت وکذا الکلام لادن اللہ وود بعد الان فیہ ام کہ وہ شاید یہ
 تقریر کی اور خود فرمایا کہ اصل فیہ ان کل فعل فیہ و یو نع و یعم و یوم و یقع علی العبادۃ دون اللہ و
 اور قول میں انکار شاد بخوانہ حضرت استادس چکے کہ مردوں کو تو توں کی بھول کر ان میں
 ہے (۹) قول ان دیکھو کہ گھاس اور پیر کی تسبیح سے مردے کا بھی بہتا ہے تو یسیر فرمایا
 قاضی خان و انداد الفتاح و مرآت القلح علامہ شمس الدین و غیرہ امین مقبروں سے دھت و گہ
 سبز کاٹنے کی کہ بہت پر لیل مذکور قائم فرمائی اور جس عاقل غیر باورہ الدماش کے سلسلے
 ان الفاظ کو بیان کیجیے کہ فلان کی تسبیح سے فلان کا بھی بہتا ہے و سکا وین قطعا ایسی طرف بیان
 کہ او سے اس کی تسبیح سنی اور اس انس بلا بہت عقل شاید ہے کسی شمس سے انس یا
 اطلاع ضرور اس تسبیح جنس کلام سے ہے جس پر اطلاع بطور جماع تو یہ کلام علی جماع جماع
 مولیٰ کی دلیل صاف ہے بلکہ اس درجہ قدرت قویہ سمعی جو عامہ امیہ کو طاعن نہیں کہ انہیں
 علیہ سادقا تو صاحب تقسیم السائل کا ضبط کلام کو ہرگز ملالت استثنائی نہیں پھر کیا
 باید دید کہ این عبارت را از سماعت مولیٰ چه مناسب محض یا فہمی و جہانت ہر مان بجز اللہ تعالیٰ
 اس تذیل جلیل و شمس اس کی طرح روشن کر دیا کہ اس کے مقتدا صاحب مائتہ مسائل
 ان عبارت خمس سے استدلال کرتا اور اس کی تائید میں اس واپی جدید کا وہی طرح کی اور
 عبارت نقل کر کے اوراق بھرنا سب طلبہ نا آشنا اور مورد نزاع سے محض یہ بیان تھا و شمس
 شاید انما ۱۲ یومین سید علامہ ابو السعور و ازہری صاحب تفسیر اللہ العین و سید علامہ
 طحاوی و سید علامہ شامی انہیں بیان کرنے و بارہ میں ہی تقریرات ذکر میں اور
 سب حضرات نے تسبیح گیارہ سے ست کو انس ملنا ذکر فرمایا کہ مقدم (۱۳) و (۱۴) سیدین

اخیر میں تصریح فرمائی کہ انسان جو قبر کے پاس ذکر الہی کرے اوس سے میت کا جی بہلتا ہو دیکھو
 قول ۱۷۷ د ۱۷۸ (۱۶۰۱۵۰) یومین دونوں حضرات نے فرمایا کہ مقابر میں پیشاب کر نیسے زندہ
 کی طرح مردے کو بھی ایذا ہوتی ہو دیکھو قول ۳۸، ۳۹ (۱۷۱) علامہ طحاوی (تقریر فرمائی
 کہ اموات کو جوتوں کی پھل سوازیٹ ہوتی ہے دیکھو قول ۳۷ (۱۸ تا ۲۰) سید علامہ حسینی
 عثمینی (تقریر میں تریاک میں اور احراق حیوانات بعد از پیرہ شہید فرمایا
 کہ میت کو ایذا سے خارج سے در پہنچنا ثابت ہے سیدین اخیر میں نے جواب دیا کہ یہی
 آدم میں ہو دیکھو تذیل زیر قول ۴۰ (۲۱) قول ۲۷ میں علامہ شامی کا امام شافعی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے وہ نقل فرمایا دیکھو کہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز میں
 بسم اللہ شریف آواز سے نہ پڑھی (۲۲) قول ۶۴ میت کے سر عاز سے نہ آئے کہ کسی
 نگاہ کو تکلیف ہوگی یا سنتی سوائے کہ میت کے پیش نظر ہوگا (۲۳) تکمیل میں علامہ زیاد
 و داودی (اجہوری) سے علامہ شامی کا وہ نقل کرنا دیکھو کہ کسی چیز کے ملنے کے لیے بلند ہو چکا کہ
 حضرت سیدی احمد بن علوان کو نہ کرے (۲۴) علامہ طحاوی (حاشیہ مراقی الفلاح میں
 قبور پر سلام ذکر کر کے فرمایا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شنا سا قبر گزرتا اور سلام کرتا ہے
 مردہ او کو پہنچاتا اور جواب دیتا ہے حیث قال و اخرج ابن عبد البر فی الاستدکار و القمہ
 بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 و سلم ما من احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان یعیر نہ فی الدنیا فایسلم علیہ الا عرقہ و وجہ علیہ
 السلام (۲۵) انھیں کا قول ۸۲ دیکھو کہ اموات زائرون کا سلام سنتے جواب دیتے اونہی
 نس یا راہین پہ فرمایا اسمین نہ شہیدوں کی خصوصیت نہ کسی وقت کی قید۔ خذرا انھما
 یہ علماء مع روح کو منکر ہوئے حاش لہ حاش لہ و لکن الوہابیہ قوم بعد و نیکچیں
 شاہدین اور پچیس سو ممکن۔ مگر علماء اپنا الکھا خود نہ سمجھتے تھے لاجرم قطعاً یقیناً وہ ارواح
 موتی کیلئے سمع و بصر و علم و فہم مانتے اور بدن مردہ کو جب تک مردہ ہے ان صفات سے معزول

جانتے ہیں ہی بعینہ ہمارا مذہب اور یہی عبارات علم کا مطلب والحمد للہ رب العالمین ولسیف
 اگر یہ کلام مشائخ کرام روح پر معمول ہو تو وہ اعتراضات قاہرہ وارد ہوں جسے رہائی نامکمل محصور
 ہو مثلاً اولاً حدیث یہ ہے کہ ایک اونٹین بارہ احادیث عظیمہ صحیحہ خفیفہ خفیفہ خفیفہ خفیفہ
 ایراد جلیل اوراد عامہ تخصیص وقت سوال قبر یا خصوصیت کفار مقتولین بدر باطل و بزدلی
 کیا سمعت مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا یہ وہ ان اختصا ص لا یصح الا بدلیل وهو مفتقد
 ہنہناہل السؤال والمجواب ینافیانہ شاید یہاں خصوصیت سہی اور جو احادیث کثیرہ عموماً
 و مطلقاً اموات کے علم و سمیع و بصیر و ادراک و معرفت میں وارد ہیں انہیں کیا جواب ہو گا
 مرقاۃ میں یہ ہے ان ماورد من السلام علی الموتی یرد علی التخصیص یا الارجاع الی الدفن مثال
 بہت اچھا جب ابتدائے دفن میں تم خود سماع کے قائل تہا تک کہ کلام لا یتصل مشکلم لا یعقل
 اعلیٰ تفہیم المسائل بھی معترف و قائل حیرت قال در وقت سوال و جواب ہمہ قائل سماع اند تو
 اس وقت کلام کہتے سے کیوں خست نہیں ہوتا کہ اب تو سمیع و فہم سب کچھ حاصل تب طرح انھیں
 ایام ابن الہمام نے دوبارہ تفہیم متکین پر اعتراض کیا کہ الا انہ علیٰ هذا ینبغی التلقین بعد
 الموت لانه یكون حين ارجاع الروح یہ اعتراضات اس تقدیر باطل یعنی انکار سماع و سماع
 پر اصل اس کلام مشائخ کو باطل و ازبج کدہ کرتے ہیں بخلاف اس تقدیر حق کے کہ صرف سماع
 جسم سے انکار مراد ہے اب انہیں اصلاً کچھ وارد نہیں ہوتا فاقول و بالذات التوفیق لغیر
 کلام مشائخ اعلام یہ ہر کہ مبنائے ایمان عرف پر ہے اور خطابات عرفیہ متعلق بدن مگر کلام برسمیع
 و فہم نامتصور لا برسم قسم حالت حیات پر مقصور اور جسم خالی معزول و مجرور بعد فراق روح
 بدن مردہ ہر اور اسکے حواس و مشاعر باطل و افسردہ عذاب قبر اگرچہ روح و بدن دونوں پر
 ہے مگر اسکے لیے بدن کو ایک نوع حیات تازہ بقدر ادراک الم دیجانی پر ورنہ موت تو سستی
 احساس و ادراک کے بھی اسانی ہی پھر اس حیات کا استمرار بھی ضرور نہیں احادیث کثیرہ
 سمیع و بصیر و فہم و ادراک معرفت اموات پر نا ملق ہیں ضرور صادق ہیں ان میں مراد واضح ہوتی

قرآن کلام
 اللہ تعالیٰ

میں کہ اور اگر تحقیق روح ہی کا کام ہو اور اوستے موت نہیں نہ موت بدن سے اوسمیں
 تیز لے البتہ احادیث فوق نعال ضرور سمع جسمانی بتاتی ہیں قطع نظر اس سے کہ لفظ میت
 بدن میں حقیقت او نہیں صراحتہ اذ اوضح فی قبلہ ارشاد ہوا اور قبر میں رکھا جانا بدن
 ہی کی شان ہے مگر یہ بھی بوجہ مذکور ہم پر وارد نہیں کہ اسوقت بغرض سوال بدن کی طرف
 اعادہ حیات ہوتا ہے تو سماع حی کیلئے ثابت ہوا نہ میت کے اور احادیث قلب الہیہ
 حیات معادہ للسوال سے جدا ہیں کہ اول تو کافر مجاہر سے سوال ہونے میں کلام
 امام ابو عمر بن عبد البر نے فرمایا سوال یا مؤمن سے ہو گا یا منافق سے کہ بظاہر سلمان
 بنتا تھا بخلاف کافر ظاہر کہ اس سے سوال نہیں امام جلیل جلال سیوطی نے فرمایا ہو
 الا رحمہ ولا قول سواہ اھ نقلہ فی ہذا المختار شرح الصدورین اسکی تلبیس کر کے فرماتے
 ہیں و فی انفراد یث ابی ہریرۃ عند الطبرانی من قول حماد و ابی عمر البصری ما یصح
 بذلك اور اگر سوال مانے بھی تو اسکا وقت ابتدائے وضع و دفن ہی یہاں محصور
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اون ناپاک لاشوں سے وہ گندہ کو آن پٹ جائیکے
 تین دن بعد وہاں تشریف لیجا کر مخاطب ہوئے تھے صحیح مسلم کی روایت حدیث
 ۴۸ میں گزری اور صحیح بخاری شریف میں ہے عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان
 نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر یوم بدہ بالبعۃ و عشرين رجلا من صنادید
 قریش فقلنا فوا فی طوی من اطوا بدہ خبیث فحبث و کان اذا ظہر علی قوم اقام بالعرصۃ
 ثلاث لیل فلما کان بیدہ الیوم الثالث امر برأحلتہ فشد علیہا راحلہا ثم مشی و تبعہ
 اصحابہ وقالوا ما نری ینطلق الا بعض حاجتہ حق قام علی شفة الوکی فجعل ینادیہم
 باسمائہم واسماء ابی اہم یا فلان بن فلان و یا فلان بن فلان الیسرکم انکم اطعتم اللہ
 ورسولہ فان اقد وجدنا ما وعدنا ربنا حقاً فھل وجدتم ما وعد ربکم حقاً قال فقال عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد الا ارواح لھا فقال رسول اللہ

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما قول منهم قال
 قتادہ احيائهم اللہ حتی اسمعہم قوله توینما وتصغیر اول نعمتہ وحسرتہ وند ما اور حدیث
 مذکور نص صریح ہے کہ ان کافروں نے گوش بدن ہی سے سنا کہ امیر المؤمنین فاروق
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور کیا کلام فرماتے ہیں اور بد لون سحر جہین
 روح نہیں اسی کے جواب میں ارشاد ہوا کہ خدا کی قسم تم اوسے زیادہ نہیں سنی تو صفت
 ثابت ہوا کہ سماع جسمانی ہی واقع ہوا اگر جبکہ روح کا جسم سے فراق یقیناً معلوم اور بے
 عود حیات سماع جسم خالی قطعاً معدوم تو ان کافروں کے لیے تین دن بعد پھر عود زندگی
 ماننے سے چارہ نہیں اور پر ظاہر کہ یہ امر عموماً نہیں ہوتا ناچار بالخصوص حضور اقدس
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعجاز سے ان ملائکہ کو زیادت حسرت و مذلت و عذاب اذیت
 ہونیکے لیے واقع ہوا کہ روح و بدن دونوں کا اشتراک تنہا صرح کی اور اک ہوا شد و
 سخت تر ہے ولہذا قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اونکی حسرت و توبیخ و تذلیل کیلئے
 اعادہ حیات فرما کر سنوایا۔ بالکل جو احادیث سماع جسمانی میں نص میں یوں میں تخصیص
 وقت یا بعض اموات خود سمیل واضح ہے اور جو ایسی نہیں وہ راساً غیر وار و کہ سماع روح
 تو آپ ہی خود ثابت دلالت ہے۔ بجز اللہ یہاں سے روشن ہوا کہ صاحب تقسیم المسائل کا ضبط
 بے ربط کہ ہر حید مبنی ایمان برہرہ است مگر مقصود فقہاء از نفی سماع درین مقام نفی
 سماع عرفی و حقیقی ہر دوست زبیر کہ فقہاء نفی سماع مطلق کردہ اندت تبیین عرف و اگر نفی عرف
 سماع عرفی نہ حقیقی مقصود می بود حاجت جواب دادن از مسئلہ عذاب قبر و توجیہ کردن دیگر
 وقائع کہ بر سماع موقی وال است نبود فعل هذا الا توجیہ بکلا یرضی بہ قائمہ محض نا فہمی
 و جہل فاضح ہے فاقول اولاً یہاں عرفی و حقیقی متعابر نہیں اوپر واضح ہو چکا کہ یہی
 ارکان اصوات باللات جسمانیہ ہی حقیقت لغویہ اور یہی متعارف ہر اور وہ معنی جو وقت انشا
 سمع برہ مجر و یا حضرت عزت مراد ہوتے ہیں محل یمین میں باو یکا احتمال ہی تھا کہ اطلاق نفی

او نہیں بھی شامل ہوتا نیا مشائخ کرام نے جن وقائع کی توجیہ فرمائی وہ سماع جسمانی پر دل
 تھے اونکی توجیہ کی ضرورت حاجت تھی اس سے سماع روح کا انکار سمجھ لینا تمھاری خوش فہمی پر
 ثالثاً توجیہ عذاب قبر کی بھی ایک ہی کہی۔ ذی ہوش کو نافع و مضر میں تیز نگ کی لیاقت
 نہیں مگر تعصیم المسائل کے مقابل آنا ضرور ہے ماذا الخاضع یا مغرور الخاطر حتی
 حاکمت فلیت الفل نہ تضر عقل نہ بھی دیکھا کہ وہ توجیہ کیا کی ہے اور اس سے روح سیر
 کلام نکلتا ہے یا صاف بدن میں گفتگو ہونا بجلی ہو دلیل مفہم کو گزرے ابھی دیر نہ ہوئی اور
 ملاحظہ کیجئے اور صاحب تعصیم کی فہم سقیم کی یاد دیجئے رب العا کا ش اس بطور غولش جواد
 شونہ نابینا و ناشنوندہ یعنی اس تحریر سے پہلے مر جائے والے تعصیم نگار زندہ کو زمانہ
 صہلت دیتا کہ ہمارے کلام میں دلیل یا زہم اور اسکے پچیس شواہد کو آنکھوں دیکھتا کاٹا
 سنتا و سوت کھتا کہ توجیہ القبول بالارضی بہ قائمہ کا ارتکاب کسے کیا خیر یہ توجہ
 معترضہ تھا اب رہا یہ کہ جب ابتدائے دفن میں سماع مسلم تو اسوقت حث کیوں نہیں
 اقول ہاں یوں نہیں کہ یہ بین مقفی حیات مخاطب ہے اور نفس روح سے متعلق نہ تھی اگر
 اس سے تعلق ہوتا تو اسکی حیات و ادراکات تو مستمر ہیں ضرور حث ہوتا فان العرض و
 المكان لا یبقی مانہن لکنہ ما دام مستمر بتجدد الامثال بعد شیباً واحداً باطباق اللغة
 والعرف والشعر بخلاف بدن کہ اسکی حیات زائل ہو کر اب حیات جدیدہ اسوقت
 ملی ہے اور وہ حیات اولی کی غیر ہے تو جس حیات سے یہاں متعلق تھی منقطع ہو چکی اور
 حث کی نجائش نہ رہی یہی امام ابن الہمام اسی فتح القدیر میں فرماتے ہیں الحیۃ المعادۃ
 غیر الحیۃ المحلوف علیٰ خذہ فیہا وقد وہی الحیۃ القائمة حالۃ الخلف لان تلك
 عرض ثلاثی لا یکن احادتہا بعینہا وان اعدت الروح فان الحیۃ غیر الروح
 لان امر لا یمزج للروح فیہا الروح تنبیه جلیل الحمد للہ بطرح اس تقریر سے واضح
 ہوا کہ ہمارے مشائخ کرام باتباع احادیث صحیحہ اور عامیانہ اوہام حجاب و حائل خشت

وکل قبر کو مہل و ناقابل التفات جانتے ہیں کہ میت مدفون کے لیے وقت اعادہ روح ایسی
 خفی آواز ہائے بیرونی کا سماع ثابت مانتے ہیں یوہین یہ بھی لائح ہو کہ یہاں سماع جسمانی
 سے مانع ہی موت تھی واندہاجسوقت جسم کو ایک نوع حیات ملی سماع اصوات کی راہ کھلی تو
 ظاہر کہ روح کہ بالا جماع ہمیشہ زندہ و مستمر و جان نامتغیر ہے اوسکا سماع عادیہ دائم رہے کہ
 صحیح موجود اور مانع بقوداب کمالا کہ مشائخ کلام کی یہ بحث و کلام فقط مذہب منکرین سربگناہی
 نہ تھی بلکہ کمالہ تعالیٰ مراحتہ او نکار دہین اس تحقیق انیق کے بعد صاحب تہمید مسائل کا مزاج
 پوچھیے کہ آپ کی اس غوش فہمی و قوت دہی نے کہ در فتح القیدیہ نوشتہ کہ بنا سماع تلقین
 نزد اکثر مشائخ مابعد سماع موتی است و در آخر گفتہ کہ طائفہ مشائخ در حدیث تلقین قائل
 بحقیقت بدین وجہ شدہ اند کہ وقت تلقین مقام ارجاع روح است برائے سوال جواب
 و این وقت موتی را بجهت عود روح سماع حاصل است پس این طائفہ ہم منکر سماع موتی
 است و در وقت سوال و جواب ہمہ قائل سماع اند درین صورت از عبارت فتح القیدیہ معلوم
 میشود کہ مذہب ہم فقہا انکار سماع موتی است کیسا حکم تیر باز گشت پیدا کیا یہ تو اسی
 تلقین کے کلام سے واضح ہوا کہ وہ میت جسکے لیے فقہا سماع نہیں مانتے بدن ہی ہر
 ذرا ہوش میں آکر بتائے کہ خود روح کس میں ہوتا ہے پھر یہ پوچھیے کہ ارذی ہوش وہ روح
 جسکے ادنیٰ خود سے بیش خاک اتنے حجابوں حالتوں میں بالاتفاق سمع ہو جاتا ہے وہ خود کہ
 حجاب و حائل سے منزہ اور ہمیشہ زندہ کیون نہ بالاتفاق طائفہ متناوہ بینا ہوگی اب
 یاد کیجئے امام ابن الحاج کا ارشاد مذکور قول ۵۵ کہ اولیائے اہل نور خدا سے دیکھتے ہیں
 اور نور خدا کو کہ جامہ نہیں پھر اموات کا کیا کہنا اور شاہ عبدالعزیز صاحب کامتوال ۷۷ کہ
 روح کے آگے مکان دور و نزدیک یکساں ہر جس طرح نظر کو میں میں آسمان برین کہ
 سناری دیکھتی ہے وہ عزیز ملک اقوال کثیرہ مذکورہ دیکھ ظالم حجت الہی یوں قائم ہوتی ہے
 انہر راقی و انکار کہ روح کیسی جسم شرط ملیے یہ اور پروا غیہ ہو چکا کہ اوسکے کون قائل

ہیں معتزلہ وغیرہم ایمان آگئے تم جانو اور تمہارا کام یہی مجد اللہ تقریر و تفسیر و تخریر و تنویر
 اوس کلام حضرات مشایخ کرام کی جسے مخالف اپنا کمال موافق جانکر اہل حق سے اوکھتے
 اور موافق بگمان مخالف مشکل و معضل سمجھتے۔ اہل بدعت اپنی سپردیناہ ٹھہر کر آسمان
 ناز پر ٹوپیاں اوچھالتے اور اصحاب سنت بظاہر مخالف عقیدہ صادقہ پاکر سلاح معارضہ
 و مناقضہ سنبھالتے اب بعون عزیزہ مقتدر عز جلالہ روشن ہو گیا کہ امر بالکل بالعکس ہے
 وہ کلام ہدایت نظام سرایا عقیدہ اہلسنت کے مطابق مادر مذہب مخالف کار دوسرا
 مجد اللہ تعالیٰ اب مخالف دیکھیے کہ اوسکے شوشے قعر عدم کے کس گوشہ میں گئے موافق
 نہ صرف موافق ہر ذی عقل منصف دیکھیے کہ بفضلہ تعالیٰ اس تقریر منیرہ کی کیا فائدہ
 حاصل ہوئے فائدہ (۱) کلام مشایخ مجد اللہ تعالیٰ ہرگز عقیدہ اہل سنت کو مخالف نہیں
 فائدہ (۲) نہ عیاذ باللہ کسی حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف
 فائدہ (۳) نہ تصریحات ائمہ میں اصلاً تعارض فائدہ (۴) نہ خود ان علماء کے
 کلام میں کہیں بوائے تناقض فائدہ (۵) نہ وہ اس مسئلہ میں اپنے ہی اصل
 مقصد یعنی بنا علی العرف سے جدا چلے بلکہ اسی جڑ سے یہ پودے کھلے فائدہ (۶)
 نہ وہ ہرگز کسی تخصیص بے دلیل کے مرتکب ہوئے فائدہ (۷) نہ انکی اس دلیل پر
 زہار کوئی نقص وارد نہ تفریع و تاویل پر کچھ الزام مائد غرض یہ سب اور دیگر مقامات
 میں انکے کلمات اور باقی ائمہ کے نصوص و تصریحات اور احادیث و آثار کے عالی ارشاد
 مجد اللہ تعالیٰ سی متفق و منظم ہیں اور ایک دوسرے سے متناسب ملتئم۔ اور اس تقریر معقول
 مستتیر و مصقول و واجب القبول کو نہ مانے تو یہ تمام فوائد متقلب ہو کر انکے مقابل
 اتنی ہی ضرر حاصل اور نتیجہ کچھ نہیں کہ انجام یہ ٹھہر گیا کہ کلام مشایخ طرح طرح و منقوض
 و باطل اور انواع انواع زلز لون سے متزلزل اور آب ہی اپنی تلوار سے گھاگل پھر گیا
 کسی مسئلہ کے قابل و نہاد اما لا مضاء عاقل اب مجد اللہ تعالیٰ مہر مہر روز و ماہ نیم ماہ سر

زیادہ رشتہ دار و درختان ہوا کہ بعض کبرائے متاخرین شلج محدثین نے اس باب میں
 جو تقریریں فرمائیں اصل مرام مشائخ کرام پر وارد نہیں وہ گویا بسبیل ارخا ئی عنان را ئی
 مخالفانہ مگر جواب مخالف کی تعلیمیں تھیں اور واقعی ہمارے اندر کرام و مشائخ اعلام کے
 انظار غامضہ و دقیقہ ایسے ہی مالیہ واقع ہوئیں کہ بعض اوقات انظار ناظرین متاخرین
 ماہرین اس کے مرقاة مدارج و معالی معارج تک وصول میں متساہل رہیں جیسا کہ خادم
 ابواب و فصول فقہ و اصول پر آشکارا ہیں یہ محمد اللہ تعالیٰ حق تحقیق و حقیق حق ہر جس سے حق
 تحقیق تقبول و تصدیق کیسے نہ تھا ورنہ یہیں ہکذا لیس فی التحقيق واللہ سبحانہ و تعالیٰ التوفیق
 الحمد للہ اگر اس تمام کتاب میں ان مقدمات سبعہ کی تمہید و تزیین اور اس جواب
 عین العصاب کی تحریر و تبیین کے سوال کیجئے تو تالو بفضل عظیم حضرت کریم عم نواز امین
 شافی و کافی و مغنی و وافی تھا ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس
 لا یشکرون ہر ہر اور غنی ان اشکر نعمتک القی الغت علی و علو اللہ و ان اعل
 صلواتہ و اصلح فی ذریقی انی انت الیک ولی من المسلمین والحمد للہ رب
 العالمین الحمد للہ اس جواب جلیل و جلیل کو بعدا صلا حاجت نہیں کہ اور جو ان کی طرف توجہ
 کروں دلائل نے بفضلہ تعالیٰ یقین قطعی دیدیا ہے کہ بلاشبہ مراد مشائخ کرام ہی ہر
 جواب کیا ضرورت ہے کہ تنزیلات کیجئے ارخائے عنان سے مہلتیں دیجئے مگر مخالف کو
 شکایت و حسرت نہ ہے لہذا چاہا شکر کی کو کچھ اور بھی امتداد ہی اسی جواب کے متعلق
 بعض تنبیہات مفیدہ لکھ کر دیگر اچو بہ کی طرف عطف عنان کمر وں و باللہ التوفیق
 تنبیہ اول اقول بعض مسائل میں اہل بدعت اور بعض یا اہل اہلسنت متفق
 ہوتے ہیں اور ان کے ماخذ حسب اختلاف مذہب مختلف مثلاً حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک لیکر نہ لگنی ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے اور وہابیہ
 تو قاطعہً شرک کہتے ہیں ان کا ماخذ علوم وہی شرک و ہجوم اور ہمارے منع کی وجہ آئینہ

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضاً رسول کا پکارنا اپنے میں
ایسا نہ ٹھہرا جو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو تو نام پاک لیکر ندا نا جائز ہے بلکہ رسول اللہ
یا حبیب اللہ یا خلیفۃ اللہ وغیرہا اوصاف کریمہ کے ساتھ ندا چاہیے یہود میں مسئلہ
تلقین بعد دفن کو جہود معتزلہ تو منع کیا ہی چاہیں کہ اوں سنگساروں کو نزدیک
اموات کی روح و بدن سب اینٹ پتھر ہیں ولہذا وہ سفہا عذاب قبر و سوال گیرین
کے منکر ہیں اور حنفیہ میں جمہور مانعین وہی ہیں قول امام ابن زہرہ صغار کا
ارشاد سن چکے کہ منع تلقین مذہب معتزلہ پر ہے قول ۱۳۴ و ۱۵۴ میں جو ہرگز نہ
و در مختار سے گزرا کہ تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے قول ۱۵۴ ہرگز تلقین

نمیکند و نمیکوید بان اور یہ مذہب معتزلہ است کہ گوید میت جماد محض است ولہذا
امام ابن الجوام نے اپنا عندیہ بیان فرمایا کہ میرے گمان میں منع تلقین انکار سماع پر
مبنی ہے یہ اوں جمہور مانعین کے لحاظ سے ضرور صحیح ہے مگر بعض علما اہلسنت
کہ منع میں شریک ہوئے اور حکما خدیہ ہرگز نہیں بلکہ بعض کے نزدیک بدعت ہونا کہ
مہر عن سلطان العلماء یا دکن کے خیال میں بے فائدہ ٹھہرنا کہ ایمان ہو گیا تو کیا حاجت
ور نہ کیا منفعت ولہذا امام نسفی نے سیدین میں وہ تصریحات فرمائیں مگر انکار تلقین
میں ہرگز اسکا نام نہ لیا بلکہ اوسے عدم فائدہ سے استناد کیا جیسا کہ قول ۱۵۴ و تکتبہ
جلیلہ میں گزرا ولہذا ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد نے جب انکار تلقین اختیار کیا
اوس پر اسی انعدام نفع سے استدھار اور ساتھ ہی بریلے انکار سماع انکار و استغنی
پر صریح انکار کیا ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں المیت کا قائمۃ فی تلقینہ اصلاً لا من
مات مسلمہ و ثابت علی الشہادۃ بالتوحید والرسالۃ فالتلقین لغو وان مات کافر
فلا یفید التلقین لانه لا ینفعہ الا یمان بعد الموت وما قبل ان التلقین لغو لان
المیت لا یسمع فہذا باطل فائدہ امام علام شیخ الاسلام نسفی نے جس طرح کافی

میں منع تلقین پر صرف نفی نفع بردہ مذکور سے استدلال کیا جس سے صاف مترشح کدہ
 اصل سماع کے منکر نہیں در نہ سرے سے یہی فرمانا تھا کہ تلقین کسے کی جائے
 ایٹھون تجھروں کو یو مین آیات کریمہ کی تفسیر میں نفی انقاع و نفی قبول ذکر قرآنی
 زیر کریمہ بلکہ فرمایا شبہ الکفار بالموتی حیث لا ینتفعون بمجموعہم زیر کریمہ بلکہ لا یلکون
 لایعون ما یسمعون ولا ینتفعون شبہوا بالموتی زیر کریمہ روم دھوکا دہنی حکم
 الموتی فلا تطمع ان یقبلوا منک مگر صاحب تفہیم المسائل تو اختراع و افتراء کے ماہر غالب
 صاف لکھ دیا در تفسیر مدارک تحت آیہ کریمہ والذین کذبوا بالنبأ صم بکم ہی نویسہ
 المعنی انہم فی حال کفرہم و تکذیبہم کن لا یسمع ولا یتکلم فلہذا شبہ الکفار بالموتی
 لان المیت لا یسمع ولا یتکلم کذا قال ابن الخازن العراقی الشافعی فی تفسیرہ لباب
 التاویل فی معنی التنازل انتہی امدارک شریفین اس عبارت کا نشانہ نہیں لطف
 کرا و مین تفسیر لباب التاویل کا حوالہ نقل کر کے انتہی لکھ دی یعنی یہاں تک عبارت
 مدارک تھی حالانکہ صاحب مدارک کی وفات سنہ ۱۰۱۷ ینے میں علی اختلاف القولین ہجری
 اور لباب التاویل کی تالیف سنہ ۱۰۲۵ میں ختم ہوئی نہ امام اجل نسفی ایسے حوالے کے
 عادی اور وہ بھی اپنے کسی ایسے معاصر بلکہ مدرک العصر سے لکھ دینا ہی جو چاہے کر ائے
 تنبیہ دوم اقوال بحدہ اللہ تعالیٰ واضح ہو چکا کہ ہمیں بقائے حیات بدن و سماع
 جسمانی سے کچھ کام نہ وہ عام لوگوں میں ہمارا دعویٰ نہ ہمارا کوئی مسئلہ اوسپر موقوف
 تو اگر بالفرض بدن کے لیے موت مطلق دائم رہتی ہمارا کچھ حرج نہ تھا درود نصوص
 کے سبب ہم نے تنعم و تعذیب قبر و روح و بدن دونوں کے لیے مانی اور شہادت
 عقل و نقل بدن کے واسطے بھی ایک نوع حیات اس تلذذ و تائم کے لیے لازم
 جانی ہاں یہ ضرور ہمارا مدعا ہے اور بحدہ اللہ دلائل قاہرہ اسپر قائم ہو چکے کہ روح باقی
 و مستقر ہمال و نامتغیر و سمیع و مبصر اور بدن کے ساتھ اوسکا ایک تعلق ہمیشہ مستمر

تو جو کچھ بعد فراق بھی بدن کے ساتھ کیا جائے ضرور دیکھے گی مطلع ہوگی اگر وہ فعل تنہا
 پسند کریگی یا اہانت ہے ناخوش ہوگی اذیت پائیگی فصول سابقہ اس سب بیان کی تکمیل
 ہو چکیں تو خارج سے کبھی جو ضرب یا صدمہ بدن میت پر واقع ہوا اگر بطور استہانت و تحقیر
 قطعاً روح کو ایذا سے روحانی ہوگی کہ اس سے ایسے اذیت و درد جسمانی بھی لاحق ہوگا یا نہیں
 یعنی جس طرح عالم حیات میں بدن پر جو صدمہ آتا بدن اس سے روح تک پہنچانے کا واسطہ
 بناتا کہ اس کے تفرق اتصال سے روح کو درد پہنچا آ یا بعد فراق بھی مثل عذاب الہی والعیاذ
 باللہ تعالیٰ تعذیب بشری سے بھی الم ہوتا ہے یا نہیں درد منتفی اور صرف وہی تو ہیں کہ
 باعث ناخوشی باقی ظاہر کلام مشایخ کرام جانب دوم ہے و لکن کافی میں فرمایا المیت
 لا یزالہ بضرہ بنی آدم و انما ذلک لما یفرد بہ اللہ تعالیٰ اور یہی مقتضائے اثر حضرت
 عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اخرج ابن سعد عن خالد بن معدان قال لما
 انقضت الروم یوما اجنادین انتموا لی موضع لا یعبیہ الا انسان انسان فجعلت
 الروم تعال علیہ فتقدم ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہم حتی قتل
 و وقع علی ظاہر الذمۃ فسدھا فلما انتہی المسلمون الیہا ہابوا ان یوطؤھا الخیل
 فقال عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ قد استشهد ہذا و رفع ہر وہ و انما
 ہو حیثۃ فوطؤہ الخیل ثم و طأ ہو و تبعہ الناس حتی قطعوہ امام طہس حلال الدین
 سیوطی فرماتے ہیں ہذا کا تار کا بدل علی ان الارواح لا تنصل بالابد ان بعد الموت
 انما تدر علی ان الامجاد لا تنضر براینا لہا من عذاب الناس لہا و من اکل
 القراب لہا و ان عذاب القبر لیس من جنس عذاب الدنیا و انما ہو نوع آخر یصل
 الالمیت بمشیۃ اللہ تعالیٰ و قد ماتہ اور طوہر حدیث و دیگر آثار و اخبار و اقوال اخبار
 جانب اول میں حدیث ۲۶ میں روایت دارقطنی سے زیادت لفظ فی الاثر گزری یعنی
 مردہ و زندہ کی ٹہری توڑنی مرد میں برابر ہے علامہ طہس شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں جنہ

غفیر ذہبوا الی ان المراد ان کسر عظم المیت ککسر عظم حیاتی التا لہ والتا ذی جماعت عظیم
 علما اس طرف گئی۔ مراد حدیث یہ جو کہ مرد کی ہڈی توڑی درود وائیدین ایسی ہی ہے جسے زندہ کی
 امام ابو عمر ابن عبد البر و شیخ محقق کا اس باب میں ارشاد قول ۴۰ و ۴۱ میں گزرا اور تینوں
 سید علامہ ابوبکر بن علی و احمد بن محمد بن محمد بن عثمان در کے اقوال اوسیکے بعد مذکور ہوئے
 حدیث ۲۶ میں بروایت صحیح مسلم شریف انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 گزرا اذ اذ فتموتونی فتنوا علی التراب شناسنا جب مجھے دفن کرو تو مٹی مجھ پر آہستہ آہستہ
 نرم نرم ڈالنا۔ یہی وصیت حدیث ۲۶ میں علامہ ابن کلاب تابعی سے گزری اور وہ میں اوس پر
 شیخ محقق کا قول کہ این اشارت است بآنکہ میت احساس میکند و دردناک میشود یا پھر
 دردناک میشود بان زندہ حدیث ۱۶ میں امام سفیان کا ارشاد گزرا کہ اندر لیتا شہد بآلہ
 غاسلہ الاخفت علی مردہ لیتے پہلانے والے کو قسم دیتا ہے کہ مجھ پر آسانی کیے گا امام ابو نعیم
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اوستے سر میں نہر زور سے
 کنگھی کیجاتی ہے فرمایا علام تنصون میتکم کس جرم پر اپنے مردے کی پیشانی کے بال کھینچ
 ہوا امام محمد بن ابی انارہ خبرنا ابو حنیفہ رحمہ و عبد الزنراق فی مصنفہ ولفظ لہ قال
 اخبرنا سفین عن الثوری کلاهما عن حماد بن ابی سلیمان عن ابو ہریرہ عن
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا رأت امرأتیکدون رأسها بمشط فقالت علام تنصون
 میتکم ورواہ محمد ابو عبید القاسم بن سلام ابو ہریرہ الحبشی کتابہا فی غریب الحدیث
 عن ابو ہریرہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا انہا سئلت عن المیت یسرح رأسہ فقالت
 علام تنصون میتکم بالجملہ رجحان اسی جانب ہے اور بہر حال اگر المانیے تو مسئلہ یحین
 فی الخشب پر کچھ نقص نہیں کہ یہ الم بھیجیگا حیات معاودہ سے اور حلف تھا حیات موجودہ
 عند الحلف پر کما قد منا تحقیقہ عن الفتح اور مانیے تو مسئلہ سماع میں کچھ نقص نہیں کہ ہمارا
 کلام ردح سے ہے آیت بدن ہونا نہونا کیسان و لہذا امام اہل سیوطی نے بآئکہ اثبات

سماع موتی میں وہ تحقیقات باہرہ قابرہ۔ کچھ ہیں اس تقریر پر تقریر ملیں۔ لکھنا ایسی ہی ہے
 ہذا المقام واللہ سبحانہ والاعظام وافضل الصلوة والکل السلام علی سیدنا محمد
 اکرم الکرام والد وحبیبہ الیوم القیام جواب دوم ہاں کہ روح ہی میں کلام ہے
 لکن کہاں سے کہ سمع منفی یعنی ادراک توسط آلات جسمانیہ نہیں یوں بھی مطلب حاصل
 اور تافی زائل کہ منفی یہ ہے اور مثبت یعنی انکشاف تام اصوات بروجہ جزئی اس جواب کے
 قریب قریب کلام تنزیلی حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرور فرمایا شرح مشکوٰۃ میں
 فرماتے ہیں درجہ سخن دیگر است کہ فرضاً اگر از ثبوت سماع تنزل کہیں باعتبار اگر سماع
 یا سمع ہی باشد سمع جزائی بلکہ از باب شدہ گویم از نفی سماع نفی علم لازم نمی آید و علم بروح بود کہ
 باقیست پس علم بمبہرات و سموعات حاصل باشد نہ بروح البصار و سمع چنانچہ بعض حکما
 سمع و بصیرت الہی تعالیٰ را بعلم سموعات و مبہرات تاویل کرده اند الخ اقول وبالله التوفیق
 محصل ارشاد مبارک شیخ شیعہ طہار الہند قدس سرہ یہ ہے کہ سمع حقیقہً بمعنی مطلق
 ادراک مخصوص اصوات ہے عام این کہ آلات جسمانیہ کا توسط ہو یا نہیں دلہذا اللہ
 عزوجل کو سمیع ماننے میں کہ عقیدہ ایمانیہ ہی محققین کے نزدیک کوئی تاویل و تجویز نہیں
 اس لیے ہم قائل سماع حقیقی ارواح مفارقہ ہیں اگرچہ موت تعطیل آلات کر دے اور اگر
 سمع کیلئے یہ معنی نہ بھی مانے بلکہ توسط آلات ہی سے مخصوص جانے تو ہم علی سبیل التسلل
 کہیں گے کہ سمع نہ سہی ادراک تام بروجہ جزئی تو ہی اس قدر سے ہمارا مدعا حاصل اگرچہ
 بنام سمع تعبیر نہ کریں جیسے بعض متکلمین نے سمع و بصیرت الہی جل و علا کو یوں تاویل کیا
 اور مقدمہ رابعہ میں تقریر فقیر غفرلہ المولی القدر یاد کیجے تو اس کا مسلک یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ
 نہ بین دعویٰ سمع سے تنزل کی حاجت نہ روح مفارق یا معاذ اللہ حضرت عزت میں ایسا
 تاویل کی ضرورت سمع کے دونوں معنی مقرر ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کا کافی نہیں معنی
 آئیت نہ کبھی مراد تھی کہ اب تنزل کریں نہ اس معنی میں اطلاق سمع محصور ہو سکے

کہنا چار تاویل و تحمل کریں۔ خیر یہ طرز بحث کا تنوع تھا اصل سخن کی طرف چلیے فاقول
 جبکہ جمع کے جسمانی و روحانی دونوں معنی اور جسمانی کی نفی میں نہ عین ضرر نہ مخالف کو
 نفع تو احتمال قاطع استدلال نہ کہ جب جسمانی ہی کا ارادہ راجع و واضح ہو پھر ظاہر کہ اور اہل صواب
 کا یہی طریقہ معلومہ معہودہ ہے تو باہمی محاورات عرفیہ میں ذہن اسی طرف تباہ کر گیا آخر
 نہ دیکھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر فضائل جمعہ شریف
 فرمایا اکثر و اعلیٰ من الصلاة فیہ ان صلا تکم معروضتہ علی او سدن مجھ پر و دہنت مجھ
 کہ تمھارے پروردگار مجھ پر عرض کیا کیسی تمھارے گزشتہ کی یا رسول اللہ و کیف تعرض صلاتہ
 علیہ و قد اریست یا رسول اللہ یہ کیونکر ہو گا حالانکہ بعد صال جسم باقی نہیں رہتے
 فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء
 کا جسم کھانا حرام کیا ہے روئے الامام احمد والدارمی والبوداد و ابن النبی و ابن ماجہ و
 ابویوسف و ابن حبان والذاری قطنی و المعاکم و البیہقی و ابی حنبلہ و ابی نعیم و
 و صحیحہ الاربعۃ السابقون علی الاخیرین و ابن حبیہ و غیرہ و حسنہ عبد الغنی
 و التذمری اسی طرح دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا اکثر و اعلیٰ من الصلاة فانہ مشہود و تشہدہ المسلمۃ وان احدہ المرسل
 علی الارض من علی صلاتہ حتی یفرغ منها جمیعہ کے دن مجھ پر و روزیادہ کیجیو کہ وہ دن
 حضور ملائکہ کا ہر رحمت کے فرشتے اس سدن حاضر ہوں ہیں اور مجھ پر و روزیادہ کیجیو کہ
 بھیجا رہے اس کی پروردگار مجھ پر پیش کیا جائی و البوداد و ابی حنبلہ و ابن حبان
 و بعد الموت میں نے عرض کیا اور بعد انتقال اقدس کے فرمایا ان اللہ تعالیٰ حرم علی
 الارض ان تاكل اجساد الانبیاء بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام
 کیا ہے۔ تمہارے ہمیشہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر فرق تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزیادہ
 جانتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رواہ احمد والبوداد و ابن ماجہ عن ابی الدرداء

نسخہ از دستخط مولانا
 مولانا محمد رفیع الدین
 مولانا محمد رفیع الدین
 مولانا محمد رفیع الدین
 مولانا محمد رفیع الدین

ربی اللہ تعالیٰ علیہ السلام پر ظاہر کر پیش ہوئے معنی نہ تھے مگر اطلاع دی جانی اور اس کے ساتھ آرام
 کے ذہن اور اک و اطلاع بندہ کے آلات جسمانی کی طرے کے لئے وہ سوال عرض کیے
 اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیات بدن ہی سے جواب دیے ۔۔
 صاحب ہم المسائل کی حیثیت کہ یہ حدیثیں ذکر کر کے لکھا درین ہر دو حدیث دلیل مست
 برانکہ موتی را سماع نیست و برانکہ این حدیث قرآن و نہ در حدیث دیگر کہ ایشان بر عرض و سماع ہر دو
 ہر موت استعجاب کردہ استفسار نمودند حضرت جواب دادند کہ چون انبیاء و ارجاء
 و نیاوی حاصل و جسد ایشان نیز باقی ست لہذا محل سبعا و سماع و عرض نیست
اقول اولاً اگر یہ مراد کہ انے عام لوگوں کیلئے بعد موت اور اک جسمانی نہ رہنا مستفی
 تو ہمیں سلم اور نصین کیا مفاد اور ادراک روح کا انکار ماننا اور سیکو اذیان صحابہ میں مستقر
 معاذ اللہ اور نصین بعد مذہب ٹھہرانا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادسیر کو
 تصریح تسلیم بتانا ہے ذی ہوش و اتنا نہ دیکھا کہ صحابہ کرام نے فناے جسد و بقائے
 اور اک میں تنافی ظاہر کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی تنافی سے جواب دیا
 بلکہ نفی تنافی سے کہ انبیاء کے اجسام بھی زندہ ہیں اب یہاں اور اک روح میں کلام ہوتا
 ہے وہی صورتیں ہیں یا تو صحابہ موت جسد سے روح کو بھی مردہ مانتے یا اور اک روح کیلئے
 بقائے بدن شرط جانتے فصول سابقہ و نیز مباحث قریبہ میں بار بار تکرار و انخ ہو چکا کہ
 یہ دونوں قول اہل بدعت و ضالین معتزلہ و غیر ہم مخدولین ہیں قول ہ امین قاضی شریعہ مقاصد
 اگر اک بدن کو شرط اور اک جاننا اہلسنت کے خلاف معتزلہ کا اعتساف ہے یا سطح عامہ کہ تبا
 عقائد و تفسیر کبیر و غیر ہا میں تصریح منیر افسوس کہ اپنی بد مذہبی بنانے کیلئے معاذ اللہ
 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عقائد فاسدہ کا معتقد و مظہر اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو ادسیر ساکت و مقربتا و اور دلمین خوف خدا نہ لاؤ ثانیاً کیا خوب میں حضور
 قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صرف سکوت بتانا کہ رہا ہوا نہ صراحت

جان بچاؤ
 جان بچاؤ

۲
 قول
 معاذ اللہ
 تعالیٰ علیہ
 وسلم

کلام اقدس کے معنی بتا چکا کہ از انما کہ انبیاء کے اجسام باقی ہیں لہذا سننے میں متبعاد
 نہیں کیا ظلم ہے کہ صاف صاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور اک روح کیلئے
 بقائے جسم کا شرط ماننے والا بتاؤ بد مذہبی کی بلا سے بچائے قالنا طرفہ یہ کہ یہاں پیش درود
 بذریعہ ملک کہ مقصود حدیث دوم میں شہود ملائکہ کی تصریح موجود اور خود اسکے ترجمہ میں لکھا
 گفت ابو درود انکم بطریق استفہام واستبعاد کہ پس از موت نیز عرض میکنند ذرا اس مسئلہ
 کا مرجع تو بویہ مگر اذہان محابہ میں فنا و خرابی بدن کے بعد روح کی بے اور انکی تھاری
 تفرہ ہے اور انکی سے بھی فروتر تھی کہ ملک کی بات سننے سمجھنے پر بھی تعجب واستبعاد
 فرماؤ مگر مثال آئیہ کریمہ النار یعنی عیون علیہا سے کہ مکہ ہے اور اظہار فضل جمعہ و تسنیل
 فرض درود سے بہت پہلے نازل ہوئی اونکے کان خیر تھے ہاں بدن کی یہ حالت ضرور ہے
 کہ اسی کو وہ موت عارض ہوتی ہے جو مطلقاً مانی شعور ہے تن مردہ جب تک مردہ ہے
 نہ ملک کی بات سن سکتا ہے نہ بشر کی اور وقت سوال وغیرہ عود سماع بعود حیات ہی
 اوسکا بھی استمرار ضرور نہیں تو برقیاس عامہ ناس کہ اسوقت تک خاصہ اجسام طیبہ
 حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم نہ تھا بحال فنائے بدن بقائے اور اک جسمانی بین
 اشکال پہا جسپردہ سوال اور اوسکا وہ جواب کا شرف حقیقۃً محال ہوا الحمد للہ اتنی
 حقیقت تھی آپکے اوسنے نازکی جسپر طری و عہوم سے دکان فخر باز کی کہ چون از جواب
 مغالطات معترض فراغت دست داد لہذا تحقیق این مسئلہ بطور دیگر ضرور افتاداشا
 اس شرط و جزائے ربط کو تو دیکھیے یہی بتا رہا ہے کہ سخت گھبرائے ہوئے اور اعتراضات
 علامہ معترض قدس سرہ کو لامل سمجھ رہے ہو اگر واقعی اعتراض اوٹھ جاتے تو اگلی ہی
 تحقیق کی جان پہ جاتی آپکے اس فراغت دست کے بعد کھلی ضرورت پر ضرور افتاد کی
 افتاد کیوں آتی مع نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانے دو۔ فائدہ جلیب حب
 محاورات باہمی میں مطلق سمع سے یہ تیار تو حدیث قلب کا ذکر ہی لیا ہے کہ اوسکا تو

قالہ جلیب حبث الحرام میں مدد ملے گی اللہ تعالیٰ اعلم

سماع جسمانی میں اس صریح ہوتا اور پسین ہو چکا اور ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا جمیعین حاضر واقعہ نہ تھیں اور پڑا ہر ک آیات کریمہ تعالیٰ
 باجسام ہیں خصوصاً ومانتہ بمعنی من فی القبور اگرچہ نفی سماع نہیں فرماتے مگر نفی
 اسماع ظاہر ہے اور اس واقعہ سے صراحتہً اسمائے اجسام مفہوم لہذا ام المؤمنین نے
 اس سے منافی آیات خیال فرما کر وہم و سہو کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے یہ معلوم فرمایا یعنی اونکی روحیں جانتی ہیں راوی کو یہ سمعون یا درہاک
 اونکے جسم سنتے ہیں پڑا ہر کہ علم صفت خاصہ روح ہے جسمیں وہ بدن کی محتاج نہیں
 بخلاف سمع متعارف بذریعہ آلات بدنہ کہ بے حیات بدن ناممکن اسی وقت ادن
 کافرون کی حیات جسمانی کا نہ تھا تو اس وقت اثبات سماع اجسام منافی آیات یرمان
 علم حاصل ہے کہ وہ روح سے ہے اور روح باقی ہے یہ حاصل ارشاد ام المؤمنین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہا السلام وعلیہا وسلم ہے اور اسی بنا پر شیخ کرام نے کہ قطعاً دربار
 ابدان کلام فرما رہے تھے اس استناد کیا کیا قدسنا اور یہ اصلاً من منکرین و مخالفین
 کو مفید نہیں کہ سمع جسمانی نہ ہمارے دعوے میں مقصود و منظور نہ انکار منکرین اور سیر
 مقصود رہا اور ان روح کا انکار حاشائے وہ کلام ام المؤمنین سے مستفاد نہ ہو سکتا
 سے ظاہر کہ یہ اونکی مراد تو منکرین کا اس استناد محض رجاء بابیہ و غلط فہمی ہے کہ وہ
 ضلالت و بطلان اور اونکے بطالت و خذلان پر خود ارشادات صحیحہ و سید ام المؤمنین
 احسن الاشہاد اول تو اسی حدیث میں جب علم ان ہی ہیں تو ادراک روح کی خود فاش
 ہوئیں پھر انکار سمع روح کے کیا معنی اور حدیث علامہ تفسیر میں کہ انہی نے فرمایا
 کے سر میں زور سے کنگھی کرتے دیکھا تو فرمایا کہ ہے پادشہ بالی کھینچے ہو اس سے یہ قطع
 نظر کیجئے تو حدیث جلیل صحیح بستم کہ ابتدائے نوع دوم مقصود میں نہ کو رہی تھیں
 ام المؤمنین قسم کھا کر فرماتی ہیں واللہ جب سے امیر المؤمنین عمر و بن ہوشیہم اونکی

شرم سے بے تمام کیڑے پہنے مزارات طیبہ پر حاضر نہ ہوی قطعاً الجواب جب ام المؤمنین
بعد دفن البصاریاتی ہیں تو روح کو قطعاً بانی و مدبر اور اس کے ادراکات کو شامل امور
دنویہ بھی جانتی ہیں پھر انکار جماع ظاہر الجماع بلکہ محل قرب میں حال جماع حال البصاری
ایہہ اخف ہر اس کے شرائط اس کے شرائط سے ازید ہیں شاید میں معہود و معہود تو یہ ہے کہ
باوصف حامل و حجاب البصاریہ اکل اور جماع حاصل جماع المؤمنین ایسے کثیف و کشیم و روشن
دیکھنا مانتی ہیں سننا کیونکہ نہ مانینگے معہد کوئی قائل بالفصل نہیں جو البصاریہ ماننا چاہے جماع بھی
مانیگا اور جو جماع نہیں جانتا البصاریہ بھی نہ جانیگا تیسری حدیث جلیل ام المؤمنین فتوح العجل
امہ اجلہ ثقافت و عدول رجال بخاری و سلم مروی جامع ترمذی شریف یہ روایت الحسنین
بن حوین (ثقة من رجال الشیخین) ناعسی بن یونس (ثقة مأمون من رجال الستہ
کسائر السند) عن ابن جویح عن عبد اللہ بن ابی ملیکہ قال قال توفی عبد الرحمن بن ابی لک
رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالحشری قال فحل الیکمة فدفن فیہا فلما قدیمت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا اتت قبر عبد الرحمن بن ابی لک فقامت وکنا کد مانی جنہ منہ حقیقہ
م تہر قالت واللہ لو کنت ما دفت لاکمیت مت ولو شہدت لک ما زلت لک یعنی حضرت سیدنا عبد الرحمن
بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما باور حقیقی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہما نے مکہ معظمہ کے
قرب موضع حبشی میں انتقال فرمایا اور انکی نعش مبارک مکہ معظمہ لائے جنہ المصلحین دفن ہوئے
جب ام المؤمنین مکہ معظمہ آئیں اور نماز مبارک پڑھیں دو شعر کہ تمیم بن نویرہ نے اپنی بھائی ملک بن
نویرہ کے مرثیہ میں کہے تھے) پڑھے کہ ایک رت دراز رنگ جدید (بادشاہ عرب عرقہ بن حنیہ وقتوں
ملک جزیرہ زبا) کہ دونوں مصاحبوں کی طرح کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ میں گزار کر (تو) ساتھ
کے دونوں مصاحبوں کی طرح (کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ گزار رہے تھے) ساتھ
رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا یہ ہرگز جدا نہ ہونگے اب کہ جدا ہوئے گو با استقر طول کمالی
ایسی شب ایک جگہ نہ رہے تھے۔ پھر اپنے باور مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله من رجل حتى يتصدق بما في يده من مال ولا يفرق ما كان في يده من مال ولا يجمع بين ما يفرق الله بينهما

یہ باتیں کہیں خدا کی قسم اگر میں آپ کے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو آپ وہیں دفن
 ہوتے جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا اور اگر میں اس وقت آپ کے پاس ہوتی تو اب
 آپ کی زیارت کو نہ آتی وہیں دفن ہونا ایسی بے سنت ہے غرض کہ وہ دور لجا یا نہ لجا ہے
 اور زیارت کو نہ آنا یوں کہ زیارت قبور میں عورات کا حصہ کم ہے۔ ام المؤمنین اگر معاذ اللہ اور ان
 وسماعہ ارواح کی منکر ہوئیں تو اس کلام و خطاب کے کیا معنی تھے کیا کوئی عاقل یا نیکون تھیں
 سے باتیں کرتا ہو اور کیونکر منکر ہوئیں حالانکہ دیکھتی سنتی جانتی تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اموات سے سلام و کلام و خطاب فرمایا کرتے ہیں خود روایت فرماتی ہیں کہ
 میری ہر شب نوبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر شب مقبرہ بقیع پر تشریف لجاتے
 اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا کم ما توعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء
 اللہ بکم لاحقون رواہ مسلم ولفظ النسائی مکان قوله انا کم ما توعدون وانا وایا کم
 متواحدون غدا وواکون ولا بن حاجۃ من وجہ آخر و اشار الیہ النسائی ایضا بعد السلام
 انتم لنا قوم وانا بکم لاحقون مسلم ہم تم پر اسے ان گھروں والے سلام تو اب تم کو ملا چاہتا
 ہے جبکہ تم سے وعدہ ہے تمہاری میعاد کل کے دن ہے ہم اور تم آپس میں کل کو وعدہ کیا
 ہیں اور اسی پیکر و سائیکے ہیں تم ہم سے پہلے پہنچ لے اور خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والی ہیں۔
 کیونکر منکر ہوئیں حالانکہ خود دریافت کر چکی تھیں کہ یا رسول اللہ جب میں مدفونان بقیع
 کی زیارتوں کو جاؤں تو اونسے کیا کہوں حکم ہوا تھا سلام کر کے یوں کہو کہ انشاء اللہ ہم تم سے
 ملنے والے ہیں مسلم والنسائی وغیرہما عنہا فی حدیث طویل قالت قلت کیف اقول لہم
 یا رسول اللہ قال قولي السلام علیکم لعل الدیار من المؤمنین المسلمین ویرحم اللہ
 المستقدمین منا والمستأخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون بالکلمۃ ام المؤمنین صرف
 سماع جسمانی کا انکار فرماتی ہیں مگر ان کا عادیث ثقات عدول شاہدین واقعہ کے رد
 کیلئے یہ دلیل نہیں بہر علم اس مسئلہ میں دو کھانکھار قبول نہ کیا اور یہی مانا کہ اگرچہ

تین دن گزر گئے اور خبیثوں کے نا پاک جسم بھول بھٹ گئے تھے اور شکنجہ کی جسم مردہ
 ہرگز سننے کے قابل نہیں مگر پھر بھی انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 یہ ارشاد اسی گوش سر سے سنا کہ اللہ عزوجل نے اونکی زیادت حسرت کیلئے اور
 خالی جسموں کو اسوقت پھر زندہ فرمایا تھا اور اوسین آیات کی کچھ مخالفت نہ ہوئی کہ سنانا
 اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہوا نہ وہ جلاتا نہ یہ ان کا نون سے سنتے و نصف ہوتی آیت میں
 ملحوظ ہے یعنی میت جب تک میت ہے اسے سنا نہیں سکتے اور بعد اعادہ روح اب
 وہ میت ہی نہیں تو آیات کا اصلا محل ورود نہ اقول یہ تقریر کلام جانین بعد اللہ تعالیٰ
 سب تکلفات سے مجانب و منزہ ہے اور اب ام المؤمنین پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوتا
 کہ جب علم مانتی ہیں سماع کیوں نہیں مانتیں علم روح کے لیے ہے سمع جسمانی بحالت موت
 جسم کیونکر ہوا اور اب خود ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ امام احمد نے بسند
 حسن اونسے اسی قصہ بدر میں یہی لفظ روایت کیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منہم تم میرا فرمانا کچھ اونسے زیادہ نہیں سنتے اچھے علمائے
 بشرط محفوظی رجوع ام المؤمنین پر محمول کیا تھا کہ جب متعدد صحابہ کرام حاضران واقعہ سے
 روایت سنی انکار سے رجوع فرمائی ممکن کہ اثبات سماع روح پر محمول ہو کر نفی اثبات میں
 تنافی نہ ہے کہ شاذ و محفوظ کا قصہ چلے یعنی ام المؤمنین اور نفظوں پر انکار نہیں کہ تین
 اونہیں تو خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں بلکہ انکار اس
 معنی پہ ہے جو اوروں نے سمجھے یعنی سمع جسمانی نہ انوکہ خلاف آیت ہے بلکہ مراد حضور سمع روح
 ہے میں کمال اللہ تعالیٰ بعد التصاح مراد ہسکی حاجت نہیں رکھتا کہ قول ام المؤمنین کے جواب
 میں امام اسمعیلی و امام ہبشی و امام سبکی و امام عسقلانی و امام سیوطی و امام قسطلانی
 و مولانا قاری و شیخ محقق و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر کے کلام نقل کروں اگرچہ یہ سب اس
 وقت پیش نظر ہیں مگر ہاں امام عینی کی بعض عبارات نقل کروں گا کہ یہ وہی عینی شاخ کزنہیں

امام عینی کا یہ ایک
 کلام اس مسئلہ کی طرف
 ناظران ام المؤمنین
 لکھتے ہیں عبد اللہ
 بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما فی حدیث تیز
 الیقین بکلام اللہ و
 نہایت دہمہ فیه
 یو عینی حدیث
 الغیب قال یعنی
 وجہ الشاہدہ میں
 قل ابن عمر رضی اللہ
 عنہما عن علی بن ابی
 طالب رضی اللہ عنہما
 انہما سمعا علی بن ابی
 طالب رضی اللہ عنہما
 بن کلامہما رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما یو الشاہدہ
 الادب اللہ تعالیٰ
 اعلم ۱۲ منہ

جنہ اس مسئلہ میں مخالف نے جہلاً استناد کیا عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب
 الجنائز باب ما جاز فی عذاب القبر میں فرماتے ہیں فان قلت ما وجہ ذکر حدیث ابن عمرو
 حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ولہما متعارضان فی ترجمۃ عذاب القبر قلت لما
 ثبت من سماع اهل القلب کلامہ وتوہیجہ لہم رد ادراکہم کلامہ بحاسۃ السمع
 علی جواز ادراکہم الم العذاب ببقیۃ الخواص فحسن ذکرہما فی ہذا الترجمة ثم التوفیق
 بین الخبرین ان حدیث ابن عمر محمول علی ان مخاطبة اهل القلب کانت وقت ^{مسئلہ}
 ووقتها وقت اعادۃ الروح ^{المجسد} وان حدیث عائشہ محمول علی غیر وقت
 المسأله فہذا یتفق الخبران یعنی بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اون لاشوں کو خطاب کیا
 اور فرمایا سنتے ہیں اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جانتے ہیں دونوں اس باب عذاب قبر میں اس لیے ذکر کیں کہ
 جب اونھوں نے جس گوش سے کلام سن لیا تو باقی حواس سے عذاب کا عالم بھی
 ادراک کر لینگے اور ان حدیثوں میں موافقت یوں ہے کہ ابن عمر کی حدیث خطاب وقت سوال
 انگیز میں پر محمول ہے اور وقت بدن میں روح آجاتی ہے اور ام المؤمنین کی حدیث اور وقت
 پر محمول ہے جب بدن خالی رہ جاتا ہے یوں دونوں حدیثیں منفق ہو جائیں گی۔ دیکھو کسی
 تصریح ہے کہ یہ سارا کلام و نقض و ابرام جماعی کبارہ میں ہے۔ اوس میں ہر قلت ہذا
 من عائشہ یدل علی التفارقت رواۃ ابن عمر المذكورۃ ولكن الجمهور خالفوا فی ذلك
 وقبول حدیث ابن عمر موافقۃ من رواہ غیر یعنی میں کہتا ہوں یہ روایت دلالت کرتی ہے
 کہ ام المؤمنین نے روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رد فرمایا مگر جمہور علماء نے اسباب
 میں ام المؤمنین کا خلاف کیا اور حدیث ابن عمر ^{مقبول} رکھی کہ اور صحابہ نے بھی اسکو موافق
 روایت کی اوی میں ہر سامعین بأذان رؤسہم کما ہو قول الجمهور یعنی اون لاشوں نے

وہ ارشاد اقدس اپنے جہانی کائنات سب کو کہہ رہا تھا کہ قول ہی ہو جواب سو ہم جامع الخ
اقول قول مشایخ کو سمیت یا زید و سید نہیں سنتا چارے کو محمول کہ میت حقیقی بدن
ہے اور روح پہلی اطلاق کرتے اور زید و سید بدن پر اور روح متعلق با بدن پہلی اور میت کے لئے بہر حال
موضوع میں بدن و روح دو احتمال ہیں پہلا یہ کہ سمیع آلات بدن پر اور زید و سید کے دوسرے
معنی اور کہ تمام اصول و ہر چیز اگرچہ بے ذریعہ آلات کو محمول نہیں ہو سکتی وہو احتمال ہوئے اور
ماصل غریب چارے بدن مردہ کو سمیع آلات نہیں بدن مردہ کو اور کہ اصوات نہیں بدن
روح مردہ کو سمیع آلات نہیں بدن مردہ کو اور کہ اصوات نہیں پہلے تینوں معنی ہی ہیں اور
چارے کچھ مخالف نہیں نہ مخالف کو اصل مفید کلام کے گمراہی معنی ہوتے ایک موافق ایک
مخالف تو مخالف کو اور اس مسئلہ کا کوئی محمل نہ تھا نہ احتمال بات پر مشایخ کرام کو منکر سماع متنازع
فیہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ تین احتمالات صحیح چھوڑ کر زید و سید کو تھا احتمال جاننا اور کلام کو
بہر زبان خواہی خواہی اپنی سند بنا دینا کیسی جہالت و اضمحلال ہے **جواب چہارم**
مذہب حنفیہ میں معتبر اکثریت پیرے ہوئے ہیں یہ مشایخ کہ برخلاف عقیدہ اہلسنت سماع
میں وہی مقرر نہ ہیں یہ جواب سیف اللہ السلول مولانا الحق معین الحق فضل الرحمن سماع
سہ نے تصحیح السائل میں افادہ فرمایا **اقول** کلام مشایخ سے استدلال مخالف دو مقدموں پر
مستثنی تھا صغریٰ یہ کہ انکار سماع متنازع فیہ قول اکثر مشایخ حنفیہ ہے جسکے ثبوت میں وہ علماء
خمس پیش کہیں اور کبریٰ مطہر یہ تورہ یہ کہ جو قول اکثر مشایخ حنفیہ ہے وہی نفس حق ہے یا ہر او کی تسلیم
واجب ہے تقدیر اول بہ دلیل تحقیقی ہوگی اور دوسرے پر لازمی بہر حال سکا ثبوت کچھ نہیں آئے تین
جواب انکے صغریٰ کی ناز برداری میں تھے یعنی کلام مشایخ میں سماع متنازع فیہ کا انکار
ہرگز نہیں اب یہ جواب اور باقی اجماع کبریٰ مستورہ کی خدمت گزار کو ہیں کہ اگر سکا بڑا و اصراط
و استکبار سے کسی طرح باز نہ آو اور خواہی خواہی معانی صادقہ صحیحہ موافقہ احادیث صحیحہ و
عقیدہ اہلسنت و کلمات ائمہ کرام و خود احوال مشایخ اعلام کو چھوڑ کر بے دلیل بلکہ خلاف دلائل

واضح معنی کلام مشایخ ہی گڑھو کہ ارواح موتی کو کسی طرح ادراک کلام نہیں ہوتا آداب ہم ہرگز
 نہیں مانتے کہ اس قول کے قائل مشایخ اہل سنت ہوں جسکے مشاود ہمہ جہت ہوں کیا شیخ
 مذہب میں معتزلہ نہیں درختار کتاب النکاح فصل عورات میں ایک مسئلہ کشاف زعفرانی معتزلی
 سے نقل کیا اوسیر علامہ شامی نے رد المحتار میں فرمایا نقل ذالک عندہ کان الذی یخبر فی مشایخ
 المذہب وهو حجة فی النقل یہ مسئلہ اوس سے اسطیغہ نقل کیا کہ زعفرانی مشایخ مذہب ہے
 اور اوسکی نقل پر اعتماد ہے پھر یہ منع ہے شاہد نہیں بلکہ اوسکی صاف سند واضح موجود خود ہی
 امام ابن الہمام جسکے کلام سے اکثر مشایخ کی طرف اشارہ سماع کی نسبت نقل کرتے ہو اسی کلام میں
 فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اکثر مشایخ کا تلقین موتی سے انکار کرنا اسپر مبنی ہے کہ وہ سماع موتی
 سے منکر ہیں اور خود اسی کلام میں تلقین مذکور فرمایا نسب الی اہل السنۃ والجماعۃ و خلافاً لی
 المعتزلۃ اس تلقین کا مطلوب ہونا اہلسنت و جماعت کی طرف منسوب ہوا اور اوسکا انکار
 معتزلہ کی طرف اور کلام امام صفار کے مضامین تصریح گزری کہ منع تلقین مذہب معتزلہ ہے کشف الخطأ
 قول گزرا کہ جو تلقین نہیں مانتا معتزلی جو ہر وہ درختار کی عبارت گزری کہ اہلسنت کے
 نزدیک تلقین امر شرعی ہے تو صاف ظاہر ہوا کہ یہ اکثر مشایخ منکر ان سماع وہی منکر ان تلقین
 معتزلی ہیں۔ یہ سند واضح بتفصیل تام تصحیح المسائل میں مذکور تھی باینہم صاحب تفسیر المسائل
 نے نوخذوری سے لکھی کہ اکثر مشایخنا کہ ابن ہمام مشایخ زانست بخود کہ وہ معتزلہ مراد نقل
 از بس مستبعد است وعد کلام کہ امی اہلسنت چنین واقع نشدہ وابن ہمام را معتزلی قرار دادن
 کار معترض است و ان مسئلہ کہ خلاف عقیدہ حنفیہ اہلسنت باشد۔ در ان ہرگز علی الاطلاق
 نحو اینہ گفت کہ این قول علیاً حنفیہ است کما لا یخفی علی من لا ادنی رجوع الی الکتاب پس ناویسکہ
 وقوع لفظ اکثر مشایخنا در کلام اہلسنت و مراد بودن از ان معتزلہ ثابت نکنند چگونہ این
 توجیہ معترض تسلیم در آید اقول اس ساری تطویل لا طائل کا صرف اسقصد حاصل با حاصل
 کہ کلام اہلسنت میں اکثر مشایخنا سے معتزلہ کا ارادہ مستبعد و خلاف ظاہر ہے یہ کہنا و قیوت

اچھا معلوم ہوتا کہ یہ تو علامہ مقرر فرماتے ہیں بے سند فرمایا ہو تا کہ یہاں معتزلہ مراد ہیں
یا آپ جواب سند سے عہدہ بلاہولیت اور جب کچھ نہیں تو منع مؤید بسند واضح صرف استبعاد
و مخالفت ظاہر سے منزع نہیں ہو سکتا ہر ادنیٰ خادم علم جانتا ہے کہ ظاہر صراح دفع ہے
نہ حجت استحقاق تو اس سے مقدمہ ممنوع پر قیامت دلیل چاہنا جہالت کہ وہ محل استحقاق
ہے اور مقام دفع میں اگر منع سند مقصود ہو تو اور سخت تر جہالت کہ لایحقی علی اہل العلم ان
جواب سند کی طرف بھی ایک عجیب نزاکت سے توجہ کی فرماتے ہیں انکار تلقین راسبت معتزلہ
بعض علمائے شافعیہ کردہ اندازہ حنفیہ چنانچہ دربر جندی نوشتہ ولایلقن بعد الدفن عندنا

وعند الشافعی یلقن وزعم بعض اصحابہ انہ مذہب اہل السنۃ والاول مذہب المعتزلہ
والایشان انکار تلقین راسطاً نسبت معتزلہ کردہ اندازہ انکار بخصویت اینوجہ کہ سماع موقی
نیست کہ زعم المقرض اقول اولاً اس نابینائی کی کچھ حد ہے بھلا جوہرہ و در مختار
و کشف الغطا وغیرہا تصانیف حنفیہ کو ملا جی کہہ سکتے ہیں کہ میرے پیش نظر نہ تھیں تخصیص
الادلہ کی عبارت تو خود ہی اپنے خصم کے کلام سے نقل کی کہ امام زاہد صفا کہ در طبقہ ثانیہ

از مجتہدین فی المذہب است در کتاب تخصیص الادلہ نوشتہ ویلغی ان یلقن المیت علی مذہب
الامام الاعظم والمقتدی الکرم ومن لم یلقن فهو علی مذہب الاعتزال یعنی امام اعظم
و پیشواے مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر میت کو تلقین کرنی چاہیے جو تلقین شافعی
معتزلی ہو اور آنکھیں بند کر کے کہہ دیا کہ بعض شافعیہ زعم کردہ اندازہ حنفیہ مگر امام اجل
مجتہد فی المذہب زاہد صفا کہ صرف دو واسطے سے امام ابو یوسف و امام محمد کے تلمیذ
رشید بین سرکار کے نزدیک علمائے حنفیہ سے نہیں تانیا شافعیہ کا نسبت کرنا
حنفیہ کے نسبت کرنا کیا نافی و منافی ہے کہ عبارت بر جندی سے نہ حنفیہ بھی نکال لیا
خود سرکار اسی تفہیم کے معنی پر فرماتے ہیں از تخصیص شیئ ہذا نفی عما عدلہ لازم نہا بدور توضیح

نوشتہ تخصیص الشیء باسمہ لا یدل علی نفی الحكم عما عدلہ او فھون نے کلام

شافعیہ میں دیکھو ان کی طرف نسبت کیا اس سے کب لازم کہ حنفیہ نے نسبت نہ کیا اور
 بالفرض اولیٰ کا لازم سخن یہ ہو بھی تو جب صراحتاً آنکھوں کے سامنے اجل حنفیہ کی تصریحات
 موجود تو کیا بعض علماء کے کلام سے نفی مفہوم ہونا محسوسات کو مٹا دینا کا قاعدہ اجماعیہ
 نقل و نقل میں تو ثبت کو نافی پر مقدم رکھتے ہیں دو علماء مقدمین سے ایک فرماتا حنفیہ نے
 ایسا نہ لکھا دوسرا فرماتا لکھا تو لکھنا ہی ثابت ہوتا کہ اوستے نہ دیکھا لہذا انکار کیا اور نہ دیکھنا
 کوئی حجت نہیں ومن علم جہ علی من لم یعلم نہ کہ ثبوت عیانی کو نفی بیانی سے دیدہ نادیدہ
 کر دین یعنی اگرچہ ہم آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ اکابر علماء حنفیہ نے لکھا مگر فاضل برجنی
 جو لکھ چکے ہیں کہ شافعیہ نے کہا لہذا مجبوری ہے اب حسن شاہدہ کی تکذیب ضروری ہے
 سچ ہے آدمی وہابی ہو کر جاد لا یسمع ولا یفہم ہو جاتا ہے نا الشا طرفہ جہالت یہ کہ مطلق انکار
 جانب معتزلہ منسوب ہے نہ اس خصوصیت کو تفہیم المسائل میں کب فرمایا تھا کہ انکار باین
 خصوص منسوب بہ معتزلہ پر ایسی ہوش حاصل کلام تو یہی تھا کہ انکار تلقین مذہب معتزلہ پر اور انام ابن
 الہمام او کا مبنی بیان فرماتے ہیں کہ یہ لوگ منکر سماع تھے لہذا تلقین سے منکر ہوئے تو ظاہر ہوا
 کہ منکرین سماع معتزلہ میں اگر سرور سے بخصوص انکار سماع جانب معتزلہ نسبت ہوتی تو اس تو سبب کی
 کیا حاجت تھی ویسے ہی نہ کہہ دیا جاتا کہ دیکھو انکار سماع قول معتزلہ بتایا گیا۔ ہاں اسپر ایک شبہ
 ہوتا تھا کہ بعض اہل سنت بھی تو منع تلقین کی طرف گئے اور جب اس کا مبنی وہ یہ تو یہی اور سکر خائل تھے کہ
 تفہیم میں ابن ہم کو دفع کو توجیہ فرمادی کہ انکار انکار سماع یعنی نہیں بلکہ انکار تلقین کیا یا ثابت ہونا
 ذی ہوش اسے نسبت باین خصوص کا دعویٰ سمجھ لیا یہ فہم تقیم اور ادعائے تقہیم دلائل لا
 قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ ہذا وانا قول وباللہ التوفیق سبب این وان سے درگزر
 تو اب دلائل ساطعہ قاطعہ حاکم ہیں کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ پر مشابہت اولیٰ کلام کا ہر میں
 مفروض ہوا روح میں۔ سماع کو کیا مراد لیا اور کس مطلق اگرچہ در ذریعہ آلات اوستہ مشابہت اولیٰ
 کیا لا رہے ہیں کہ وہ مردہ ہر جس پر فہم داوود کے قابل نہیں کہ ہزار بار سن چکے ہو کہ روح

کی نسبت ان عقائدات سے اہلسنت پاک مفرہ ہیں یہ معتزلہ وغیرہ ضالین ہی کے خیالات
 بد مفرہ ہیں خود آپ ہی اسی تفہیم میں فرما تو ہیں مذہب بعض معتزلہ است کہ میت جمادست دران
 حیات و ادراک نیست اور آئین فرمایا کہ بعض معتزلہ کہ نرایہ کریمہ و مانت بمسمع من فی القبور
 درانکار تغذیب استلال میکردند یعنی در ہمین شرح بواب ایشان نوشتہ کہ عدم استماع
 مستلزم عدم ادراک نیست افسوس صاحب تفہیم المسائل کی سبب جو شہی ۳۲ پر یہ انکبی بھی
 یلوگنی ہر چند بعضے گویند کہ شہدا را ہم حیات مثل انبیاء است مگر این قول مختار اہل تحقیق
 نیست آنچه تحقیق است اعمیت کہ حیات انبیاء سلالت جسد و روح ہر دو ست و حیات شہدا
 صرف بقای روح است بلکہ تخصیص شہدائز با معنی نفوست زیر لکرا و احرام مطلقا خواہ روح
 شہید باشد یا روح عامہ یونین یا روح کافر یا فاسق یا بمعنی مردہ تنوان گفت مردگی صفت
 بدن است کہ شعور و ادراک و حرکات و تصرفات بسبب تعلق روح بلوے ازوے ظاہر میشوند
 و حال انیشوندگان فی التفسیر العزیزی و بعضی گویند کہ تحقیق ہمین است کہ شہدا را ہم حیات مثل انبیاء
 بحسد است چنانچہ در تفسیر روح الجنان تحت آیہ کریمہ و کا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ صوابا
 بل احياء یتوبیہ علماء در تفسیر آیت و احوال شہدا خلاف کردند عبد اللہ بن عباس و حسن مجہدی
 نقض ایشان زندہ اند بار و احیاء و اجساد ہم با مداد و شبانگاہ روزی ایشان میرسد
 و ایشان خرم اند با آنچه خدا بایشان میدہد چنانچہ در دیگر آیت فرمود من قولہ تعالیٰ یرزقون
 فرحان بما انہم اللہ من فضلہ و بعضے دیگر گفتند ارواح ایشان زندہ باشند و روزی
 بایشان عرض میکنند با مداد و شبانگاہ چنانکہ بر ارواح آل فرعون آتش برضہ میکنند فی قولہ
 تعالیٰ النار یعرضون علیہا غد و او عشیا و علماء و محققان بیشتر یہ قول اول اند از آخری کیون
 ترا جہاں اہل بدست کی خبریں کہیے جب اہلسنت کے نزدیک ہر فاسق و کافر کہ روح زندہ ہو موت صرف
 بدن کہ کلیہ ہو اسی کے ادراکات زائل ہوتے ہیں تو لب سماع موتی میں گنیا مجال مقال رہی جو اباب
 سنا کہ کہ تفسیر کسی روشن طور پر ثابت ہوئی تفہیم المسائل کی ساری عرق ریزی کی تفسیر

تفسیر فی حیات
 اہل حیات

فی اب یہ کلام مشائخ جس میں موت و بے فہمی و بے حسی کی تصریحیں ہیں روح پر مجبور ہو کر
 مشائخ اہلسنت کا کلام نہ تو ناکسا و افغ و مغلی و الحاد العظیم العلی اور عجیب لطیفہ یہ کہ ساتھ ہی
 خوشوقت میں اگر تفسیر و غرض انجمن کی عبارت بھی نقل فرما گئے جسے یہی سہی و ہول و کھال بھی
 معلوم ہو اس میں صفات تصریح ہے کہ میرزا عبد اللہ بن عباس و حضرت امام حسن بصری و اکثر علمائے
 محققین شہداء کے اجسام بھی زندہ مانتے ہیں اور اسی کو ظاہر آئے کہ یہ سے مؤید کیا اور بعض کے طرے
 اور کما جو بوجہ نقل کیا پر ظاہر کہ نمری تاویل ہی تاویل ہو کہ ان ارشاد الہی میں بزرگوں روزی دیے
 جاتے ہیں اور کہان یعنی کہ روزی انھیں دیتے ہیں دکھا دیتے ہیں ع شربت بنایند
 و چشیدن نگرارند و اب خدا اپنے انکار ہی صبر کی ایک ٹانگ تو توڑیے شہرہ ہی کیلئے سماع
 ثابت مانے انھیں سے استمداد جائز جانے کہ یہاں تو جسم و روح سب کچھ زندہ ہر کسی
 جوئے کیلئے کی بھی بخش نہیں جس طرح کہ تم خود اسی تعلیم کے حصے پر لکھ چکے ہو در سماع انبیا
 علیہم السلام کلامی نیست کہ ایشان را حیات حاصل است نیز صلا پر آنحضرت رحلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم جواب دادند کہ چون انبیا را حیات دنیاوی حاصل و جسد ایشان نیز باقی است لہذا
 محل استبعاد سماع و عرض نیست طرفہ بلف چہ انھی دیکھیے عبارت تو یہ نقل کی اور دعویٰ وہ کیا
 کہ بعضی کو یہ تحقیق نہیں است خیرہ بعض ہی سہی اب اس اجماع کی تو خیر نہ رہی جو کمال وقت
 صلا پر فرمایا یا بکلمہ از کتاب و سنت و اجماع امت ثابت کہ موتی را سماع حاصل نیست مگر تم کیا
 شر او ہرگز کی کہہ دینے کے قدیم دھنی ہو عہ پر یہی جو لکھ گئے و انکھ از عبارت مرقاة سماع
 اموات سلام و کلام را عرض اعمال اقارب بر انہا و بعضی ایا م رند جو ابش انکھ از سلام و کلام سلام کلام
 زائران است نہ دیگران سچ ابو کھلائے ہو و ان کا کیا کہنا وہ شرابی ہوئی نظروں وہ گھڑا
 ہوئی باتیں و ہنگامہ گھر سے وہ گھر ناترا سید و واروئیں۔ محبت ثانیہ پھر مشائخ نے جب قوت
 سوال سماع مانا تو اس کی وجہ یہ بتائی کہ اب روح جسم میں دوبارہ آئی جب کلام روح کی طرح
 آئی تو اس جواب کا صاف چہ حاصل کہ روح جب تک بدن سے جدا تھی و اس پر ارادہ تھی

جسم میں آنیکے باعث اس وقت پھر مدد ہوئی یہ عراشہ بدن کو شہادہ رکھ ماننا ہی کہ سوار سوار
 کہ یہ مذہب نامہ مذہب معتزلہ ہر باب یا تو اکثر شائخا کی طرف نسبت غلط مانے تو اپنی ہی سند کا یہ
 اپنے ہی پاؤں میں تیشہ مارے ورنہ یقیناً قطعاً اونے وہی معتزلہ مراد ہیں بعد قیام حج قاطعہ
 حیوان عالون نالو بالون کی کیا گجائش ہر نہ اب اس سوال کا موقع کہ پھر یہ شرع اور کیوں نہ
 خلاف نقل کر لائے **اقول** ویسے ہی نقل کر لائے جس طرح امام عبدالرشید بن ابی حنیفہ و ابی
 و امام طاہر بن احمد بخاری وغیرہ اہل کرام نے بشرطی معتزلی کا قول یوں نقل کر دیا گویا یہی اصل
 مذہب جس طرح علامہ محقق زین العابدین بن ابرہیم و قسماہ مدق علاء الدین محمد شافعی و ابی
 جہاکی معتزلی کا قول یوں ذکر کر دیا گویا یہی مذہب مشائخ ہر جہاکیان فائدہ جمیلہ فصل سیزدہ
 میں لکھا۔ خواصین امام ابن الہمام نے رفع التہدیر باب نکاح الرقیق میں ایک مسئلہ محیطے نقل کیا
 پھر فرمایا حکمہ التواضع الشارحون شارحین یکے بعد دیگرے یوں لکھتے چلے آئے پھر فرمایا
 مقتضائے نظر اسکے خلاف ہر کچھ اور بیان کر کے فرمایا اھو الوجه و کثیرا ما یقلد الساہون
 الساہین سخن موجه ہی ہر اور اکثر ہوتا ہے کہ بھولنے والے بھولنے والوں کی پیروی کر لیتے ہیں۔ علا
 بھرنے بحر الرائق آخر کتاب البیوع باب المتفرقات میں ایک مسئلہ اعتراض کیا کہ اس میں مصنفین
 نے خطا کی اور یہاں خطا زیادہ قبیح واقع ہوئی پھر فرمایا وانا متعجب لکونہم تداووا اھذا
 العبارات متواترہا وفتاوی و لم یتمنعوا ما اشتد علیہ من الخطاء بتغیر الاحکام
 واللہ الموفق للصواب وقد یقع کثیر ان مؤلفا یدکر شیا خطائی کتابہ فیائی من بعدہ
 من المشایخ فینقلون تلک العبارة من غیر تغیر ولا تنبیہ فیکثر الناقون لها واصلہا
 لو احد یخطئ کما وقع فی ہذا الموضع ولا عیب بہذا علی المذہب لان مولانا محمد بن الحسن
 صاحب المذہب لم یدکر علی ہذا الوجه وقد نہنا علی مثل ذلک فی الفتاوی الفقریۃ
 فی قول قاضی خان و نیچہ ثم نہت علی ان اصل ہذا العبارة لنا طفی اخطا فیہا ثم
 تداووا فیہا لہذا تعجب ہی کیونکہ ان عبارتوں کو متواتر و شروح و فتاوی سب میں ایک

دوست سے لیتے نقل کرتے چلے آئے اور اس میں خطا پر متنبہ ہوئے کہ احکام ہمے جاتی ہیں
 اور اللہ ہی جواب کی توفیق دینے والا ہے اور کبھی بکثرت واقع ہوتا ہے کہ ایک صنف براہ خطا
 ایک بات اپنی کتاب میں ذکر فرماتا ہے پھر بعد کے انیولے مشایخ اسے دوسری بلا متنبیہ نقل کرتے
 چلے جاتے ہیں تو اسکی نقل بکثرت ہو جاتے ہیں حالانکہ اصل میں ایک شخص کی غلطی تھی
 جیسے ایہاں واقع ہوا اور اس سے مذہب پر کوئی طعن نہیں آتا کہ ہمارے سردار امام محمد
 محمد مذہب اس طور پر ذکر نہ کیا اور اسی طرح کے ایک واقعے پر ہم نے فوائد فقہیہ میں متنبیہ
 کہ امام قاضی خوان وغیرہ یعنی صاحب خلاصہ و صاحب دلو الجیہ وغیرہم نے ایک صنف فرمایا
 اور وہ غلط تھا پھر ہم نے آگاہ کر دیا کہ یہ اصل خطا ناظمی سے واقع ہوئی اور نیکے بعد مشایخ نے
 یوں لیتے نقل کرتے رہے فقیر کتاب ہے غفر اللہ تعالیٰ لہاں قسم کا ایک واقعہ عظیمہ امام
 اجل ابو جعفر طحاوی نے ایک ترجیح و افتاد کی نسبت میں واقع ہوا جس میں تداول و توارو
 نقول آج تک چلا آیا اور ہمارے زمانے تک کسی نے اس پر متنبہ نہ فرمایا یہاں تک کہ سب میں
 متاخر حنفی مبصر علامہ شامی کو ہی وہی راستہ بھایا مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ القدر نے بدلائل ساطعہ
 قاطعہ امام طحاوی کا فتویٰ ناو سیر بلکہ قطعاً اس کے برعکس ہونا خود کلام امام محمد و حرم
 ائمہ اربعہ نفوس و دلائل سے ثابت کر دکھایا اور اس بارے میں محض بغرض اظہار حق
 و حفظ مذہب و دفع تشبیح مخالفین ایک خاص رسالہ الزم الباسم فی مہمۃ الزکوۃ لے
 بنی ہاشم معرض تصنیف میں لایا یا اللہ الحمد الحمد اکثر اعلیٰ ما وہب من جزیل العطا یا
 ما نحن فیہ میں اگر کلام مشایخ کے یہی معنی ہوں جس سے موت و بے اور الکی روح ثابت ہو تو یہاں
 تو امر آسان تر ہے کہ اصل مسئلہ میں کوئی وقت نہیں صرف بیان دلیل میں محض بے حاجت
 یہ تخلیط واقع ہوئی اس تقدیر پر یہاں بھی قطعاً جزیل ہو کہ مشایخ مذہب سے معتزلہ نے
 یہ دلیل ذکر کی پھر بعض مشایخ ائمہ سنت نے سہواً نقل کر دی پھر نقول در نقول ہوتی
 جلی گئیں متقی و متنبہ کی طرف توجہ رہی اب متاخرین اکثر مشایخ آہا ہی چاہیں یہی وجہ ہے

کہ خود ان علماء اعلیٰ اہلسنت کے کلام جا بجا اسکے خلاف واقع ہوئے جسکے پچیس شواہد
 دلیل امین سن چکے یہاں سے استزادہ کا قول لکھ گئے تھے اور خود ہمیں اور دیگر مواقع میں
 جا بجا اپنا عقیدہ حق متعدد وجوہ سے ظاہر ہوا و اللہ اعلم کیوں ملا نہیں یہی صاحب اب اپنے
 اغذار بارودہ واستبعادات کا سدہ دیکھتے کہ ہر گئے وباللہ التوفیق اور حقیقت یہ سب تمہاری
 غویبان ہیں نہ تم معانی حقہ صحیحہ صادقہ چھوڑ کر بزور زبان و زور وہمان یہ معنی باطل گزار چھوڑ
 اس جواب کی حاجت ہوا انصافاً اپنے استبعاد و نکو آپہ بیٹھ کر روئے ہمارے نزدیک نہ متنازع
 کلام نے خطائی نہ اونکا کلام حاشا کسی عقیدہ اہلسنت نہ اپنے کسی کلام دیگر کے معارض
 نہ یہاں باہم مناقصہ جسکی تحقیق قاہر اور سن چکے و اللہ اعلم جلیلہ علیہ السلام ہی ملاجی کی پھیلی
 نزاکت کہ انکار سماع موتی بطوریکہ عالمی کینم نہ سب معتزلہ خمیدہ محض غلط است زیرا کہ
 مذہب بعض معتزلہ است کہ میت جہاد است و دران حیات و ادراک نیست پس تعذیب ان
 محال است و اہلسنت گویند کہ ہر چند در میت حیات نیست مگر جائز است کہ خدا تعالیٰ در
 نوعی از حیات بقدر ادراک الم عذاب لذت نعم عند اللایام و التعذیب پیدا کن و ان مستلزم سماع
 نیست ہمارے کلمات سابقہ کے ناظر پر اس عذر بزدلانہ کی حقیقت خوب منکشف ہو چکے ہیں
 ملاجی کی خاطر کیجئے کلام کو چند عوائد جلیلہ سے ترصیف تازہ دیجئے اور باذنہ تعالیٰ از الہ ہر گونہ ادباً
 کا ذریعہ فاقول و بول اللہ اصول عائدہ اولے بخدی صاحبو ناحق اہل سنت کا دامن
 پکڑتے اور اپنے مذہب کی جان زار کیے پیچھے پڑتے ہو اہلسنت کی یہاں تمہاری گز نہیں وہ کہ وقت تخیم
 و تعذیب اعادہ حیات کاملہ خواہ ناقصہ مانتے ہیں بدن کیلئے مانتے ہیں نہ روح کیلئے کہ وہ تو انوکھ کر دیکھ
 مقل ہی نہیں اگر تم لوگ صرف سماع جسم یا سماع جسمانی بذریعہ آلات جسم کو منکر اور سماع روح بواسطہ بدن
 معترف و مقرب ہو تو ضرور اہلسنت سے موافق اور اسکے اس مسئلہ سے اتفاق کر متحق ہو مگر یوں خلاف ہی
 باقی رہتا یہ تو خاص ہمارا مذہب ہے میں ہرگز ہمارا مذہب نہ مل ماسداً تھا اگر حاشا تم ہرگز اسکے قائل نہیں
 اس میں تمہارا مطلب کہ اولیائے مدفونین سے طلب دعا ہو کر نہ چرب برتاؤ کیوں ملاجی ذرا ہنگام

جلیلہ علیہ السلام کی کھلی نزاکت

رو ہو گیا آپ دینی نہیں ہیں جو اسی تفہیم کی اسی جہت میں بحال و راحت و شوق چشمی بینا مذہب
مذہب بزرگ زبان بنائے لیے ایک گرمی مٹی فرمائی کتاب خیالی تصنیف غائب فی تحقیق
الذات سند لاف اور اسکی وسعت سے سیرالامام عظیم و جام اوزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر
یقینی نفازا اٹھائے آپ اگرچہ خیالی علم الاصول پر مبنی کتابوں کی ساختہ عبارتیں پیش کر دیں مگر غیبت
ماہر کار ہیں جنکے حال ضوابط و تفہیم و نہایت الکلام کر سکتا ہے سے آشکار ہیں بعض اصحاب فقیر
خاص آپ حضرات کی ایسی ہی دیانتوں کو بیان میں رسالہ سبب العین الطریقۃ الی اللہ اور ان
الافکار الکھار اور اوسین ایک سو ساٹھ دیانات کبرائے طاغوت کو جلوہ دیا مگر اس آریض کی
ابتدا شاید سرکار سے نہ ہو تفہیم سے پہلے ایک ہسولانی و ہالی صاحب رسالہ سراج الایمان میں
اسکے بادی ہوئے ہیں بہر حال یہ گندی بو کا عطر فتنہ ہسوان کی گھانی سے ہو یا قنوج
کی ذرا بمان بمان بجائیے کہ آپ حضرات کی اس خانگی ساخت پر دنیا میں کوئی اور بھی مطلع ہی
کہیں اس کتاب کا نام و نشان بھی ہو کسی اور نے بھی اس سے استدعا کیا یا کہیں اسکا
نام لیا ہے اللہ اللہ صد ہا سال سے مسئلہ سماع و مسئلہ استدلال زیر بحث رہے صد ہا کتابوں
میں انکے بیان آئے آج تک کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ خود امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے انہیں نص صریح موجود ہے اب گیارہ سو برس بعد ان حضرات کو امام کا ارشاد معلوم
ہوا اور وہ بھی کس کتاب میں جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان کو اسکا نام سنا خیر انہ
یہ باحیا متدین حضرات کہے مگر جواد الیقہم و لا یتکلم ہو گئے اہلسنت نے انکی حیات ہی
میں مطالبہ کیا تھا کہ حضرات یہ سائنہ عبارت فتاویٰ غرائب میں تو ہے نہیں۔ جواب
دیا کہ یہ اور رسالہ غرائب فی اختلاف الذہاب ہے اور کبھی کہانی تحقیق الذہاب ہے عرض کی گئی
آئیے پاس ہر ایک میں اور دیکھا کہا مفتی سعد اللہ صاحب کے یہاں ہر مفتی صاحب مرحوم
پوچھا گیا اونہوں نے فرمایا میں اصلاً اس کتاب سے واقف نہیں۔ اللہ اللہ جیسا کہ
پایا یہاں تک پہنچا اللہ پھر عریب بھی کہ نیکو پنہا ہے مقدس متدینوں کو بارت بھی کوئی

تین دن جنم میں رہ کر خدا کے دہنے ہاتھ پر جائیٹھے اور وہ شخص کہتا ہے کہ ہر چیز سولی دیے گئے
مگر کفارہ وغیرہ خلافات ہیں کیا اس فرق کے سبب اس کا وہ قول مذہب نصاریٰ ہو نیست
خارج ہو جائیگا عائدہ ثانیہ و کافہ الا ولی عبادۃ انحصاریت میں حیات نہیں اس سے
مراد روح ہی یا بدن اگر بدن تو مجتہد سے نفس بیگانہ اور اگر روح تو تم ہی مانکر اہلسنت سے
خارج و بری اور انکی طرف اسکی نسبت کر کے کذاب و مفتری ہوئے اہلسنت ہرگز روح کو برا حیات
نہیں مانتے اگر کہیے موت مجازی تو مانتے ہیں اقول ہاں مگر اسکا اثر اور اکات روح پر
اصلاً نہیں کیا مگر ارادہ خود ملاجی کی عبارت نہ یہوشی مظہر حوالہ تفسیر غزالی ابھی گزری مگر تم ملاحظہ
وہ موت مان رہے ہو جو نافی و منافی ادراک ہر اسی کو کلام مشائخ سے نقل کرتے ہو اسی پر انکار جماع
کی بنا رکھتے ہو تو قطعاً موت حقیقی مراد لیتے ہو اور اسے روح کیلئے ماننا یہی اعتزال ہے اگر کہیے
معتزلہ تو روح کیلئے موت منافی مطابق ادراک مانو ہیں۔ والہذا عذاب قبر محال جانو ہیں
اور یہاں مراد وہ موت ہے جسے صرف ادراک صورت و اصوات دنیاوی و منافی ہونہ برزخہ سے
اقول اولاً یہ تخصیص نفس پر دلیل باطل ہے موت بھی مانو منافی ادراک بھی جانو جیسا کہ کلام
مشائخ میں مصرح ہے پھر اسے ادراک بعض دُور بعض پر خاص کر دیکھ چل واقع ہے موت کہ منافی
ادراک ہے اور ادراک کہ منافی ہے اور نہیں آکسی نہیں خود اسی تعلیم المسائل میں راہ حیات اپنی
سند سمجھ کر نقل کیا در مدارک نوشتہ تو فیہا اما انتہا و طہوان یسلب ما لہی بشیۃ حساستہ حرکت
پھر لکھا امام راغب در مفردات گفتہ کہ الموت زوال القوة الحساستہ کیون حضرت جب رأسا
حس و ادراک کی قوت ہی زائل ہو گئی مدد کہ ہی جلدی ثواب ادراک بعض کا ہے سے ہو گا یا رب
یہ موت کو نہی کہ آدمی کی شنو آدمی کی ہری آدمی کی بینا آدمی سے اندھی ایک فرد ادراک بھی
باقی ہے تو حیات ثابت ہے اور موت متفقہ کی حیات باجماع عقلاً شرط ادراک ہے اور موت منافی
مشروط نہ ہے بشرط متحقق ہو گانہ منان منافی سے متحقق ثانیاً یون بھی اعتزال سے مفکر کہات
جب یا وصف موت اور اکات امور برزخ علم و سمع و بصر باقی مانے تو اور معتزلہ کا مذہب یہی

ابو جعفر محمد بن
ابن ابی شیبہ
در غلطی
نہیں پڑا
مستند

قرآن میں تفسیر اور دیگر کلام

ملاحظہ ومن
خالق نقد من
من العقول
فکان لم یبق من
الشیء الا عقل و
الشریۃ الذی یمنع
العالمات
مستند

طوائف معتزلہ سے فرقہ صالحیہ کا مشرب بھی جکا ذکر اپنے اسی تفہیم السائل میں شدت
 سفاہت مقابل الہدست کیا تھا کہ در شرح مواقف نوشتہ کہ تجویز قیام و قدرت و ارادہ
 و غیر ذلک بہت مذہب فرقہ صالحیہ از معتزلہ است و بیہوش کو اتنی نہ سوجھی الہدست نے
 کس دن موصوف بالہوت کو کمال معصومی بالہوت موصوف بالادراک مانا تھا وہ تو جس کے لیے
 اور اکارتہ مانستہ ہیں اسے برگزیتا نہیں کہتے ہمیشہ زندہ جانتے ہیں مگر ان اب اپنے
 روح کو میت بھی مانا اور عذاب قبر ٹھیک کر کے لیے اور اکارتہ برزخیہ بھی ثابت کیے ہیں
 مذہب طائفہ صالحیہ پر وہ بھی اسی طور پر قائل عذاب قبر ہوئے ہیں اسی ستمخلص الحقائق
 مسائنہ سائل کی عبارت جواب اول کی دلیل مفہم میں گری کہ صالحی کے نزدیک
 میت باوصف موت معذب ہوتا ہے نیز اسی کفایہ کی اسی بحث میں ہر عن ابی الحسن الصالحی
 یعذب البیت من غیر حیۃ اذا احیاء عندہ لیست بشرط لثبوت العلم نیز وہی نام
 یعنی عمدۃ القاری میں بعد ذکر مذہب صالحی فرماتے ہیں و ہذا خروج عن المعتزل لان
 الجہاد کا خمس نہ فکیف یتصور تخذیبہ اگر کہیے ہم یہ اور اکارتہ بعود حیات مانتے ہیں
 خلاف صالحی القول ذرا ہوش میں اگر بھلا اس عود حیات سے پہلے ہی روح کو اور اس
 امور برزخیہ تھا یا نہیں اگر نہیں تو حجاب شکستہ اور غرر منکسف ثابت ہوا کہ روح کو وہی توانائی جو
 سنانی مطلق اور اک ہے اب عام معتزلہ میں جا ملے اور اگر ہاں تو عود حیات کا حیلہ او ٹھکریا
 روح میت کمال فوات بعود حیات صاحب اور اکارتہ تھی اب معتزلہ صالحیہ میں جا ملے
 سرگردہ کیا یاد کرو گے کہ کسی ہی بالا پڑا تھا۔ ہاں مفہم میں یہ کہ ان سب اقوال و الجہاد
 کو دربارہ بدن ماننے اور روح کو اس تمام بردومات سے پاک و محفوظ جانے بدن ہی کہ
 مشایخ مرہ شبہ فہم کہتے اور اوسکے سماع کمال موت سے انکار رکھتے ہیں اب ٹھکانے سے
 آگئے مگر یہ بات کہ ان تم اور کہاں حق کا قبول دائرہ الاستعان علی کل مستلزم قبول
 ثالثاً صریح جھوٹے ہو کلام مشایخ میں نشان تخصیص مفقود بلکہ اوسکے بطلان پر

تفصیل موجود کیا اور خصوصاً نے موت کو منافی اور اک بتا کر شبہ عذاب قبر وارد کیا کیونکہ
سے اس کا جواب نہ دیا کیا خود ملا تقیسی نے اپنے باوجودین تیشہ زنی کو نہ کیا کہ تقصود تھا نفی
سماح عرفی و تحقیقی ہر دو سے زیرا کہ تقیما نفی سماح مطلق کردہ اندہ تیسبہ عرف و اگر نفی صرف سماح
عرفی نہ تحقیقی مقصود ہی بود حاجت جواب دہان از مسئلہ عذاب قبر ہو: قبل هذا لا تہید بما
لا یرضی بہ قائمہ لوقطعا ثابت کردہ اس موت کو منافی مطلق اور اک مانتے اور اس کے ہوا امور
برزخ کا اور اک بھی متنی جاتی ہیں تو ب کلام روح پر محمول ہوا قطعاً آفت اعتزال سے ناجز
ہوا عائدہ ثالثہ بجلالتہ تعالیٰ یہاں سے واضح ہوا کہ عدم اور اک امور دنیویہ میں عذاب باطل ہے
و حائل خشت و گل اور ملا تقیسی صاحب کا عذر مطلق اشتغال و استغراق کہ ۷۲ و ۷۳ میں لکھا
ارواح طیبہ مجرہ اندر بان کبھت اشتغال عبادت رب حقیقی و استغراق بکیفیت ان التفتا
باکوان و حوادث این عالم ندارند محض حمل و ناز و ادوار ہوا تھی قول جب ہم لوگ کلام
مشایخ سے مستدل اور اس کے اس معنی محال پر حائل ہوا تو تمھیں ان اعذار بارہ کی کیا جواب
او کہ مشایخ تو نفس موت کو منافی اور اک اور اس کی وجہ انتفاع اصل قوت حساس و دراک
مان رہے ہیں اور ان اعذار کا یہ حاصل کہ قوت مدکہ تو موجود و کامل مگر حجاب حائل یا التفتا
زائل ثانیاً وہ اس موت کو منافی مطلق اور اک پر تخصیص امور دنیویہ جان رہی ہیں اور تمھارے
مذرا تھیں امور خارجہ سے خاص ثالثاً حائل و حجاب بدن پر ہوا اور کلام روح میں سرایعاً
پردہ و جہولت صرف مدفون کیلئے ہر طرف بعد دفن صرف تا عدم انکشاف اور کلام عام
بلا خلاف خاصاً تمھارے حاجت حائل کا پردہ تو اوسیدن چاک ہو چکا جس دن مشایخ
نے وقت سوال سماح آواز لغال تسلیم کیا اور ملا تقیسی نے در وقت سوال و جواب ہمہ
قائل سماح اند کا فرودہ دیا سادہ سادہ عبادت سے اشتغال اور اس کی کیفیت میں استغراق
تو سب اموات کو عام نہائیے گا یوں کہ ہر کسب و کسب سے تولدت نعمت یا معاذ اللہ معذب ہے تو
عذاب کی شدت میں سے سحر ق ہو نا مانع سماح عرفی میں کہتا ہوں اس لذت یا الم کی حالت میں

جس وقت ایلام و تعذیب کہا اور نوک نفسیوں لذت کے حصے کا بھی الم ہی رہا، ایک نوع
 حیات میں آجلی ہو اور اس سے سماع لازم نہیں قطع نظر اس سے کہ مقدار مستلزم
 سماع نیست عبارات مستندہ میں نہیں ایہ قول اہلسنت بھی قطعاً بدن ہی کو حقیق ہو کہ
 قبر میں عود حیات اوسیکہ لیے ہوتا ہو اور اگر صورت زیادت تعلق بالبدن وقت انعام و ایلام
 و سوال کو روح کیلئے عود حیات سے تعبیر بھی کیجئے تو اس سے اگر فرق پڑے گا تو ادراکات جسمانیہ
 میں جس کا حاصل تفاوت آیت بدن کی طرف آگے نہ کہ اہلسنت کے نزدیک ادراکات روح
 بدن پر موقوف نہیں تو وہ ان تعلقات حادثہ سے پہلے بھی ویسے ہی مدرکہ عالمہ مبصرہ ستا
 تھی جیسی ان کے بعد یہ تفاوت کہ ایک نوع حیات ملتی ہے جس سے ادراک لذت و الم تو
 ہو اور سماع نہ ہو وہاں ناشی نہیں آخر یہاں گھٹا بڑھا کیا یہی بدن سے تعلق پھر اس سے
 ادراکات روح کو کیا علاقہ تھا کہ اوس کے تفاوت سے وہ متفاوت ہوں بخلاف بدن کہ
 اوس کے ادراکات بنفسہ نہیں بلکہ تعاقب روح ہی کے باعث ہیں اور تعلقات متفاوت تو
 وقت مفارقت سلب کلی ادراک ہو گا اور جتنا تعلق بڑھتا جائیگا ادراک بڑھیں گے لہذا ممکن
 کہ تعذیب و تنعیم کیلئے تعلق کے مدارج متوسط سے وہ درجہ دیا جائے کہ بدن صرف
 ادراک لذت و الم کا آلہ قرار پائے اوس کے ذریعہ سے سماع و البصار ہانچو نہ آئے اور سوال
 و کلام کیلئے اس سے اعلیٰ درجہ ملے جس کے باعث سمع بدن کا بھی رست کھلے اور جود ہی
 کہ یہ سب امور روح و جسم دونوں سے متعلق ہیں تنعیم و تعذیب میں مشارکت بد کو صرف
 اوستیقدر درکار اور سوال میں شرکت کو سمع بھی مطلوب غرض کلام اہلسنت بدن پر محمول
 کیجئے اور یقیناً یہی ہے تو ایک مطلب فوت محنت رائگان اور خواہ مخواہ روح کے گلے
 باندھے تو ضلال و غمراہی نقد و وقت ہے مفرکہان۔ یا بحمدہ اللہ تعالیٰ توفیق الہی
 رفیق اہلسنت اور خدایان و حرمان نصیب اہل بدعت ہو جو تیرا دنگی کمان سے وصل پاتے
 ہیں فصل سے پہلے اوٹھین کے موخ پر پلٹا کھاتے ہیں علماء اعلام کے جتنے کلام بہزار

جانکا یہ اپنی دلیل بنا لگاتے ہیں وہ انھیں کے شمع قاتل اور اہلسنت کے سچے دلائل بجاتے
ہیں۔ الحمد للہ اب ملاجی کا ہاتھ یکسر خالی ہو گیا اس ساری بحث میں ان کی تمام ہیکو بھوکا حرف
بحرف قلع قمع ہو گیا۔ ملاجی اتنے میں اجازت دیجئے کہ آپ ہی کے صفحہ عکس حلق کے شکم زادوں
آپ ہی کے مؤخر پر پلٹ دین کہ بیچارہ (قبوچی عیارہ پختہ جنون خام کارہ کہ از روی کیش خویش کو
مکربل خشت و حجر ملک از انہم تر شدہ است تصور اینکه من ہرچہ خواہم نگاشت عامہ مومنین
بر ان اعتماد خواہند ساخت ہرچہ دشکم داشت از دہان بر آورد افسوس کہ مامردان رعایت این
بیچارہ کہ شہادین باب محنت کشیدہ کردہ تغلیط وی تاہر کہ دیم پس این معاملہ طشت از
بام شد الحمد للہ رب العلمین و قبل بعد اللہ قوم الظالمین **جواب پنجم** فرض کیا کہ وہ
معتزلہ نہیں مشائخ اہلسنت ہی ہیں مگر یہ مسئلہ کچھ فقہیہ نہیں صاحب ماتہ مسائل کو اقرار ہے
کہ فقہ سے جدا متعلق باخبار یہ مسائل نے سوال کیا تھا ساعت موتی کلام احیاء شرع
جائز است یا گناہ کہ ام گناہ آپ اس کے جواب میں اخبار علم فرماتے ہیں کہ عادت و تکیہ کلام مسائل
انت کہ در ہر جامی پرسد جائز است یا گناہ کہ ام گناہ در مقام پرسیدن باین عبارت نمی سرد
زیرا کہ جواز گناہ در افعال و اعمال میشود و این متعلق باخبار است کہ این امر ثابت است یا نہ
اور جب مسئلہ علم فقہ سے ہی نہیں تو حنفیت و شافعییت کی تخصیص یا تقلید بعض یا اکثر مشائخ
اوسے تعلق یعنی چہ متعلق باخبار ہے اخبار و احادیث کے خلاف غیر ماخذ سے اخذ کیا معنی
غرض تمہید یہ اوٹھا کہ برخلاف نفوس صریح احادیث صحیحہ جواب یوں دینا پس جواب این
است کہ نزد اکثر حنفیہ ساعت موتی ثابت نیست اور پھر اوس میں بھی تصریحات جلیلہ اہل ماخذ
مقابل یہ توسع کہ چنانکہ از کافی و فتح القدر حاشیہ ہدایہ مراحتہ و اشارہ کہ قریب بتصریح
است معلوم میشود نفی بجا و تحلیل واقع ہوا اس جواب کی طرف بھی تصحیح المسائل میں اشارہ
فرمایا حیث قال و در حقیقت این مسئلہ از علم فقہ ہم نیست چنانچہ مجیب نیز فرمایا اقرار نموده
۲ قول صدر کلام میں واضح ہو چکا کہ یہ کلام ہمارے المذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے

مستقول نہیں استقلان مسئلہ منصوصہ میں طبع آزمائی شائع ہے فقہیات میں امام کرام
 کے بعد شائع ہوا ہے کہ تقلید بھی علی الراس والعین کہ عینا اتباع ما اوجہ و نحوہ و کما اوقوا
 فقہاء ہر ایک پر حق و برکت مکانی دارد و موافق قائل سب میں عقول کا قدری قبول
 کہ ہر فن کی بات اسکی حد تک محدود و مقبول تحقیق حلال و حرام میں فقہاء طریقت رجوع ہوگی
 بر صحت و صحت حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف طبع مسئلہ اسے نہ لینے نہ نکلنے
 علی انرا تھے میں شروع حدیث میں جو مسائل فقہیہ کتب فقہ کے خلاف ہوں مستند
 نہیں لکھ کر فرمائی کہ وہ اصول فقہ کی کتابوں میں جو مسئلہ خلاف کتب اربعہ ہو محض
 انہیں بلکہ فرمایا جو مسئلہ کتب فقہ ہی میں غیر باب میں مذکور ہو مسئلہ مذکور فی الباب کا ستادم
 ہو گا کہ غیر باب میں کبھی تساہل راہ با تاسیہ و قدینا کل خلک فرسالتنا المبارکہ انشاء اللہ
 تعالیٰ فصل القضاء فی رسم الانتداء تو جو فرق مراتب لگا کر غلط بحث کرے جاہل ہے یا غافل
 ذال ہذخ و معاد امور غیبیہ میں جنہیں قیاس واجتہاد کو دخل نہیں اور کچھ پتا تو ہی اسین
 الغیب علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے جہل سکتا ہے نہ مشائخ کی رائے سے بلکہ علماء
 کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں اللہ کو ایک رسول کو چنا
 دنیا کو موجود سوال و عذاب و نعم قبر کو حق جاننے میں اسکا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں شایع
 تھا مفرتے تھے محض انکے اعتبار پر مان لیا ہے۔ ہاں عقائد میں کتاب و سنت و اجماع است
 و سوا و عظیم اہانت کا اتباع ہے اسلیکے خدا و رسول نے عین بتا دیا کہ اجماع ضلالت پرانہ کن
 اللہ سواد عظیم کا ظان ابتداء ہے۔ اب کتاب مجید دیکھیے تو بلاشبہ ثابت فرمائی کہ روح
 سیت نہیں روح ہے اور اک نہیں روح کے اور اک بدن پر موقوف نہیں روح فکسے
 بدن کے بعد باقی و مددک رہتی ہے برخلاف ان عبارات مشائخ کے جنہیں تینے روح پر
 عمل کر کے مرتب کتاب اللہ کے خلاف کر دیا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سینے کو کیسی صریح و صلیح و بذل عبد نہیں سماع مولیٰ ثابت فرما رہی ہیں جنہیں سنکر

[illegible]

علائی دربارہ ثقلیہ تعلقاً شریعت و سید رکعتہ واسے بین انکی تصانیف جلیلیہ بحروشا
 و رسائل زینیہ و درو فتاویٰ نیریہ وغیرہا کے مطالعہ سے واضح ملے یہاں اونکے کلمات
 دیکھیے کہ جب تک اجماع نہ ہو فتاویٰ مشایخ پر عمل نہ کریں گے جسے التزام کیا ہے کہ اوسے فتویٰ دینا
 تو وجہ کیا دی کہ یہ بحث اگرچہ افعال مکلفین سے متعلق ہے مگر فقہ کا دائرہ تو حیثیت حلال و حرام میں
 منتہی ہو گیا اگر کفر و اسلام اگرچہ یہ علم فرض وہ اخبث حرام مگر اصالت اس مسئلہ کا فن علم
 عقائد و کلام وہاں تحقیق ہو چکا ہے کہ جب تک ضروریات دین سے کسی شرک و کفر ہو کفر نہیں
 تو اونکو غیر بین اجماع ہرگز نہ ہو گا اور معاذ اللہ اونہیں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع رک نہیں سکتا
 لہذا تمام فتاویٰ و نقول سے قطع نظر کر کے مسائل جماعیہ میں حصر فرمادیا جب یہاں یہ حال
 تو ہمارا مسئلہ جسمین نہ فعل مکلف نہ حالت و حرمت بلکہ ایک امر بزرخ کے ثبوت و عدم
 ثبوت کی بحث ہے کیوں کتاب و سنت و اجماع است و سواد اعظم سادات ملت سے
 منقطع ہو کر مرمون نقول بعض کتب فقہیہ ہونے لگا ہذا اھو حق التحقیق والحق الحق
 بالتصدیق جواب ششتم اقول سب جانے دیے بھی مانا کہ یہ قول مشایخ یہاں
 حجت اور فی نفسہ قابل قبول و متابعت ہے اب اس سے زیادہ تو تنزل کا کوئی درجہ نہیں
 تاہم ہمیر اس سے احتجاج اصلاً موعجہ نہیں کسی دلیل کافی نفسہ کافی و صالح تعویل ہونا اور بات
 اور اس سے ثبوت و اتمام حجت ہو جانا اور مثلاً قیاس دلیل شرعی ہو مگر نص کے آگے
 نامقبول حدیث صحیح آحاد و حجت شرعیہ ہرگز اجماع کے سامنے غیر معمول و علی ہذا القیاس
 و لہذا حدیث کی صحت حدیثی و صحت فقہی میں زمین آسمان کا فرق ہے جسکی تحقیق انیق فقیر
 رسالہ الفضل الموبہی فی معنی اذ اصح الحدیث فھو مذہبی میں ہر ان مشایخ
 کے اگر یہ قول ہیں تو سدا کا براعلام کے ارشادات جلیلیہ ہماری طرف ہیں جنکا ایک نمونہ
 مقصد سوم نے ظاہر کیا اور الفین اجلۃ ائمہ و مشایخ و علماء خفیہ بھی میں تم نے پانچ ستارے
 کے قول ذکر کیے جسے پچاس سوزائد ائمہ و علماء خفیہ مجتہدین فی المذہب و فقہاء النفس

اس سوال پر ارادہ
 سے آیا تھا اسنادی
 تب آخر نکات
 جواب سوال ارکات
 یہ رسالہ غیر متداول
 کے اوس مشہور
 مخالف کے یہ بلوغت
 ہے کہ امام اعظم سے
 قدر ادا ہے جس
 حدیث صحیح ہو چکا
 فتویٰ میرا مذہب
 ہے ایک غیر متداول
 یا قرآن ہی بہت
 مطران سے چھپا
 وغیرہ
 سے طالب جواب
 میرا جان بھی وہ چچ
 جیسا کہ جواب
 میں بفضلہ تعالیٰ
 مختصر و جامع ہمار
 ہے ہوا
 منہ

و نیز محققین سلف و خلف کے دستاویز رکھا دیے جنہیں خود ان پانچ سے بھی امام شافعی
 و امام حنفی و امام ابن ابی ہاشم شامل ہو کر ایک کتاب میں لکھ کر شایع کیا کا لفظ لکھا ہے
 تو اس سے مستند و کتب میں اجماع الہدایت مذکور ہوا ہے اب دورا میں میں تطبیق و ترجیح
 انہیں تطبیق ہی اولیٰ و اول اور تصریح علیٰ امتی الوسیع اوسے پر سئل اسے اختیار کیجے
 تو مجھ اندہ سبیل واضح ہے کہ اثبات سماع روح کیلئے یہاں اور انکار سماع بدن محمول
 اسکی تقریر اور اسکے منافع و فوائد کی تفسیر جواب اول میں مفصلاً تحریر اور اگر توفیق توفیق
 بھی ملے تو بہت خوب باب تحریر کیجے۔ یوں بھی باز نہ تعالیٰ میدان ہمارے ہی ہاتھ
 رسکا اور ہمارے طرف اعداد کثیرہ ہیں تھاری طرف ایک بھی نہیں کتنی حدیثوں میں
 سن چکے کہ ان المیتہ لیس مع بیشک مردہ سنتا ہے یہ بھی کسی حدیث میں آیا کمالیت کا
 یہ مع مردہ نہیں سنتا اور یہی علیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ کا بعد دل عن درایتہ ملوا فقہا
 روایت کلام الغنیۃ مردہ المختار قاضی روح کی موت و برادر کی اور اسکے ادراکات کا ہم
 پر توقف کہ تھاری طور پر ہمارا کلام شایع ہے کہ کتاب اللہ کے خلاف و معارض ہر ثالثا
 اجماع الہدایت کہ منقض ہر لہجہ خود اور کلام مضطرب و متناقض ہر خامساً
 بوجہ قاضی و مجروح و مرجوح و مسامح علی البدن نہاںو محتمل تو ہر اور محتمل
 صاحب معارضہ نہیں مسامح اگر کوئی حدیث اثبات سماع میں نہوتی تو سلام خود
 منصوص و مجمع علیہ ہر اور کلام کا ظاہر سے صرف ہر بدل باجماع ملے مردود و مخدول
 نامنہا تم خود مان چکے کہ مردی زائر و کسا سلام سنتہ میں درائتہ مسائل جواب سوال (۱۹)
 پھر ثبوت سماع موتی میں کیا محمل کلام رہا جب ثبوت سماع ماحصل اور خود خارج کی آواز سننا
 سمجھنا ثابت تو آواز سب ایک سی اور فرق حکم باطل و علی التثنل یہ ایجاب جزئی اوس
 سلب کلی شایع کا ضرور نقیض و سبطل تو جس کلام کو خود باطل مان چکا اوسے مستند و سب
 عاقل تا سحاً بحث ایک امر کے وجود و عدم نفس الامر میں ہر وہ شایع نافی اور یہائے

مثبت ہیں مثبت مقدم عاشق اگر بالفرض دونوں پہلے ہر طرح برابر ہوں تو امر مستوی
 رہا اور سماع ماننے میں نفع بے ضرر ہے کہ جب مرد و نکو مردک جائینگے قبور کے پاس
 کلام بجا سے باز رہینگے افعال منکرہ سے حیا کینگے اور تبصر جاتا تو یہ پاک ہونگے یوں بھی
 انکار سماع میں ضرر و اندیشہ نہیں اور اثبات سماع محض نفع و خیر ہی ختم اللہ تعالیٰ لنا علی
 محض نفع و خیر حفظنا من کل ضرر ضیرو الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی
 سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین امین وہ تین جواب اونکی مغری پر عائد تھے
 یہ تین اونکے کبری پر وارد اور اوپر گزارش ہو چکا کہ یہ افعای عنان ہی تحقیق تحقیق جہا
 اول سے عیان ہے الحمد للہ رب العالمین فقیر نے اس مسئلہ میں وکلام ام المؤمنین
 کے متعلق بحث کو زیر حدیث ۴۵۰ حدیث ۱۵۰ بشرط جواب مولوی مجیب صاحب دوراندہ
 پر محمول رکھا تھا کہ اللہ عزوجل دارین میں جزائے خیر وافی وافر عطا فرمائے مولانا الکرم
 ذی الفضل الکرم ناصرین کافرین محبت میں متین صدیقاً مولوی محمد عمر الدین سنی
 سنی قادری مجیدی نزیل مبین سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ اس بحث نفیس و جلیل و مهم کی تحریر و
 تجرید و مصرع ہوئے جسکے باعث ہنگام طبع کتاب دونوں مقام مذکور میں ان سباحث کثیر
 خود کے وعدہ بھائے گئے خیال تھا کہ ایک آدھ جز لکھ دیا جائیگا جو مقصد سوم کی فصل
 میں بطور فائدہ اندراج پایگا طبیعت علیل ذہن کلیل مدت معالجات طویل جسکے سبب
 قوت ضعف معاذ اللہ تا حد تعطیل بآینہما نام فرصت معدوم و قلیل روزانہ امصار
 و اقطار سے در وقت اولے کثیر و جزیل مگر جب لکھنا آغاز ہوا بارگاہ و اسب فیض غر جلال
 سے در فیوض باز ہوا الحمد للہ تعالیٰ وہ جواہر عالیہ و زواہر عالیہ عطا ہو کر فقیر حقیر کی حیثیت
 و لیاقت سے بدرجہا و اتہا الحمد للہ اس تنزیل جلیل کو رسالہ مستقنہ کیا اور لمجا خدای تعالیٰ الوفاق
 المستقیمین سماع الدرقین و جواب الیمین لقب دیا جو بالانصاف بے اعتساف اس
 دیکھنا انشاء اللہ تعالیٰ پہلی صاف شہادت دیکھا کہ مستقنہ یمن آج حل ہو چکی ہے مخالف

موافق موافق مخالف سمجھا کرتے تھے اسکا عقدہ اب مغل ہو جن کلمات کو مخالفین اپنی
 دلیل بنا یا کرتے اب وہ کلمے خود انھیں کو دلیل بنا یئنگے جن اقوال کو موافقین محتاج
 جواب سمجھے اب اوغنین کو اپنی دلیل بنا یئنگے اور اسکے ساتھ بفضل تعالیٰ تفہیم المسائل
 کی ساری بالا خوانیان بھی چھپڑیں صبح سنت شرق حق سچ کی باطل کی غلطیوں دھواں ہٹا دیں
 یہ سب بجا اللہ تعالیٰ ادنیٰ تصدیق کفش برادری اعظم حضرت سید العلماء المحققین سند
 الفضلاء المدققین حامی السنن مآجی الفتن حوزہ الخلف بقیۃ السلف اکمل علماء العالم مسیونہ
 الوالدہ الحاجہ لاکرم حضرت مولانا مولوی محمد تقی علیخان صاحب حنفی قادری
 برکاتی وکترین برکات خاگوسی آستان فیض نشان اقدس حضرت امام العرفاء الکاملین
 شام الادبیاء والواسلین بدلتھ طریقۃ بحر الحقیقۃ بحر الشریعۃ اقوی الذریعۃ سیدی و مولوی و
 مرشدی و کنزی و دزخی بیومی وغدی حضور سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی
 مابہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہما و انور ہادیہ و قیوم ہادیہ و قدس سرہما و احاد علینا فی الدارین برکاتہما
 و رہز قبا منہ برہما امین الحق امین ہر و الحمد للہ رب العالمین جو اہلسنت ان حروف
 نفع پائین مآمول کہ دونوں حضرات عالیہ کو ایصال ثواب فاتحہ فاتحہ سے شاد فرمائیں
 اور اس فقیر حقیر اور مولانا مولوی محمد عمر الدین صاحب موصوف کو اس نفیسہ
 جلید کے محرک تالیف اور الدال علی الخیر کفاحلہ کے مصداق بیعت ہوئے اور
 عالی ہمتان زمن محبان دین و سنن حاجی الحق آدم صاحب صباغ پلندی
 و حاجی ابو حاجی حبیب صاحب پلندی سمن امین حفظہما اللہ تعالیٰ عن الفتن
 واللہن کو سبکی بہت بلند سے اصل کتاب اور جامع فضائل جامع روائع مولانا
 مولوی محمد اسمعیل صاحبہ قادری نقشبندی شاذلی سلمۃ اللہ علیہ الہدی کو
 جنکی سعی جمیل سے یہ اجزا بہ تزییل جلیل منضج اور اہلسنت ان جو اہر و منیہ سے
 منتفع ہوئے دعا سے غفور و عافیت و غیرہ برکات و نہاد آخرت سے یاد فرمائیں

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مقاصد و فصول کتاب خطاب حیاۃ الموات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	فصل دوم احیائے آئے پاس بیٹھے		مقدمہ باعث تالیف و نقل تحریر
۳۱	بات کرنا مرد و کاجی پہلنا ہے	۲	خلاف میں
	فصل سوم احیائی برائے اعلیٰ و اموات		مقصد اول تحریر مخالف پینتیس لفظی
۳۲	کو ایذا ہوتی ہے	۵	دو نوع میں
	فصل چہارم صریح حدیثین کہ مرد و زاری	۵	نوع اول اعتراضات مقصودہ
۳۵	کو پیچھا توڑنا کلام سلام سنتے جواب دیتے ہیں		صنف دیگر اکابر خاندان عزیز کی
	فصل پنجم صریح حدیثین کہ مردی نہ فقط	۱۰	اقوال سے تحریر خلاف کا رد
۳۹	سلام بلکہ ترافذ و نام سنت ہیں	۱۲	صنف دیگر بحث اعتقاد نفع و ضرر
۳۹	چھ حدیثین کہ مردہ یوں تو کچھ بھل سنا ہے	۱۸	نوع دوم تحریر خلاف وہاں کہ کچھ بھی خلاف ہے
۴۲	ایچھ حدیثین کہ کفار مقتولین کے کلام میں		فائدہ جلیلہ کہ نہ انک لا تسمع
۴۵	چار حدیثین تلقین میت میں	۲۱	الموتی کی بحث
۴۶	وہ عمل آخر صاب کا اہل قبور سے باتیں کرنا	۲۳	مقصد دوم احادیث
۵۰	مقصد سوم اقوال علما		نوع اول بعد موت بقائے روح و
۵۶	نوع اول اقوال علمائے سلطنت و خان		صفات افعال روح میں اموات کا اہل
۵۶	تہمید روحانی مورتی نہیں مرتبین		دنیا کو دیکھنا اونے کلام کہ ناروح مؤمن کا
۵۶	فصل (۱) موت صرف مسکن بلکہ ہر جگہ	۲۴	جہان چاہنا جانا وغیر ذلک
	فصل (۲) بعد موت علوم و افعال روح	۳۱	نوع دوم احادیث سمع و ادراک اہل قبور
۵۸	بہ طور پر تپے بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں	۳۱	فصل اول اہل قبور سے حیا کرنے میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۱	فصل (۱۵) بقیہ تصریحات سماع سموات	۹۱	فصل (۱۵) سموات کا علم دنیا
۹۶	فصل (۱۶) وہم اقوال خاندان عزیز	۹۱	وابل دنیا کو بھی شامل
۹۶	فصل (۱۷) علم و سمع و بصر سموات	۹۱	فصل (۱۷) سموات سے کیا کہہ سکتے ہیں
	فصل (۱۸) بقائے تصرفات اولیا بعد	۹۳	فصل (۱۸) افعال مہیا سے نفاذی سموات
۹۹	وصال		فصل (۱۹) ملاقات اعیان و ذکر خدا سے
۱۰۰	فصل (۱۹) فیض امداد اولیا بعد وصال	۹۳	سموات کا جی بہشتا ہے
۱۰۶	فصل (۲۰) استمداد و نداء سے اولیا		فصل (۲۰) مرد و لہجہ زبان کو دیکھنے
	خاتمہ فتوایں علمایں زمین و زمین	۹۶	بہشت اور آسمان کی زبان سے پہنچنے پر مطلع ہوتے ہیں
۱۱۰	در بارہ سماع موتی		فصل (۲۱) مرد و زائر سے کلام کرتے اور
	تکمیل جلیل چند فوائد عالیہ کی	۹۸	او سکرام و کلام کا جواب دیتے ہیں
۱۱۳	یاد دہانی میں		فصل (۲۲) اولیا کی گرامتین اولیا کے
۱۱۴	فائدہ اول سماع موتی کا منکر یعنی گمراہی	۱۰۰	تصرف بعد وصال بھی بدستور ہیں
	فائدہ ثانیہ اہل قبور کا علم و سمع و بصر	۱۰۲	فصل (۲۳) فیض امداد اولیا بعد وصال
۱۱۷	ہمیشہ ہر آن جمعہ کے دن زیادہ ہوتا ہے		فصل (۲۴) تصریحات علماء کہ سلام قبول
	فائدہ ثالثہ ارواح مومنین کو اختیار	۱۰۶	دلیل قطعی سماع موتی ہے
۱۱۵	ہوتا ہے کہ آسمان و زمین میں جہاں چاہیں		فصل (۲۵) اہل قبور سے سوا کرام سلام
	فائدہ رابعہ ارواح طیبہ کی نزدیک دیکھنے	۱۰۷	اور انواع خطاب و کلام
۱۱۶	سننے میں دور و نزدیک سب یکساں ہے	۱۰۸	فصل (۲۶) بعد وصال تلقین بیت ہیں
	فائدہ خامسہ ایسے اونھیں ہر جگہ		فصل (۲۷) ارواح کرام کو نداء اور
۱۱۷	سے نداء جزا اور سزا	۱۰۹	لوٹنے طلب دعا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۲	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۱۹	تاریخ انیسویں طبعیہ تمام خاندان بریل غوث اعظم و غوث الثقلین کے مشرک بواہیان تک کہ خود میان سمرقند و مولوی اسحاق صاحب
۱۳۷	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۰	سب مشرک ہیں
۱۴۱	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۱	رسالۃ الوفاق المتین
۱۴۲	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۲	بین سماع الدفین و جواب الیہ میں
۱۴۳	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۳	عائدۃ جزیلہ تحقیق مسئلہ بین میں
۱۴۴	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۴	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۴۵	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۵	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۴۶	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۶	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۴۷	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۷	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۴۸	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۸	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۴۹	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۲۹	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۵۰	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۳۰	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۵۱	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۳۱	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے
۱۵۲	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۱۳۲	مقدمہ سلسلہ مسرہ انسان کی حقیقت کیا ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۳	وجاہ و استغراق کار و		تنبیہ بدن میت کو خارجی مدد بھی
	عائدہ اربعہ تعلقات بدن کی کمی بیشی		ایذا و تباہی و رنج و آزار بھی ہو تو مسئلہ
۱۵۵	سے اور اکات روح پر کچھ اثر نہیں	۱۴۸	سماع کو اصلاً مقرر نہیں
	جواب پنجم مسئلہ فقہیہ نہیں تو ماخذ	۱۷۱	جواب دوم منفی سماع بالآلات بدن ہی
۱۵۷	کے خلاف چلنا جہل میں	۱۷۲	فائدہ جلیلہ بحث انکار ام المؤمنین صدیقہ
	عقائد میں چار چیزوں کا اتباع ہے	۱۸۰	جواب سوم جامع الجوابین
	کتاب و سنت و اجماع امت و سواد	۱۸۰	جواب چہارم یہ قول معتزلہ ہے
	اعظم علمائے ملت چاروں ہمارے ساتھ	۱۸۶	وجہ تہ اول نقول
۱۵۸	میں مخالف کی طرف کچھ نہیں	۱۸۸	جلیلہ عظیمہ شکر پر جار عائدہ
	جواب ششم بالفرض یہ اقوال		عائدہ اولی بیان مذہب و بابیہ ضرور
	قابل احتجاج ہوں گی تاہم تطبیق کیجیے	۱۸۸	مذہب معتزلہ ہے
	خواہ ترجیح لیجیے ہر طرح سے ان اہلسنت		عائدہ ثانیہ نفی اور اگر بیوتی میں تخصیص
۲۰۰	کے ہاتھ ہے	۱۹۱	اور دنیویہ کار و
۲۰۱	دوسرے وجہ ترجیح مذہب اہلسنت		عائدہ ثالثہ عدم ادراک میں عذر حائل

فہرست فوائد و عجائبات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰	وہی فرما رہا ہیں مزارات پر جا فرمیں کہ اولیاء بھیجے گا		ایک فرشتہ تمام عالم کی آواز ایک جگہ سے
۱۱	وہی فرما رہا ہیں اسرارِ ادنیٰ فیض چاہو	۷	سنتا ہے
	وہی فرما رہا ہیں مزارات پر یا روح یا روح		شاہ ولی اللہ کہتے ہیں گھر میں گھر میں اولیاء کی
۱۱	پکارو	۱۰	طرف توجہ ہو کر فاتحہ پڑھو

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۱	رکھنی چاہیے		شاہ عبدالعزیز صاحب کراشاؤ کا اولیا بعد
۸۸	یاشینخ عبدالقادر	۱۱	وصال بھی حاجت روا و مشککشائیں
	استمداد کا سکر مقصوب ہے اور اولیا	۱۲	مرض میں مولیٰ علی کی طرف توجہ
۹۰	سے بے اعتقاد	۱۳	مولیٰ علی کی نوازش
	استمداد کا سکر ایک فیلیل طائفہ پر کہ جدید	۱۴	غیر خدا کو نافع و ضار سمجھنا
۹۰	پیدا ہوا۔		شاہ عبدالعزیز صاحب فرعون کو
۹۰	جواز استمداد پر دلیل کی حاجت نہیں	۱۵	مالک نفع و ضرر کہنا
۹۰	انکار استمداد میں صدمہ و بیانات کا انکار ہے	۱۶	اولیا و صلحا سے طلب مال کی حدیثیں
۹۱	دور دور تو قصہ مزارات کرے		قاعدہ کلیہ جو بات زندوں کے ساتھ شرک
۹۱	مزارات کے آگے شروع و ختم	۱۸	نہیں اموات کے ساتھ بھی شرک نہیں سکتی
	سنت الہی جاری ہے کہ اولیا کے ہاتھ پر	۳۷	ماتہ مسائل کی صریح غلطی و تناقض پرستی
۹۱	حاجت روا لی ہوتی ہے	۴۴	قبروں پر پھول چڑھانا
	مولوی احقاق کا نادانستہ علم اموات پر		فائدہ جلیلہ ائمہ مذہب اولیائے
۹۸	ایمان لے آنا		سلسل سبب اپنے مقلدون مریدوں
	حضور غوث اعظم مزار مبارک سے بھی		کی ہر وقت نگاہیانی و شفاعت فرماتے ہیں
۹۹	تصرف فرماتے ہیں		مگر وہابیہ مقلدین کا اسمین حصہ نہیں اور
۹۹	ہستعلیل دہلوی کا نیا ایمان	۷۳	بہید سبب تصوف قادری بستی نہیں
	مال اسباب اولیا کی حمایت میں سوچنا		با آنکہ ارواح کو قرب و بعد سب یکساں ہے
۱۰۰	اور اس پر غیبی مدد پانا	۷۴	حاجری مزار میں یہ منافع ہیں
	سب اولیا کو مناسب و مراتب		نکتہ جلیلہ وہابیہ کی ایک چالاکی محفوظ

فہرست خدمت گزاروں تقریم المسائل

صفحہ	مضمون	شمار
۷	تقصیب تفہیم المسائل	۱۴۷
۷	مکابرہ و پیشرفتی تفہیم المسائل	۱۴۸
۱	پیشرفتی تفہیم المسائل	۱۵۲
۲	خط تفہیم المسائل	۱۵۸
۱	مضطرب الحالی تفہیم المسائل	۱۶۰
۴	جہالت تفہیم المسائل	۱۶۳
۱	نگو تساری تفہیم المسائل	۱۶۴
۲	کذاب و نابینائی تفہیم المسائل	۱۶۸
۳	جہالت تفہیم المسائل	۱۷۳
۱	زبان زوری تفہیم المسائل	۱۸۱
۵	نابینائی تفہیم المسائل	۱۸۲
	بیہوشی تفہیم المسائل انکبی	
۵	بول جانا	۱۸۴
	سخت بیہوشی تفہیم المسائل سماع	
۰	موتی پر صفات ایمان لے آنا	۱۸۵
۰	تفہیم المسائل کی پچھلی نزاکت	۱۸۸
۳	کمال حیاتی تفہیم المسائل	۱۸۹
	لطیفہ سند محمدانہ عبارت	

۱۰۱	حضور غوث اعظم عطا فرماتے ہیں
۱۰۲	اولیا کاشک کلاشا ہونا
۱۰۵	اولیا کو غریب نواز کہنا
	اولیا کا بچہ انتہائی بیدار ہی میں اگر دیکھو
۱۰۵	کرنا
۱۰۷	ناد علی علی یا علی یا علی
	اگر دعا مستحانت شرک ہے تو سارا
۱۰۸	خاندان دہلی مشرک ہے
۱۰۹	شیخاً اللہ یا شیخ عبد القادر
	مجاہد خیرین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۱۱۵	کی تشریف آوری حق ہے
	شاہ عبد الغفر صاحب فرماتے ہیں
	حضور سیدنا غوث اعظم و حضرت محبوب
۱۱۹	الہی مسجود خلاق ہیں
	غیر تقلیدین کا اوعائے عمل بالحدیث
	وہ ہیں تاکہ کہ حدیث کو بظاہر اپنی
۱۲۴	ہو او ہوس کے مطابق پائین
	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام روحاً و جسماً
۱۷۲	زندہ ہیں
	و آیہ فرضی کتابین خیالی علماء گروہ لیتے
۱۸۹	ہیں

صفحہ	مضمون	شمارہ	صفحہ	مضمون
۸	جد سازی تقسیم السائل	۰	۱۹۰	موضوع تقسیم السائل
۱۹۳	نیمایان تقسیم السائل	۳	۱۹۱	موضوع تقسیم السائل
۱۹۵	افہمی تقسیم السائل	۱	۱۹۱	جہالت تقسیم السائل
۴۰	جہل اعتراضات	۲	۱۹۲	موضوع تقسیم السائل
		۱	۱۹۳	موضوع تقسیم السائل

فہرست دیگر فوائد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۵	استقرار روح مومنین	۵۷	روایت حیات اولیاء بعد وفات
۱۳۰	قبرین تقسیم و تعذیب و سوال نکیرین میں	۹۱	روایت تقسیم حیات امام شافعی بکھنور
۱۳۴	سب روح و بدن دونوں سے ہے		مذہب امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۱۶۱	روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے		المستند کہ نزدیکی شریح جبر و فرہ عالم انبی
۱۹۲	کار تجارت سے سوال قبر نہیں	۹۶	لائق علم و سمع و بصر و سمعہ اور زبان
۱۹۴	نکاح پر بے دلیل سمع جرم نہیں		قال سے السبع الہی کرتا ہے
۱۹۶	تعلیم منکر و غیر		الایضاح یا غیر مشہور کہنا عدم جواز میں
۱۹۷	تعلیم منکر و غیر	۸۳	تعلیم منکر و غیر
۱۹۸	تعلیم منکر و غیر	۸۵	تعلیم منکر و غیر
۱۹۹	تعلیم منکر و غیر	۸۶	تعلیم منکر و غیر

فہرست فوائد دینی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	مواقع منعة الاستحمام فی القرآن		ماتہ مسائل کی اس خط کار در کہ
۱۳۰	التعلیم		الفتح زیارت میں اولیاء و فساق
	انسان و حیوان کی تعریف میں		فی القبور یکسان ہیں بلکہ قبور
۱۳۱	فلاسفہ کی جہالتیں	۱۹	اعتیاد رائد
۱۵۱	صاحب ماتہ مسائل کی نقل میں تقصیر	۱۱۷	وہابی کش عمل یافتن گم شدہ
۱۵۹	وہابیہ کے علماء رحمہ اللہ کی تقصیر		نیل امتنانی بصیرت الی الانطباع
۱۸۹	وہابیہ کی کتابیں رحمہ اللہ کی تقصیر	۱۱۳	لاخروج شعاع